سلفی ریسرچ سینٹر جموں و کشمیر کی طرف سے شائع شدہ ایک رسالہ بنام*

***کون تھا انگریز کا ایجنٹ* *"کا تحقیقی جائزہ"* ***

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ اِنّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝ 81 ۔*

*اور کہہ دو کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا ، بے شک باطل مٹنے ہی والا تھا

شیشے کے گھر میں بیٹھ کر پتھر ہیں پھینکتے

سلفی ریسرچ سینٹر جموں و کشمیر کی طرف سے شائع شدہ ایک رسالہ بنام "*کون تھا انگریز کا ایجنٹ *"کا تحقیقی جائزہ

مؤلف :خادم علماء دیوبند

!! غرض مؤلف

!الحمد للّٰہ وحدہ والصلاۃ والسلام علی من لا نبي بعدہ ، أما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ، بسم اللہ الرحمن الرحیم ...قال اللہ* تعالی"وَقُلْ رَبِّ أَدْخِلْنِي مُدْخَلَ صِدْقٍ وَأَخْرِجْنِي مُخْرَجَ صِدْقٍ وَاجْعَلْ لِي مِنْ لَدُنْكَ سُلْطَانًا نَصِيرًا وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا "سورۃ *الإسراء :81 ، 80 صدق اللہ العظیم

میں انقلاب پسندوں کی ایک قبیل سے ہوں"

جو حق پر ڈٹ گیا اس لشکر قلیل سے ہوں

میں یوں ہی دست و گریباں نہیں زمانے سے

"میں جس جگہ کھڑا ہو کسی دلیل سے ہوں

قارئین کرام *!...میری اس کتاب کے فرنٹ پیج کو دیکھ کر آپ نے اندازہ لگایا ہوگا کہ یہ کتاب کس موضوع پر ہے*

پھر بھی میں سمجھتا ہوں کہ اسکی کچھ وضاحت کر دوں تاکہ آپ مجھ پر "فتنہ پرور "کے الزام لگانے سے بچ جائے

کچھ دنوں پہلے نیٹ پر کتابیں سرچ کرتے ہوئے ہمیں]انٹرنیٹ آرچیو [پر سلفی ریسرچ سینٹر جموں و کشمیر کا بلاگ ملا ۔ تو اس پر جب ہم نے دیکھا تو کچھ کتب ملی جن میں سے ایک کا نام تھا "*کون تھا انگریز کا ایجنٹ *"۔ اس رسالے کو جب پڑھا تو دنگ رہ گیا کہ کس طرح یہ نام نہاد سلفی لوگوں کو دھوکہ دے رہے ہیں ۔ اس کتاب کا مآخذ کتاب "*آئینہ دیوبندیت *"ہے .خود پر سے وکٹوریہ کا داغ چُھپانے کے لئے انہوں نے کتنے جھوٹ بولے ہے وہ آپ آگے اس کتاب میں پڑھے گے ۔ ان شاء اللہ

قارئین کرام ... *میں یہ رسالہ دیکھ کر حیران ہوگیا کہ انگریز کے تلوے چاٹنے والے آج علماء دیوبند رحمھم اللہ پر* انگریزنوازی کا الزام لگا رہے ہیں !..لوگوں کو اس دھوکے سے بچانے کے لیے میں نے یہ قدم اٹھایا ہے اس میں کوئی ذاتی دشمنی وغیرہ نہیں ہے ۔ ان جاہلوں کی یہ حماقت دیکھ کر ذہن میں ایک شعر آیا وہ یہ کہ

شیشے کے گھر میں بیٹھ کر پتھر ہیں پھینکتے

آہنی دیوار پر حماقت تو دیکھئے

اور پھر اسی شعر کے پہلے حصے کو اپنی اس کاوش کا عنوان بنادیا ۔ کیونکہ یہ شعر غیرمقلدین کے اس رسالے پر پورا فٹ آتا تھا

اس کتاب میں دو باب قائم کئے گئے ہیں پہلے باب میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ یہ نام نہاد سلفی ہی انگریز کے ایجنٹ ہیں

دوسرے باب میں جو الزامات علماء اہل سنت پر لگائے گئے ہیں انکے جوابات ہیں ۔ امید کرتا ہوں کہ آپ حضرات بغور مطالعہ کریں گے

اس کتاب کا زیادہ تر حصہ میں نے اپنے اکابر کی مختلف تحریرات کو جمع کر کے لکھا ہے اور بعض مقامات پر اس ناچیز کی بھی تحقیق شامل ہیں خاص کر کے دوسرے باب میں

نوٹ *:اپنی طرف سے پوری کوشش کئی ہے کہ کتاب میں کسی قسم کی غلطی نہ رہے لیکن بشری تقاضے کے تحت اگر* کہیکوئی غلطی نظر آئے تو اطلاع کر دے انشاء اللہ اس پر دھیان دیا جائے گا

طالب دعا :خادم علماء دیوبند

باب اول

!! غیر مقلدین اور انگریز

ھندوستان میں فرقہ غیر مقلدین کا ظہور سارے عالم اسلام میں غیر مقلدین کا فرقہ باقاعدہ جماعتی رنگ میں نہ کبھی پہلے تھا اور نہ ہی اب موجود ہے۔ صرف ہندوستان ایک ایسا ملک ہے جس میں یہ فرقہ کہیں کہیں پایا جاتا ہے لیکن ہندوستان میں بھی انگریز کی حکمرانی سے قبل اس گروہ کا کہیں بھی نام و نشان تک نہ تھا

ہندوستان میں اس فرقہ کا ظہورِ و وجود ، انگریز کی نظرِ کرم اور چشم التفات کارہین منت ہے ، ہندوستان میں جب انگریز نےاپنے منحوس قدم جمائے تو اس نے مسلمانوں میں انتشار وخلفشار ، اختلاف د افتراق اور تشتت د لا مرکزیت پیدا کرنے کے لئے "لڑاؤ اور حکومت کرو "کے شاطرنہ اصول کے تحت یہاں کے باشندگان کو مذہبی آزادی دی۔ جس کے پردے میں مذہبی آزاد خیالی اور ذہنی آوارگی کو پروان چڑھانے میں اپنے تمام وسائک کو بروئے کار لایا کیونکہ وہ ابلیس سیاست تھا ، بنابریں وہ بخوبی جانتا تھا کہ مذہبی آزاد خیالی ہی تمام فتنوں کا منبر ، مصدر اور سر چشمہ ہے ، اس مذہبی آزادی کے نتیجہ میں فرقہ غیرمقلدین ظہور پذیر ہوا ۔ پھر اس فرقہ کے بطن فتنہ پرور سے فتنہ نچریت ، فتنہ انکار حدیث ، فتنہ مرزائیت اور فتنہ اناحیت و تجدد پسندی نے جنم لیا

مذہبی آزادی کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص جو مذہب چاہے ، اختیار کرے ، اپنی سمجھ اور فہم کے مطابق ، قرآن و حدیث کا جو مطلب چاہے بیان کرے ، قرآن و حدیث کے الفاظ کو غلط معانی پہنائے ، ان کے مفاہیم کو مسخ کرے اور ان کے مضامین کا حُلیہ بگاڑے اس کو کوئی پوچھنے والا نہ ہو چنانچہ نواب صدیق حسن خان صاحب اس بارے میں انگریز سرکار کے حضور خراج !! تحسین پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

کتب تاریخ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو امن و آسائش و آزادگی اس حکومت انگریزی میں تمام خلق کو نصیب ہوئی کسی حکومت میں بھی نہ تھی]یعنی انگریز سے قبل عالم اسلام کے سلاطین مثلاً سلجوقی ، عثمانی سلاطین ، وغیرہ ہم کے ادوار حکومت اس امن و آسائش اور آزادگی مذہب سے خالی تھے [اور وجہ اس کی سوائے اس کے کچھ نہیں سمجھی گئی کہ گورنمنٹ نے آزادی کامل ہر مذہب والے کو دی ۔ ترجمان وہابیہ صفحہ 16 نمبر

*!! دوسرے مقام پر تحریر فرماتے ہیں کہ *

اور یہ لوگ]غیرمقلدین [اپنے دین میں وہی آزادگی بُرتتے ہیں ، جس کا اشتہار بار بار انگریز سرکار سے جاری ہوا ۔ ترجمان وہابیہ صفحہ 22 نمبر

ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ *!!اور]مقلدین [چاہتے ہیں کہ وہی تعصب مذہبی و تقلید شخصی اور ضد و جہالت آبائی جو ان* میں چلتی آتی ہے قائم رہے اور جو آسائش رعایا ہند کو بوجہ آزادی مذہب گورنمنٹ نے عطاء کی وہ اٹھ جائے ۔ ترجمان وہابیہ صفحہ 110 نمبر

گویا کہ غیر مقلدین انگریز کی عطاء کردہ آزادی مذہب کے نتیجے میں پیدا ہوئے اور انگریز کے اغراض و مقاصد اور خواہشات کی تکمیل کے لئے آگے بڑھے، اور باطل کے مختلف محاذوں میں شجر اسلام پر خشت باری اور انگریز کے حضور حاضر ہو کر کہا کہ ہم فدویان آنجناب کے اغراض و مقاصد کی تکمیل کے لئے اپنی جان کی بازی لگانے سے بھی دریغ نہ کریں گے ، صر ف جناب اشارہ ابرو کی ضرورت ہے

چنانچہ انگریز کے اشارہ سے یہ لوگ باطل کے تین محاذوں پر ڈٹ گئے اور انگریز کی خواہشات کی تکمیل میں ہر امکانی سعی !! بروئے کار لائے ، ان تین محاذوں کی تفصیل ذیل میں ملاحضہ فرمایئے

۔ تقلید کی برکت سے جو جھوٹے فرقے اور باطل گروہ زیر زمین دفن ہو گئے تھے ، ان میں ایک فرقہ اہم مُعتزلہ کا 01 ☆ تھا ، یہ فرقہ قرآن و حدیث کی تحریف میں سب سے نمایاں تھا ، انگریز نے ہندوستان میں اپنے اقتدار کو استحکام بخشنے اور مسلمانوں میں خلفشار پیدا کرنے کے لئے اس فرقہ کے احیاء کی ضرورت محسوس کی ، اس مقصد کی تکمیل کے لئے احناف میں تو اس کو کوئی موزوں آدمی نہ ملا تو اس کی عقابی نگاہوں نے غیرمقلدین میں سے ایک ایسے شخص کا انتخاب کیا جو اس کام کے لئے نہایت موزوں و مناسب تھا وہ آدمی کون تھا؟

سر سید بانی علی گڑھ کالج ، سر سید نے کہا حضور یہ فدوی بڑا خوش بخت ہے کہ جناب والا کی نظر انتخاب اس حقیر پُر تقصیر پر پڑی ہے ۔ چنانچہ سر سید نے نیچریت کے نام سے ایک فرقہ کی بنیاد رکھی ، جس نے فرقہ مُعتزلہ کی تحقیقات کو نئے انداز ، نئے اسلوب اور نئے عُنوان سے خوشنما اور دلکش الفاظ میں امت کے معدے میں اتارنے کی سعی نامشکور کی اور اس سلسلہ میں کارہائے نمایاں سر انجام دینے کی بناء پر "سر "کے خطاب سے نوازے گئے

☆ 02 قرآن کریم کے صحیح مفہوم کو متعین کرنے کے لئے احادیث سے بڑی مدد ملتی ہے بلکہ احادیث کے بغیر قرآن کریم کا سمجھنا ناممکن ہے ، انگریز اس کا متمنی تھا کہ ہندوستان میں کوئی ایسا فرقہ وجود میں آئے جو احادیث کے بغیر قرآن کریم کو سمجھنے کا دعویدار ہو اور احادیث کی ضرورت و اہمیت سے انکار ہو اور اس سلسلہ میں نہایت لگن ، محنت اور کوشش و کاوش سے خدمات سر انجام دے اہلسنت و الجماعت سے تو اس کو کوئی ایسا فرد نہ مل سکا جو اس کی توقعات پر پورا اترتا اور اس کے اغراض و مقاصد کی تکمیل میں کوشاں اور ساعی ہوتا

اس مقصد کے لئے بھی غیرمقلدین نے اس کو چند نہایت موزوں افراد فراہم کئے ، یہ تھے لاہور کی چینیا نوالی مسجد کے خطیب عبداللہ چکڑالوی ۔ عبداللہ چکڑالوی پہلے غیرمقلد تھا ۔ موج کوثر صفحہ 52 نمبر

احمد دین بگوی ، اسلم جیرا جپوری ۔ اسلم جیراج پوری بھی ابتداء غیرمقلد تھا ، نوادرات صفحہ 369 ۔ نیاز فتح پوری]نیاز فتح پوری بھی پہلے غیرمقلد تھا [اور ان کے اتباع و اذناب اشخاص انگریز کی آرزوؤں ، خواہشوں اور تمناؤں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے نہایت تیزی سے آگے بڑھے ، اور فرقہ انکار حدیث کی بنیاد رکھی اور انکار حدیث پر جھوٹے دلائل تراشنے اور غلط براہین وضع کرنے میں انہوں نے اپنی عمریں کھپادیں اور بہت سے سادہ لوح افراد کو صراط مستقیم سے بھٹکانے میں کامیاب ہو گئے

☆ 03 جو ، اس کے بعد انگریز اس کا خواہاں اور متمنی تھا کہ پیرپرستوں کے علاقہ پنجاب سے کوئی نبی کھڑا کیا جاوے ، جو لوگوں کو اپنے دام نبوت میں پھنسا کر گمراہ کرے اور امت مسلمہ کی وحدت کو پارہ پارہ کرے اور اس کا شیرازہ منتشر کرکے ان کو باہم دست دگر بیاں کرے

اگرچہ پنجاب میں بے شمار گدیاں تھیں اور ان میں بعض خامیاں بھی تھیں ، لیکن تقلید کی نکیل اور مہار انگریز کے راستہ میں سدِ سکندری بن کر حائل تھی ، اس گندے مقصد اور غلط کام کے لئے بھی انگریز کو موزوں آدمی ملا تو غیرمقلدیت کی گندی کان سے ، یہ شخص تھا مرزا غلام احمد قادیانی]مرزا غلام احمد قادیانی بھی ابتداءً غیرمقلد تھا [سیرت مہدی جلد 2 صفحہ 333

جس نے ایک نئے فرقہ کی بنیاد رکھ کر امت مسلمہ کی کمر میں خنجر پیوست کیا

☆ 04 ۔ مرزا غلام احمد قادیانی چونکہ پورا عالم اور کامل العقل نہیں تھا ، اس میں علمی اور عقلی خامیاں تھیں ، اس کو سہارا دینے کے لئے کسی پُختہ کار عالم اور ہوشیار و شاطر اور گھاگ قسم کے سیاستدان کی ضرورت تھی ، اس کو سہارا دینے کے لئے بھی انگریز نے اِدھر اُدھر نظر ڈوڑائی اور ملک کی تمام جماعتوں کا بنظر غائز جائزہ لیا ، مگر کسی جماعت میں اس کو کوئی موزوں آدمی نظر نہ آیا ، مرزا صاحب کو سہارا دینے کے لئے بھی انگریز نے غیرمقلدیت کے بطن سے ایک نہایت مناسب شخص کا سُراغ لگالیا

یہ تھا بھیر کا مشہور غیرمقلد عالم حکیم نور الدین بھیروی ۔ حکیم نور الدین بھیروی بھی پہلے غیرمقلد تھا ، تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 69 ، 70 نمبر

جو مرزا صاحب کی تائید کے لئے انگریز کے اشارہ سے اگے بڑھا اور اس تحریک کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے مرزا صاحب کا دست بازو بنام احمدی جماعت کی ترقی و استحکام کے لئے پالیسیاں وضع کرنے میں اس کا عیار ذہن کار فرما تھا ، اب ہم غیر مقلدین کے اکابر علماء اور اعظم فضلاء کی عبارات کے اقتباسات سے یہ حقیقت واضع اور الم نشرح کریں گے کہ سارے ہندوستان میں انگریز کے تسلط سے قبل غیر مقلدین کا نام و نشان تک نہ تھا ، اور یہاں سرکاری سطح پر حنفی مسلک رائج و نافذ تھا ، ہندوستان کے ملوک و سلاطین ، امراء ، و زراء ، علماء ، وفقہاء ، فصحاء ، بلغاء ، محدثین و مفسرین ، مدققین و محققین سب کے سب حنفی مسلک سے متعلق تھے

اس سلسلہ میں سب سے پہلے ہم غیر مقلدین کے مجدد نواب صدیق حسن خان صاحب کی رائے پیش کرتے ہیں

!! نواب صاحب لکھتے ہیں

خلاصہ حال ہندوستان کے مسلمانوں کا یہ ہے کہ جب سے یہاں اسلام آیا ہے ، چونکہ اکثر لوگ بادشاہوں کے طریقہ اور مذہب کو پسند کرتے ہیں ، اس وقت سے آج تک]انگریز کی آمد تک [یہ لوگ مذہب حنفی پر قائم رہے اور ہیں اور اسی مذہب کے عالم اور فاضل اور قاضی اور مفتی اور حاکم ہوتے رہے ۔ یہاں تک کہ ایک جم غفیر نے مل کر فتاویٰ ہندیہ جمع کیا اور اس میں شاہ عبدالرحیم صاحبؒ والد بزرگوار شاہ ولی اللہ صاحب دہلویؒ بھی شریک تھے ۔ ترجمان وہابیہ صفحہ 20 نمبر

اسی کتاب میں نواب صاحب دوسرے مقام پر لکھتے ہیں *:ہندوستان کے مسلمان ہمیشہ سے مذہب شیعی یا مذہب حنفی رکھتے* ہیں ۔ ترجمان وہابیہ

نواب صاحب کی مذکورہ عبارات سے ثابت ہوا کہ ہندوستان میں اسلام کے ظہور سے لیکر انگریزی حکومت کے تسلط تغلب تک یہاں کے اکثر باشندے مذہب حنفی کے پیروکار اور اس پر عمل و کاربند تھے ۔ اور کچھ لوگ شیعی مسلک کے حامل اور اس پر عامل تھے ۔ ان دو مسالک کے سوا کسی تیسرے فرقہ کا ہندوستان میں نام و نشان تک نہ تھا

اگر غیر مقلدین بھی یہاں شروع سے موجود ہوتے تو نواب صاحب یقیناً اور لازماً ان کا تذکرہ بھی کرتے ۔ نواب صاحب نے قطعی طور پر ہندوستان میں اس فرقہ کے قدیماً پائے جانے کی صریح الفاظ میں نفی کردی ہے ۔ اس لئے اس بارے میں کسی چُوں چرا کی گنجائش نہیں

اس کی تائید غیرمقلدوں کے مشہور عالم مولوی محمد شاہ جہاں پوری سے مولانا موصوف غیرمقلدین کے مایہ ناز اور مشہور عالم و محقق ہیں یہ اپنی مشہور کتاب "الارشاد الی سبیل الرشاد "میں ہندوستان میں اپنے فرقہ کے نومولود نوخیز ہونے پر روشنی ڈالتے ہوئے رقمطراز ہیں !!

کچھ عرصہ سے ہندوستان میں ایک ایسے غیر مانوس مذہب کے لوگ دیکھنے میں آرہے ہیں جس سے لوگ بالکل ناآشنا ہیں ۔ پچھلے زمانہ میں شاذ و نادر اس خیال کے لوگ کہیں ہوں تو ہوں مگر اس کثرت سے دیکھنے میں نہیں آئے بلکہ ان کا نام ابھی تھوڑے ہی دنوں میں سُنا ہے ۔ اپنے آپ کو تو اہل حدیث یا محمدی یا موحد کہتے ہیں ، مگر مخالف فریق میں ان کا نام غیرمقلد یا وہابی یا لامذہب لیا جاتا ہے ۔ الارشاد الی سبیل الرشاد صفحہ 13 نمبر

مولانا موصوف کی اس تحریر سے بھی معلوم ہوا کہ اگر یہ فرقہ ہندوستان میں قدیم سے چلا آرہا ہوتا تو لازماً لوگ اس کے افکار و نظریات اور اس کے خیالات و حالات سے واقف ہوتے اور اس فرقہ کے لوگ اہلیان ہند کے لئے نا مانوس و نا آشنا نہ ہوتے

اس کی تائید مزید غیرمقلدین کے شیخ الکل فی الکل شمس العلماء مولوی نذیر حسن دہلوی کے استاد اور خسر مولانا عبدالخالق صاحب کے قلم سے مولانا موصوف اپنی مشہور کتاب "تنبیہ الضالین "میں اس فرقہ کے نواحداث]نوپیدا [ہونے پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں ۔ سو بانی مُبانی اس فرقہ نواحداث]غیرمقلدین [کا عبدالحق بنارسی ہے ۔ جو چند روز بنارس میں رہتا ہے اور حضرت امیر المؤمنین]سید احمد شہیدؒ [نے ایسی ہی حرکات ناشائستہ کے باعث اپنی جماعت سے اس کو نکال دیا اور علماء حرمین شریفین نے اس کے قتل کا فتویٰ لکھا مگر کسی طرح وہاں سے بچ نکلا

!! غیرمقلدین کا نومولود ھونا

!!ایک اور انداز سے

یہ ایک تاریخی اور مُسلِّمہ حقیقت ہے کہ جو چیز ، جماعت اور جو قوم قدیم سے موجود ہوتی ہے اس کی قدرت کے کچھ آثار ہوتے ہیں اس کے قدیم ہونے کی کچھ علامات اور نشانات ہوتے ہیں جو اس کی قدامت پر دلالت کرتے ہیں اور اس کے نومولود ہونے کی نفی کرتے ہیں

اس کُلّیہ اور ضابطہ کی روشنی میں جب ہم غیرمقلدین کے حالات کا جائزہ لیتے ہیں تو آفتاب نیمروز کی طرح یہ حقیقت آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے کہ یہ فرقہ نوخیز ہے

!! تو سنیئے

غیرمقلد حضرات اگر شروع سے برِصغیر پاک و ہند میں موجود ہوتے تو ان کے آثار قدیمہ پائے جاتے، ان کا بسایا ہوا کوئی شہر ہوتا ، ان کی تعمیر کردہ کوئی مسجد ، کوئی سرائے اور کوئی عمارت ہوتی مثلاً لاہور اس ملک کا قدیم شہر ہے ، یہاں چونکہ احناف شروع سے چلے آرہے ہیں اس لئے اس تاریخ شہر میں ان کے آثار قدیمہ پائے جاتے ہیں

یہاں سید الاولیاء حضرت سید عثمان علی ہجویریؒ کا مزار مقدّس ہے ، یہاں شاہی مسجد ہے ، یہاں مسجد وزیر خاں صاحب ہے اور دیگر آثار قدیمہ ہیں

لیکن اس کے برعکس سارے ہندوستان میں غیرمقلدین کی سب سے پہلی مسجد چینیاں والی مسجد ہے جو انگریزی دور کی یادگار ہے

یہ وہی مسجد ہے جس کا خطیب مشہور منکرِ حدیث عبداللہ چکڑالوی تھا ، جو پہلے غیرمقلد تھا اسلاف کو گالیاں دیا کرتا بالخصوص امام اعظمؒ کی شان میں بہت گُستاخی کیا کرتا تھا ، جس کی اس پر یہ پھٹکار پڑی کہ قہر الٰہی کی بجلی اس کے خُرمن ایمان پر گری اور اس کو جلاکر خاکستر کر دیا اور منکر حدیث ہوکر مرا ۔ سچ فرمایا ہے صادق مصدوق ﷺ نے کہ اللہ تعالٰی نے فرمایا کہ "من

عادیٰ لی ولیاً اذنتہ بالحرب "یعنی جو شخص میرے ولی سے عداوت کرے گا اس سے میں اعلان جنگ کرتا ہوں ، پس جو شخص اللہ تعالیٰ کے ولی کو بُرا کہے گا جیسا کہ ان لوگوں کا وطیرہ اور طرہ امتیاز ہے ایسے ہی مرے گا

اور سنئے امرتسر میں مولانا عبدالجبار غزنوی سے پہلے بھوپال میں نواب صدیق حسن خان صاحب سے قبل دہلی میں مولانا نذیر حسین دہلوی سے پیشتر ، بنارس میں عبدالحق بنارسی سے قبل اور سیالکوٹ میں مولانا ابراہیم سیالکوٹی سے پہلے غیرمقلدیت کا سُراغ نہیں ملتا کیا ہے کوئی مائی کا لعل جو ان شہروں میں مذکورہ حضرات سے پیشتر کسی غیرمقلد کا وجود ثابت کرسکے

!!ایک اور طرز سے

جس طرح غیرمقلد حضرات ہندوستان میں انگریز کی آمد سے قبل اپنے کسی مدرسہ ، کسی مسجد ، کسی سرائے اور کسی عمارت کی نشاندہی نہیں کر سکتے اسی طرح یہ حضرات انگریز کے دور سے قبل اپنی کسی تصنیف کسی کتاب حتیٰ کہ کسی رسالہ کی نشاندہی بھی

نہیں کر سکتے]اگر چہ اب اس چیلنج کا سامنا کرنے کے لئے چھ سات سو سال پرانی تاریخ لکھنے کی سازش کر رہے ہیں [ہمارا ان کو کھلا اور انعامی چیلنج ہے کہ یہ لوگ کسی ایک کتاب ، کسی ایک تفسیر کسی ایک شرح حدیث کی نشاندہی کردیں جو کسی ایسے شخص نے لکھی ہو جو مقلدین کو مشرک قرار دیتا ہو اور ائمہ مجتہدین کو اپنے سب و شتم کا ہدف بناتا ہو ۔ ھل من مبارزِ

حتیٰ کہ یہ لوگ آج تک اپنا نصابی قاعدہ بھی مرتب نہیں کرسکے ۔ ان کا نصابی قاعدہ "بلوغ المرام "ہے جو *ایک شافعی محدّث علامہ ابن حجر عسقلانیؒ کی تصنیف لطیف ہے *ان کے مدارس میں جو نصاب زیرِ تعلیم ہے وہ احناف کا مرتب کردہ ہے
غیرمقلدین اپنے مدارس میں مقلدین کا مرتب کردہ نصاب تعلیم پڑھتے پڑھاتے ہیں اور مقلدین کی لکھی ہوئی شرح اور حواشی کا مطالعہ کر کے اسباق پڑھانے کی تیاری کرتے ہیں لیکن ان کی طوطا چشمی کا یہ عالم ہے کہ یہ اپنے درسوں میں انہی مقلد علماء کو اپنی ظلمانہ گالیوں اور گستاخانہ جسارتوں کا ہدف بناتے ہیں ۔ فیا للعجب ولضیعۃ الادب

!! غیرمقلدین اور انگریز کی خدمات

بفضلہٖ تعالیٰ دلائل و براہین کی روشنی میں یہ حقیقت پوری طرح الم نشرح اور بے نقاب ہو چکی ہے کہ فرقہ غیرمقلدین کا وجود انگریز کی چشم التفات کارہین منت ہے ، انگریز کے دور حکومت سے قبل اس فرقہ کا ہندوستان بھر میں کہیں نام و نشان تک نہ تھا

اب ہم غیر مقلدوں کے اکابر و اسلاف اور بانیوں کی انگریز سرکار کی خدمات کا تفصیلی تذکرہ کریں گے ۔ تاکہ ان پر انگریز کی نظر التفات کی وجہ واضح ہو جائے

سب سے پہلے ہم غیرمقلدین کے شیخ الکل فی الکل شمس العلماء مولانا نذیر حسین صاحب کی خدمات پر روشنی ڈالیں گے ۔ مولانا کے کارنامے بیان کرنے سے بیشتر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مولانا موصوف کا اجمالی تعارف پیش کر دیا جائے

!!مولانا نذیر حسین صاحب دھلوی کا اجمالی تعارف

مولانا نذیر حسین صاحب دہلوی غیرمقلدین کے بہت بڑے عالم اور پیشوا ہیں ، غیرمقلد حضرات ان کو مجدد اعظم ، شیخ الکل فی الکل ، شمس العلماء اور آیت من آیات اللہ کے عظیم القابات سے یاد کرتے ہیں اور ان کو اپنی جماعت کے بانیوں میں شمار کرتے ہیں ، غرضیکہ ان کی بڑی مایہ ناز اور قابل فخر ہستی ہیں ۔ غیرمقلدیت کے فروغ اور اشاعت میں ان کی خدمات کو بڑا دخل ہے ، ان کی زندگی کے پورے 75 سال سلف صالحین پر تنقید کرنے اور ان کے عظیم فقہی و علمی کارناموں میں کیڑے نکالنے اور ان کو اپنے خود ساختہ الزامات کا ہدف بنانے میں صرف ہوئے ، میاں صاحب قصبہ سورج گڑھ ، ضلع مونگیر صوبہ بہار میں 1220ھ مطابق 1805ء میں متولد ہوئے اور ایک سو سال کی عمر پا کر 1320ھ میں وفات پاگئے ، مولانا عبداللہ روپڑی نے ان کو آیت من آیات اللہ ، امام زمان ، شیخ العرب والعجم کے القاب سے یاد کیا ہے ۔ نتائج التقلید صفحہ 11

جنگ آزادی 1857 میں نہ صرف یہ میاں صاحب نے قطعاً کوئی حصہ نہیں لیا بلکہ اس کو غدر اور ہلڑ سے تعبیر کرکے مجاہدین کرام اور غازیان عظام کے جذبات کو پامال اور مجروح کیا ، اس دور کے مشاہیر و اکابر اور جید علماء کرام نے انگریز کے خلاف جہاد کا فتویٰ تیار کیا ، میاں صاحب نے اس پر دستخط کرنے سے بھی انکار کردیا

پھر عین حالت جنگ میں مجاہدین سے غداری کا ارتکاب کرتے ہوئے ایک زخمی میم کو گھر اُٹھوا لائے ، اس کا علاج معالجہ کرکےاس کو انگریز کے سپرد کر کے اس سے اپنی وفاداری کے سرٹفکیٹ حاصل کئے

!! تفصیلات

میاں صاحب کے ان کارناموں کی تفصیلات بیان کرنے سے قبل احقر مناسب سمجھتا ہے کہ جنگ آزادی 1857ء کے پس منظر پر اجمالی روشنی ڈال دی جائے

!! جنگ آزادی 1857ء کا پس منظر

مجاہد کبیر بطل جلیل شیخ الاسلام امام راشد حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی نور اللہ مرقدہ اپنی مشہور محققانہ اور مؤرخانہ تصنیف منیف ''نقش حیات ''میں جنگ آزادی 1857ء کے پس منظر پر روشنی ڈالتے ہوئے قمطراز ہیں

جہاں تک احوال و واقعات خبر دیتے ہیں وہ یہ ہے کہ ایک تو انگریز اپنی کامیابیوں اور بڑھتی ہوئی قور کے نشہ میں چُور اور بد مست ہوگئے تھے کہ نہ کسی عہد نامہ کا خیال رہا تھا نہ کسی نواب یا بادشاہ کو خیال میں لاتے تھے

تمام ہندوستانیوں کو خواہ ہندو ہوں یا مسلمان انتہائی ذلت کی نظر سے دیکھتے تھے اور بات بات پر تحقیر و توہین سے بھرے ہوئے کلمات اور اعمال استعمال کرتے تھے جیسا کہ وارن ہسنگر کا مقالہ ہم پہلے نقل کر آئے ہیں "انگریز ہندوستان میں آکر ایک نیا

انسان بن جاتا ہے ، جن جرائم کو وہ انگلستان میں خیال میں بھی نہ لا سکتا تھا ان کے کرنے کے لئے یہاں صرف انگریز ہونا سمجھا جاتا ہے "

الغرض جس قدر بھی زمانہ اگے بڑھتا جاتا تھا انگریزی عہد تسکنیاں اور نئے نئے مظالم طرح طرح کے روپ میں ظاہر ہوتے جاتے تھے

دوسرے ہندوستانیوں کی ہر قسم کی زندگی روز بروز ایسی ہلاکتوں اور مصیبتوں کے گڑھوں میں گرتی جاتی تھی کہ جس کا لوگوں کو وہم فہم و گمان بھی نہ تھا، گدی نشینوں کو طرح طرح کے میلوں سے برطرف اور محروم کر دیا جاتا تھا

معمولی معمولی حیلوں بلکہ غلط اور جھوٹے پراپیگنڈوں سے جن کے یورپین لوگ عموماً اور انگریز قوم عادی ہیں والیان ریاست پر حملہ یا ان کی معزولی عمل میں آتی رہتی تھی وغیرہ وغیرہ ، حسب قول مشہور "تنگ آمد بجنگ آمد "مجبور ہوکر آزادی کے لئے کوشش کرنا ضروری سمجھا گیا نیز وہ لوگ جو سید صاحبؒ کی تحریک میں رہے تھے اور بالاکوٹ میں سید احمدؒ کے شہید ہوجانے کے بعد اپنے وطن کو واپس آئے تھے اور وہ لوگ جو کہ حضرت سید احمد صاحبؒ کے مرید اور ان کی تحریک میں کسی درجہ میں بھی شریک تھے ان لوگوں کے قلوب ہمیشہ آزادی کی تڑپ سے بے چین رہتے تھے

اس لئے تمام ہندوستان نے عموماً اور مسلمانوں نے خصوصاً اس انقلاب 1857ء کو ضروری سمجھا ۔ نقش حیات صفحہ جلد 2 صفحہ 449

ان حالات کے پیش نظر اس دور کے دور اندیش، بیدار مغز اور جذبہ جہاد سے سرشار علماء کرام نے دستخط کئے ، اس فتویٰ کے شائع ہوتے ہی مسلمانوں کے جذبات میں ایک طوفان برپا ہو گیا اور انکے ایمانی احساسات کی آگ بھڑک اٹھی

مگر افسوس صد افسوس کہ اس دور کے بعض عافیت کوش ، وقت شناس اور خود غرض علماء نے اس فتویٰ پر دستخط نہ کئے ، ان دنیادار اور مصلحت پرست علماء سر فہرست غیرمقلدین کے امام مولانا نذیر حسین دہلوی کا نام نامی ہے

!! میاں صاحب کی مجاھدین 1857ء سے غداری اور گورنمنٹ انگلشیہ کے ساتھ وفاداری

میاں صاحب کا سوانح نگار فضل حسین بہاری ، میاں صاحب کی سوانح الحیات بعد المماۃ میں ''گورنمنٹ انگلشیہ کے ساتھ وفاداری ''کا عنوان قائم کر کے لکھتا ہے ۔ یہ بتا دینا بھی ضروری ہے کہ میاں صاحب گورنمنٹ انگلشیہ کے کیسے وفادار تھے زمانہ غدر 1857ء میں جب دہلی کے بعض مقتد اور بیشتر معمولی مولویوں نے انگریز پر جہاد کا فتویٰ دیا تو میاں صاحب نے اس پر دستخط کئے نہ مہر لگائی ۔ وہ خود فرماتے تھے کہ میاں وہ "ہلڑ "تھا بہادر شاہی نہ تھی ، وہ بے چارہ بہادر شاہ کیا کرتا ـ۔ بہادر شاہ کو بہت سمجھایا کہ انگریزوں سے لڑنا مناسب نہیں مگر وہ باغیوں کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی بنے ہوئے تھے ، کرتے تو کیا کرتے ۔ الحیات بعد الممات صفحہ 125 نمبر

!! اپنوں کی غداری سے انگریز کا دھلی پر قابض ہوکر قیامت برپا کرنا

جب اپنوں]مرزا الٰہی بخش ، مرزا مغل شہزادہ ، اور فتویٰ فروش و عافیت کوش علماء کی غداری [سے 19 ستمبر 1857ء کو انگریز دہلی پر قابض ہوگئے تو انھوں نے انتہائی سفاکی اور بے دردی سے مسلمانوں کے قتل عام کا سلسلہ شروع کیا ، مسلمانوں پر بے پناہ مظالم ڈھائے گئے ، ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے گئے ، وحشت و بربریت کے رکارڈ قائم کئے گئے جن کے سامنے چینگیز خان اور ہلاکو خان کے مظالم کی داستانیں اور ہٹلر و مسولینی کے تشدّد کی کہانیاں ماند پڑگئیں

انگریزوں کے ظلم و ستم کی ہلکی سی جھلک ذیل میں ملاحظہ فرمایئے ۔ اسپنروال لکھتا ہے ۔ وحشی نادر شاہ نے بھی وہ لوٹ نہیں مچائی تھی جو فتح دہلی کے بعد انگریزی حکومت نے جائز رکھی ، سرعام پھانسی گھر بنائے گئے اور پانچ پانچ چھ چھ آدمیوں کو روزانہ سزائے موت دی جاتی تھی ۔ وال پول کا بیان ہے ۔ تین ہزار آدمیوں کو پھانسی دی گئی ، جن میں سے اُنیتس شاہی خاندان سے تعلق رکھتے تھے

!! مؤلف تبصرہ التوریخ لکھتا ہے کہ

ستائیس ہزار مسلمان قتل کئے گئے اور سات دن تک برابر قتل عام جاری رہا ۔ شاندار ماضی صفحہ 69 نمبر"

امام راشد حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی قدس سرہ العزیز انگریز کے بے پناہ مظالم کی تصویر پیش کرتے ہوئے رقم طراز ہیں ۔ خصوصیت سے مسلمانوں کے ساتھ جو ذلت آمیز اور جگر خراش برتاؤ کیا گیا وہ بیان سے باہر ہے

، زندہ مسلمانوں کو سور کی کھال میں سلواکر گرم تیل کے کڑھاؤں میں ڈلوانا ، سکھ رجمنٹ سے علی رؤس الاشہاد اغلام کروانا فتحپوری کی مسجد سے قلعہ کے دروازہ تک درختوں کی شاخوں پر مسلمانوں کی لاشوں کا لٹکانا ، مساجد کی بے حرمتی خصوصاً شاہ جہاں جامع مسجد دہلی کے حُجروں میں گھوڑوں کا باندھنا ، عبادت کی جگہ دفاتر قائم کرنا اور حوض میں وضوء کے پانی کی جگہ گھوڑوں کی لید ڈالنا ، منصف مزاج انگریز بھی اس کی مذمت کئے بغیر نہ رہ سکے ، تفصیل کے لئے دیکھئے انقلاب 1857ء کو تصویر کا دوسرا رُخ ترجمہ شیخ حسام الدین]ازکتاب مسٹر ایڈورڈ ٹامسن مسمیٰ بہ تصویر کا دوسرا رخ [نقش حیات صفحہ 457 نمبر

اپنوں کی غداری اور ضمیر فروشی سے مسلمانوں کو ان روح فرسا مظالم سے دوچار ہونا پڑا ، اگر اپنے غداری نہ کرتے تو مسلمانوں کو یہ روزِ بد نہ دیکھنا پڑتا۔ ان کی عوتوں کی عصمتیں ان کی مساجد کی بے حرمتی نہ ہوتی ۔ ان کی لاشوں کو درختوں کی شاخوں پر نہ لٹکایا جاتا ، ان کو سُوَر کی کھالوں میں سلوا کر گرم تیل کے کڑھاؤں میں نہ ڈلوایا جاتا ، ان سے سکھ رجمنٹ سے سب کے سامنے اغلام بازی نہ کروائی جاتی

!!جنگ آزادی 1857ء میں غیرمقلدین کا کردار

جب مسلمان انگریز سے آزادی کی جنگ لڑ رہے تھے اپنی جان مال اور تن من دھن کی قربانیاں دے رہے تھے ، ان حالات میں میاں نذیر حسین صاحب دہلوی سے یہ تو نہ ہوسکا کہ کسی کی بیمارداری کرتے اس کے بجائے میاں صاحب جنگ آزادی کے دوران یہ گھناؤنا کردار ادا کرتے ہیں کہ انگریز کی خوشنودی اور رضا حاصل کرنے کے لئے اور اپنے ذاتی مفاد کی خاطر رات کی تاریکی میں سنّاٹے میں ایک زخمی انگریز خاتون کو اٹھوا کر اپنے گھر میں چُھپائے رکھتے ہیں ، جب وہ انگریز خاتون تندرست اور

صحتیاب ہو جاتی ہے تو اس کو انگریزی کیمپ میں پہنچا کر مبلغ ایک ہزار تین صد روپیہ نقد اور وفاداری کا سرٹفکیٹ حاصل کرتے ہیں

!!اس واقعہ کی تفصیل موصوف کے سوانح نگار غیرمقلد عالم مولوی فضل حسین بہاری کی زبانی سنیئے

!!موصوف لکھتے ہیں

عین حالت غدر میں ، جہاد حریت کو غدر سے تعبیر کیا جا رہا ہے فوااسفا !!جبکہ ایک ایک بچہ انگریزوں کا دشمن ہو رہا تھا]سوائے غیرمقلدوں کے [مسز لیسنس ایک زخمی میم کو میاں صاحب رات کے وقت اُٹھوا کر اپنے گھر لے گئے، پناہ دی ، علاج کیا ، کھانا دیتے رہے ، اس وقت اگر ظالم باغیوں کو ذرا بھی خبر ہوجاتی تو آپ کے قتل اور خانماں بربادی میں مطلق دیر نہ لگتی ۔ الحیات بعد الممات صفحہ 127 نمبر

!!مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی اس بارے میں رقمطراز ہیں

غدر 1857ء میں کسی اہل حدیث نے گورنمنٹ کی مخالفت نہیں کی]کیوں کرتے اس کے وفادار اور جان نثار جو تھے [بلکہ پیشوایان اہل حدیث نے عین اس طوفان بے تمیزی میں ایک زخمی یورپین لیڈی کی جان بچائی اور عرصہ کئی مہینے تک اس کا علاج معالجہ کرکے تندرست ہونے کے بعد سرکاری کیمپ میں پہنچا دیا ۔ اشاعت السنۃ صفحہ 26 نمبر شمارہ 9 جلد 8

!! مولوی فضل حسین بہاری لکھتے ہیں

ڈاکٹر حافظ مولوی نذیر احمد صاحب]جو کہ میاں صاحب کے قریبی رشتہ دور ہیں [فرماتے تھے کہ زمانہ غدر میں مسز لیسنس زخمی میم کو جس وقت میاں]نذیر حسین صاحب [نے نیم جان دیکھا تو]زار وقطار [روئے اور اپنے مکان میں اٹھا لائے، اپنی اہلیہ اور عورتوں کو ان کی خدمت کیلئے نہایت تا کید کی ۔۔ اس وقت اگر باغیوں]مسلمانوں [کو ذرا بھی خبر لگ جاتی تو آپ کی بلکہ سارے خاندان کی جان بھی جاتی اور خانماں بربادی میں بھی کچھ دیر نہ لگتی ۔۔ امن قائم ہونے کے بعد میم کو انگریزی

کیمپ میں پہنچا یا ، جس کے نتیجہ میں آپ کو اور آپ کے متوسلین کو گورنمنٹ انگریزی کی طرف سے امن و امان کی چھٹی ملی چنانچہ انگریزوں کے تسلط کے بعد جب سارا شہر غارت کیا جانے لگا تو صرف آپ کا محلہّ آپ کی]انگریزی خدمات [کی بدولت محفوظ رہا ۔ الحیات بعد الممات صفحہ 275 ، 276 سوانح میاں نذیر حسین دہلوی

!! ناظرین کرام

ملاحظہ فرمایا آپ نے کہ ایک زخمی نیم جان میم کو دیکھ کر تو میاں صاحب کے دل میں ہمدردی ، خیر خواہی اور غم خواری کا دریا موجزن ہوتا ہے ، میاں صاحب کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب بہنے لگتا ہے اور میاں صاحب اس زخمی میم کو اٹھوا کر گھر لے جاتے ہیں ، اس کا علاج معالجہ کرتے ہیں اور اس پر خصوصی نوازشات کی بارش برساتے ہیں ، اب تصویر کا دوسرا رُخ ملاحظہ فرمایئے

، میاں صاحب کے سامنے مسلمانوں پر ظُلم و ستم کے پہاڑ توڑے جاتے ہیں ، وحشت و بربریت کے رکارڈ قائم کئے جاتے ہیں عورتوں کی عصمتیں لوٹی جاتی ہیں ، ان کے پستان کاٹے جارہے ہیں ، بوڑھوں اور بچوں کو ٹھوکروں سے پامال کیا جاتا ہے مسلمانوں کی لاشیں درختوں کی شخوں سے لٹکائی جا رہی ہیں اور میاں صاحب کئی دن تک نیم جان عورتوں ، زخمی مردوں اور کٹے پھٹے اعضاء والے بچوں کو دیکھتے ہیں لیکن ان کی آنکھوں سے ایک آنسو تک نہیں ٹپکتا ، مسلمان عورتوں کے گھاؤ دیکھ کر ان کا دل ذرہ بھر پگھلتا اور بوڑھوں کو ناگفتہ بہ حالت میں دیکھ کر ان کے کانوں پر جُوں تک نہیں رینگتی

ایک انگریز خاتون کے لئے تو میاں صاحب کے دل میں ہمدردی کے چشمے پھوٹنے لگتے ہیں اور خیر خواہی اور غم خواری کے سوتے بہنے لگتے ہیں مسلمانوں کے لئے چشمے خشک اور یہ سوتے بند ہو جاتے ہیں اور آنکھوں سے ایک آنسو بہانے کی توفیق نہیں ہوتی ، آخر کیوں؟ کس لئے؟ کس بناء پر؟

بسخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبیت

میاں صاحب کو انگریز سرکار نے اپنی وفاداری کے سلسلہ میں نمایاں خدمات انجام دینے اور مجاہدین 1857ء سے غداری کے صلہ میں اپنی وفاداری اور خوشنودی کے سرٹفیکیٹ عطا کئے اور تیرہ صد روپے نقد انعام دیا اور شمس العلماء کے خطاب سے

سرفراز کیا ، اب احقر ذیل میں خوشنودی کے سرٹفیکیٹ کے تراجم پیش کرتا ہے ۔ ترجمہ سرٹیفکیٹ وفاداری و خوشنودی از جناب جی ڈبلیو جی وائر فیلڈ صاحب بہادر قائم مقام کمشنر سابق دہلی، سو مولوی نذیر حسین اور اس کے پسر مولوی شریف حسین صاحب نے مع دیگر مرحوم خاندان کے مسٹر لیسنس کی میم کی غدر میں جان بچائی تھی ، اس وقت میں یہ اس کو اپنے گھر لے گئے تھے جس وقت وہ زخمی پڑی تھیں ، اپنے مکان میں ساڑھے تین مہینے تک رکھا آخر سرکاری کیمپ میں پہنچایا ۔۔ ان کو دو سو روپیہ ایک مرتبہ اور چار صد روپیہ ایک مرتبہ انعام ملا اور سات صد روپیہ بوجہ گرنے مکانات کے ملا پس یہ خاندان قابل لحاظ و مہربانی کے ہے ۔ دستخط ڈبلیو جی وائر فیلڈ قائم مقام کمشنر ۔ رسالہ اشاعت السنہ صفحہ 293 شمارہ 10 جلد 8 الحیات بعد الممات صفحہ 132 ، 133 نمبر]ترجمہ[سرٹفکیٹ وفاداری ازجے ڈی ٹریملٹ بنگال سروس کمشنر دہلی کا سپر نٹنڈنٹ

مولوی نذیر حسین دہلوی کے ایک بڑے مقتدر عالم ہیں جنہوں نے مشکل اور نازک وقتوں میں اپنی وفاداری اور نمک حلالی گورنمنٹ برطانیہ پر ثابت کی ہے ۔ اب وہ اپنے فرض زیارت کعبہ کے ادا کتنے کو جاتے ہیں

امید کرتا ہوں کہ جس کسی افسر برٹش گورنمنٹ کی وہ مدد چاہیں گے وہ ان کو مدد دے گا کیونکہ وہ کامل طور سے اس مدد کے ، مستحق ہیں ۔ دستخط جی ڈی ٹریملٹ بنگال سروس کمشنر دہلی 10 اگست 1857ء اشاعت السنہ صفحہ 294 نمبر شمارہ 10 ، جلد 8 الحیات بعد الممات صفحہ 140 نمبر مطبوعہ کراچی

!!میاں صاحب کا انگریز خدمات کے صلہ میں شمس العلماء کے خطاب سے سرفراز ہونا

میاں صاحب کے سوانح نگار مولوی فضل حسین بہاری لکھتے ہیں ۔ چنانچہ جب شمس العلماء کا خطاب گورنمنٹ انگلشیہ سے]نمک حلالی اور وفاداری [اور مسلمانوں سے غداری کے صلہ میں آپ کو ملا اور اس کا تذکرہ کوئی آپ کے سامنے کرتا تو آپ فرتے کہ میاں !!خطاب سے کیا ہوتا ہے ۔۔ دنیاوی خطاب سلاطین سے ملا کرتا ہے یہ گویا ان کی خوشنودی کا اظہار ہے ۔ مجھے تو کوئی: نذیر کہے تو کیا اور شمس العلماء کہے تو کیا میں نہایت خوش ہوں ۔ الحیات بعد المماۃ صفحہ 4 نمبر

، اس سے ثابت ہوا کہ انگریز سرکار نے اپنی خوشنودی کے اظہار کی بناء پر میاں صاحب کو شمسُ العلماء کے خطاب سے نوازا تھا اور میاں صاحب اس خطاب سے بہت خوش تھے اور اسکو اپنے لئے مؤجب فخر اور باعث سعادت تصور کرتے تھے

میاں نذیر حسین صاحب دہلوی کے زمانہ میں عام غیرمقلدین کا گھناؤنا کردار دلائل و براہین کی روشنی میں یہ حقیقت واضح اور ، آشکارا ہوچکی ہے کہ غیر مقلدین نے انگریز کے تسلط کے بعد ہند میں جنم لیا ۔ انگریزی حکومت کے زیر سایہ پروان چڑھے اس کے ظلِ عاطفت میں نشونما پائی اور انگریز کے اشارہ سے غیرمقلدین مسلمانوں میں اختلاف و افتراق کی خلیج کو وسیع سے

وسیع تر کرنے میں کوشاں ہوئے اور اس سلسلہ میں ہر ممکن مساعی بروئے کار لائے ، معمولی فروعی مسائل کو اُچھال کر مسلمانوں کا شیرازہ مُنتشر کرنے میں اہم کردار ادا کیا بالخصوص میاں صاحب کے زمانہ میں غیرمقلدین احناف کے خلاف جو اشتہار بازی کرتے اس میں نہایت عامیانہ ، سوقیانہ اور بازاری زبان استعمال کی جاتی ، انہوں نے فقہی اختلافات کو کفر و اسلام کا معرکہ بنادیا ، غیرمقلدین کا احناف سے بُغض و عناد اس اس درجہ بڑھ گیا کہ اس نے اخلاقی اور انسانی حدود کو بھی پامال اور مجروح کردیا

حضرت مولانا سید عبدالحئیؒ صاحبؒ سابق ناظم ندوۃ العلماء نے آجسے تقریباً 75 سال پیشتر دہلی اور اس کے اطراف کا سفر کیا تھا اپنے سفر نامہ میں انہوں نے ایک نہایت عبرت ناک بلکہ شرمناک واقعہ تحریر کیا ہے جس کو پڑھ کر غیرمقلدین کے اخلاقی ، زوال ، ذہنی انتشار ، روحانی خلفشار ، مذہبی دیوالیہ پن ، شعور کے فقدان اور شرم و حیا کے انہدام کی دردناک تصویر آنکھوں کے سامنے پھرجاتی ہے

غیرمقلدین کے دلوں میں احناف کے خلاف تعصب کا جو زہر بھرا ہوا تھا اور بھرا ہوا ہے اس واقعہ سے اس کی بخوبی عکاسی ہوتی ہے ، یہ واقعہ مولانا عبد الحئیؒ صاحبؒ مرحوم کے اپنے الفاظ میں ملاحظہ فرمایئے لکھتے ہیں :یہ واقعہ مولوی عبد العلی صاحب نے بیان کیا کہ سبزی منڈی یہاں سے بہت قریب ہے ، اس محلہ میں ایک مولوی صاحب آکر رہا کرتے تھے وہ غیر مقلد تھے میاں صاحب]مولانا سید نذیر حسین [کے مدرسین رہتے تھے وہاں کرایہ کا ایک مکان تھا ، اس میں ایک بیوی صاحبہ بھی ، تھیں ، اس محلہ میں ایک کبیر سن]بوڑھے [میاں جی رہتے تھے وہ پابند اوقات تھے ، محلہ کے لوگ ان کی تعظیم کرتے تھے ۔ ایک دن ایک بُڑھیا نے اس سے آکر کہا کہ مولوی صاحب کی بیوی نے آپ کو بلایا ہے ، ذرا اس کی بھی سُن جایئے ۔
میاں جی صاحب گئے ، پردہ کے پاس بیوی صاحبہ نے آ کر کہا کہ آپ با خدا آدمی ہیں ۔ مجھ کو واللہ اس ظالم کے پنجہ سے چُھڑا دیجئے۔ انہوں نے کہا خیر ہے؟ اس نے کہا خیر کہاں ، شر ہے ۔ یہ میرا پیر ہے ، میں اس کی مرید ، میرا خاوند موجود ہے دھوکہ سے مجھ کو نکال لایا ہے ، میاں جی صاحب کو سُن کر نہایت ہی تعجب ہوا اور واقعی تعجب کی بات ہے میں نے یہاں تک جب قصہ سُنا تو مجھ کو عجیب حیرت ہوئی

مولوی صاحب فرمانے لگے میاں جی نے اس کی تسلی و تشفی کی ، اس کے بعد چلے آئے لیکن موقع کے مُنتظر رہے

ایک دن مولوی صاحب نے خلوت میں کہا کہ مجھ کو تنہائی میں آپ سے ایک راز کہنا ہے ۔ بشرطیکہ وہ کسی پر ظاہر نہ ہونے پائے ۔ آپ تک رہے ، انہوں نے کہا فرمایئے

میاں جی صاحب نے کہا کہ میں بھی آپ کا ہم مذہب ہوں مگر حضرت کیا کیجیئے اس محلہ کے لوگ ایسے سخت ہیں ، آپ جانتے ہیں کہ لوگ آدمی مار ڈالتے ہیں اور کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوتی ۔ اگر میں اظہار کروں تو خدا جانے میری کیا حالت ہو ، مولوی صاحب نے کہا خیر یہ بہت مناسب ہے ، آپ اپنا مطلب کہیٔے ، انہوں نے کہا اصل یہ ہے کہ اس محلہ میں ایک عورت سے مجھ کو کمال درجہ اُلفت ہے لیکن اس کا خاوند موجود ہے ، میں چاہتا ہوں کہ کوئی ایسی تدبیر ہو کہ وہ میرے قابو آجائے اور شریعت میں بھی جائز ہو ، انہوں نے کہا یہ کوئی دشوار امر نہیں ۔ یہ لوگ یعنی حنفی المذہب مستحل الدم ہیں]ان کا خون بہانہ جائز ہے [ان کا مال غنیمت ہے ۔ ان کی بیویاں ہمارے واسطے جائز ہیں ۔ آپ قابو میں لاسکتے ہو تو شوق سے لایئے ، انہوں نے کہا بس مجھ کو یہی چاہیے تھا اور وہاں سے چلے آئے ، دوسرے وقت محلہ کے عمائدین سے یہ قصہ بیان کیا اور یہ شرط طے کرلی کہ ان کو جان سے نہ ماریں ، ان لوگوں نے اس عورت کے خاوند کو بُلا بھیجا ۔ جب مولوی صاحب نماز کے وسطے آگے بڑھے تو ایک شخص نے نہایت ورشتی کے ساتھ ان کا ہاتھ پکڑ کر کھینچ لیا اور نہایت ہی مرمت کی اور خاوند اپنی جورو کو لے کر چلا گیا ۔ دہلی اور اس کے اطراف صفحہ 59 ، 60 نمبر

کوئی حد ہے؟ *احناف سے بغض و عناد کی ، اتنا تعصب و تشدد خدا کی پناہ ، احناف کو مستحل الدم اور ان کی بیویوں کو اپنے* لئے حلال قرار دینے والے میاں صاحب کے خصوصی شاگرد تھے ، اس زمانہ میں غیرمقلدین نے مسجدوں کو تکفیر و تفسیق کا اکھاڑہ بنا دیا ۔ مقلدین پر گالیوں کی بُوچھاڑ کی جاتی ۔ ان کو سب و شتم کا ہدف بنایا جاتا ۔ ائمہ مُجتہدین کو بُرے القاب سے یاد کیا جاتا غیرمقلدین رات کے وقت مقلدین کی مسجدوں میں غلاظتیں اور گوشت کے سڑے ہوئے ٹکڑے اور دوسری ناپاک اشیاء پھینک جاتے اور اس کو اسلام کی خدمت ظاہر کرتے جو درحقیقت اسلام کی نہیں انگریز کی خدمت تھی

مولانا عبدالحیٔ صاحبؒ مرحوم اس سفرنامہ میں دہلی کی جامع مسجد میں ایک غیر مقلد مولوی صاحب کی بد زبانی اور دریدہ* *!!ذہنی کا حال بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں

دوپہر کو کھانا کھانے کے بعد جامع مسجد نماز کے واسطے گیا نماز کے بعد جابجا وعظ ہونے لگا "منبر پر مولوی محمد اکبر وعظ کہتے" ہیں ، یہ بزرگ حنفیوں کا خوب خاکہ اڑاتے ہیں ، دل کھول کر تبرأ کرتے ہیں اور اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ ہدایہ پڑھنے سے توبہ کی ہے

فرماتے تھے کہ آج کوئی ہے جس نے ہدایہ پڑھانے سے توبہ کرکے کلام مجید کی تعلیم شروع کی ہو ۔ سب جہنم میں جائیں گے اور ہر ہر بات پر اپنی بڑائی بیان کرتے ہیں ، ہر آیت کو دہلی اور اپنے اوپر اتارتے ہیں ۔ اہل دہلی کو ظالمین و مشرکین سے ملاتے ہیں ۔ دہلی اور اس کے اطراف صفحہ 68 ، 69 نمبر

!!نواب صدیق حسن خان صاحب کے کارنامے

نواب صدیق حسن خان صاحب فرقہ غیر مقلدین کے بہت بڑے پیشوا اور امام ہیں ، غیرمقلدین میں ان کو مرکزی اور بنیادی شخصیت قرار دیا جاتا ہے ، غیر مقلدین ان کو امام السنہ خاتم المحدثین اور مجدد ہند کے لقب سے ملقب کرتے ہیں بعض لحاظ سے ان کو "شیخ الکل فی الکل "پر بھی فقیت اور برتری حاصل ہے ، نواب صاحب 14 اکتوبر بروز یکشنبہ 1890ء کو بانس بریلی میں پیدا ہوئے اور 29 جمادی الثانی 1307ھ مطابق 20 فروری 1890ء کو فوت ہوئے ۔ مآثر صدیقی جلد 3 صفحہ 300 نمبر

!!نواب صدیق حسن خان صاحب غیرمقلد اور انگریز

نواب صاحب نے انگریز کی خوشنودی اور رضا حاصل کرنے کے لئے بڑے پاپڑ بیلے ، مجاہدین 1857ء کی طرف گالیوں کی توپ ، کا دھانہ موڑ دیا، ان پر لعن طعن کی بُوچھاڑ کی ، ان کو ظالم ، غاصب ، فتنہ پرور ، شریر ، مفسد ، نادان ، عہد شکن ، جاہل اتباع اسلام سے منحرف ، گناہ کبیرہ کے مرتکب ، بلکہ ایمان سے دور اور خسر الدنیا والآخرہ کا مصداق قرار دیا

مجاہدین 1857ء کے بارے میں نواب صاحب کے خیالات و افکار تفصیلات نقل کرنے سے پیشتر انگریزی حکومت کے بارے میں نواب صاحب کی رائے عالیہ پیش کی جاتی ہے

!!انگریز کی اطاعت غیرمقلدین کے نزدیک سب واجبوں سے بڑا واجب ہے

نواب صاحب لکھتے ہیں *:اور حاکموں کی اطاعت اور رئیسوں کا انقیاد ان کی ملت میں]غیرمقلدوں کی مذہب میں [سب* واجبوں سے بڑا واجب ہے ۔ ترجمان وہابیہ صفحہ 29 نمبر

!!ناظرین با تمکین

ملاحظہ فرمایا آپ نے کہ نواب صاحب کیا لاجواب بات فرماگئے ہیں کہ ظالم ، کافر اور دین اسلام کے سب سے بڑے دُشمن انگریز کی حکومت کی اطاعت سب فرائض سے بڑھ کر واجب اور ضروری ہے ، گویا توحید و رسالت کے معاد وغیرہ کے اقرار اور نماز ، روزہ ، حج ، زکوۃ وغیرہ فرائض سے بھی بڑھ کر یہ فرض ہے کہ انگریزی حکومت کی اطاعت کی جائے تو جو لوگ انگریز کی اطاعت فرض نہیں گردانتے وہ سب سے بڑے فرض کے منکر اور سب سے بڑے واجب سے انکاری ہونے کی وجہ سے دائرہ ایمان سے خارج ہیں

!!انگریز کے خلاف جہاد کرنا سخت نادانی اور حماقت ہے

نواب صاحب لکھتے ہیں :پس فکر کرنا ان لوگوں کا جو اپنے حکم مذہبی سے جاہل ہیں اس امر میں کہ حکومت برٹش مٹ جائے اور یہ امن و امان جو آج حاصل ہے فساد کے پردہ میں جہاد کا نام لے کر اٹھادیا جائے سخت نادانی اور بے وقوفی کی بات ہے ۔ ترجمان وہابیہ صفحہ 7 نمبر

!!سرکار انگریز کی مخلفت قطعاً ناجائز ہے

نواب صاحب رقمطراز ہیں *:اور کسی شخص کو حیثیت موجودہ پر ہندوستان کے دارالاسلام ہونے میں شک نہیں کرنا* چاہئیے ۔ ترجمان وہابیہ صفحہ 48 نمبر

!!کوئی فرقہ انگریز کی خیر خواہی اور وفاداری میں غیر مقلدین سے بڑھ کر نہیں

کوئی فرقہ ہماری تحقیق میں زیادہ تر خیر خواہ اور طالب امن و امن و آسائش رعایا کا اور قدر شناس اس بندوبست گورنمنٹ کا اس گروہ]غیر مقلدین [سے نہیں ہے ۔ ترجمان وہابیہ صفحہ 114 نمبر

1857ء میں جس وقت مقلدین احناف آزادی کی جنگ لڑ رہے تھے ، اور انگریز مسلمانوں کو اپنے ظلم و ستم ، جو رو جفا اور تشدد بربریت کا تختۂ مشق بنائے ہوئے تھے ۔ ان دنوں نواب صاحب کی فوجیں 4 سال تک انگریز کی چھاؤنی میں انگریزی افواج کے دوش بدوش مسلمانوں کے مقابلہ میں ڈٹی رہیں اور نواب صاحب نے اپنی اس وفاداری کے صلہ میں انگریز سے کافی روپیہ اور جائیداد حاصل کی

!! چنانچہ نواب صاحب لکھتے ہیں

حلانکہ جو خیر خواہی ریاست بھوپال و غیرہ نے اس زمانہ میں کی ہے ، وہ گورنمنٹ برطانیہ پر ظاہر ہے ۔ ساگر و جھانسی تک سرکار انگریزی کو مدد غلہ و فوج وغیرہ سے دی، جس کے عوض میں سرکار نے گنہ ''بیرسیہ ''جمع ایک لاکھ روپیہ عنایت فرمایا ۔ چار برس ہوئے جب اشتہار جنگ کابل اجنٹی سے بھوپال میں آیا

اسی دن سے نواب شاہ جہان بیگم صاحبہ والی ریاست نے طرح طرح کے عمدہ بندوبست کئے ۔ اشتہار عام جاری کیا کہ کوئی مسافر تُرکی ، عربی]جس پر انگریز کی مخالفت کا ذرہ بھی شُبہ ہو [شہر میں ٹھہرنے نا پائے چُنانچہ اب تک یہی حکم جاری ہے]حد ہوگئی انگریز پرستی کی [اور اس کی تعمیل ہوتی ہے سرکار گورنمنٹ میں خط لکھا کہ فوج کنجنٹ اور فوج بھوپال واسطے مدد]انگریز کے مسلمانوں کے خلاف [حاضر ہے اور ریاست سپاہ و مال سے واسطے مدد ہی]انگریز کے [موجود ہے مدت تک فوج بھوپال اس چار سال میں اندر نوکری گورنمنٹ کی چھاؤنی سیہور میں عرض کنجنٹ کے بجا لائی اور خاص میں نے اور بیگم صاحبہ نے واسطے جنگ کابل کے چندہ دیا ۔ ترجمان وہابیہ صفحہ 113 ، 114 نمبر

!! غیر مقلدین اور مجاہدین 1857ء

ذیل میں احقر نواب صاحب کی مشہور کتاب ترجمان وہابیہ سے مجاہدین 1857ء کے بارے میں نواب صاحب کے خیالات پیش کرتا ہے جن سے ناظرین بخوبی جان سکیں گے کہ نواب صاحب مجاہدین 1857ء کے بارہ میں کیا نظریات رکھتے تھے ، ان کے دل میں مجاہدین کے خلاف بُغض و عناد کی آگ کس قدر شعلہ زن تھی اور یہ مجاہدین کے حُریت سے کس درجہ بیزار اور نفور

اور انگریز کی محبت کے نشہ میں کس قدر مست اور چُور تھے اوریہ سب کچھ انگریز کی خوشنودی اور دنیاوی مفادات و مراعات کے حصول کے لئے تھا مگر شومئ قسمت کہ اتنے پاپڑ بیلنے کے باوجود نواب صاحب کی نوابی پھر بھی محفوظ نہ رہ سکی

نواب صاحب کی نظر پر قہر میں مجاہدین 1857ء ایمان سے دور عہد شکن بے وفا اور شیوہ ایمان سے

دور تھے غدر کے وقت جب لشکر سرکار انگلشیہ کا باغی ہوا اور ظلم و تعدی جو ان سے بنا سب کچھ کیا اس وقت رؤسا ہِند جن کو اپنے عہد و قرار کا خیال تھا وہ اپنے اقرار رہے اور عہد شکن اور بیوفائی سے بر سرکنار رہے اور جس نے ان کے خلاف کیا وہ صرف حاکموں کے نزدیک ہی برا نہیں ٹھہرے بلکہ شیوہ ایمان اور طریقہ ایمان سے دور اور عہد شکن اور بیوفا اپنے دین میں بھی اور مرتکب بڑے گناہ کا سمجھا گیا ۔ غرض دونوں جہاں کے نقصان میں گرفتار ہوا ۔ ترجمان وہابیہ صفحہ 54 نمبر

مجاہدین جنگ آزادی 1857ء نادان ظالم اور غاصب تھے ، خلوص نیت و پاکی طینت سے عاری تھے ، اتباع اسلام سے منحرف اور انصاف واجبی سے رو گرداں تھے چنانچہ غدر میں جو چند لوگ ناداں عوام فتنہ و فساد پر آمادہ ہوکر جہاد کا جھوٹ موٹ نام لینے لگے اور عورتوں اور بچوں کو ظالم و تعدی سے مارنے لگے اور لوٹ مار پر ہاتھ دراز کیا اور اموال رعایا اور پرایا پر غصباً قابض و متصرف ہوئے انہوں نے خطائے فاحش کی اور قصور ظاہر ۔ ہم نہیں جانتے کہ ان میں سے کسی جماعت اور لشکر میں خلوص نیت اور انصاف واجبی اور طبعیت مذہب اسلام ہو ۔ ترجمان وہابیہ صفحہ 24 نمبر

1857ء کا جہاد شرعی نہ تھا جو لڑائیاں غدر میں واقع ہوئیں وہ ہرگز شرعی جہاد نہ تھیں اور کیونکہ وہ شرعی جہاد ہوسکتا ہے کہ جو امن و امان خلائق کا اور راحت و رفاہ مخلوق کا حکومت انگلشیہ سے زمین ہند پر قائم تھا اس میں بڑا خلل واقع ہو گیا ۔ یہاں تک کہ بوجہ بے اعتباری رعایا نوکری کا ملنا محاِل ہوگیا اور جان و مال و آبرو کا بچانا محال ہوگیا ۔ ترجمان وہابیہ صفحہ 34 نمبر

!!دوسرے مقام پر لکھتے ہیں

یہ بغاوت جو ہندوستان میں بزمانہ غدر ہوئی اس کا نام جہاد رکھنا ان لوگوں کام ہے جو اصل دین سے آگاہ نہیں اور ملک میں فساد ڈالنا اور امن و امان اُٹھانا چاہتے ہیں ۔ ترجمان وہابیہ صفحہ 107 نمبر

!!مجاہدین جنگ آزادی 1857ء سب کے سب مقلدانِ مذہب حنفی تھے

نواب صاحب لکھتے ہیں کہ :کسی نے نہ سُنا ہوگا کہ آج تک کوئی موحد ، متبع سنت ، حدیث و قرآن پر چلنے والا بیوفائی اور اقرار توڑنے کا مرتکب ہوا ہو ۔ یا فتنہ انگیزی اور بغاوت پر آمادہ ہوا ہو اور جتنے لوگوں نے غدر میں شر و فساد کیا اور حُکام انگلشیہ سے برسر عناد ہوئے وہ سب کے سب مقلدان مذہب حنفی تھے نہ متبعان سنت نبوی]غیرمقلد [ترجمان وہابیہ صفحہ 25 نمبر

نواب صاحب کی مذکورہ تحریر سے جہاں مجاہدین 1857ء کے بارے میں نواب صاحب کے خیالات و نظریات معلوم ہوئے وہاں یہ حقیقت بھی پوری طرح کھل کر سامنے آگئی کہ جنگ آزادی 1857ء میں کسی غیرمقلد نے قطعاً کوئی حصہ نہیں لیا ، ان میں سے کسی کی نکسیر تک نہیں پھوٹی ، ان میں سے کسی کے پاؤں میں کانٹا تک نہیں چُبھا

الحمدللہ ثم الحمد للہ یہ احناف کثر اللہ سوادھم ہی تھے جنھوں نے اپنی عظیم سابقہ روایات اور قابل فخر کردار کے پیش نظر انگریز جیسے ظالم و جابر اور مکار و عیّار حکمران سے نجات حاصل کرنے کے لئے جرأت و بہادری کے حیرت انگیز ، تعجب خیز اور محیر العقول کارنامے انجام دیئے ، انگریز کے ظالمانہ پنجہ سے رستگاری کے لئے بے خطر جنگ کی آگ میں کود پڑے اور پروانہ وار اپنی جانیں نچھار کیں اور تاریخ کے اوراق پر شجاعت تہور کی ایسی درخشندہ تابندہ داستانیں رقم کیں جو تا قیامت جگمگاتی رہے گی

این سعادت بزور باز و نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ

یہ چُوری کھانے والے مجنوں ہیں۔ خوں دینے والے نہیں یہ شرف ان کی قسمت میں کہاں

اسرار محبت راہر دل نبود قابل در نیست بہر دریا زر نیست بہر کانے

!!غیر مقلدین اور مجاہدین ہزارہ

نواب صاحب نے جس طرح انگریز کی خوشنودی حاصل کرنے ، اس کا حق نمک ادا کرنے اور اس سے مراعات کے حصول کی غرض سے مجاہدین 1857ء پر سب و شتم کی بو چھاڑ کی، ان کو ظالم ، غاصب فتنہ پرداز ، عہد شکن ، جاہل اور ایمان سے دور اور خسر الدنیا والاخرۃ کا مصداق قرار دیا ہے وہاں مجاہدینِ بالاکوٹ کو بھی نہیں بخشا ، انگریز کی وفاداری اور نمک حلالی نے نواب صاحب کو مجبور کیا کہ وہ مجاہدین ہزارہ کو بھی اپنے ظلم و ستم کا ہدف بنائیں ۔ ان کو فسادی، شریر و غیرہ قرار دیں اور لوگوں کو ان سے متنفر اور بیزار کرنے کے لئے ان پر خود ساختہ الزامات اور جھوٹے بہتانات عائد کریں

: مجاہدین بالاکوٹ کون تھے

مجاہدین ہزارہ جو حضرت الامام السید احمد شہید اور شاہ اسماعیل شہید رحمہم اللہ کی زیر قیادت اعلاء کلمۃ اللہ ، قرآن و حدیث کی تبلیغ و اشاعت سنن ، کے احیاء بدعات کے استحصال ، جاہلانہ رسوم کے مٹانے اور کمزوروں کی امداد و اعانت کے سلسلہ میں سر بکف میدان میں اُترے اور اعلاء کلمۃ اللہ کے سلسلہ میں ایسی عظیم الشان اور فقید المثال خدمات انجام دیں جو تاریخ اسلام کے اوراق پر آفتاب نصفُ النّہار کی طرح درخشاں و تاباں ہیں

یہ کون لوگ تھے؟ *بدعات و محدثات سے دور ، شرک سے کنارہ کش اور نفور ، جذبہ جہاد سے سرشار ، مُتّقی و عبادت گزار* باعمل و باکردار ، مُخلص و جاں سپار ، سر فروش و پاکباز پُرجوش ، فدا کار سراپا للّٰہیت اور دیانت دار افراد کا ایک ایسا کارواں جو ، صحابہ کرامؓ عنہم سے بچھڑا ہوا قافلہ معلوم ہوتا تھا ، حضرت سید احمد شہیدؒ کی زیر قیادت اس مُخلص و پاکباز اور باعمل اور با کردار جماعت نے اپنے وطن کو خیرباد کہا ، اہل و عیال کو چھوڑا ۔ گھر سے بے گھر ہوئے ، سفر جہاد کی صعوبتوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے ہوئے اور میدان جہاد کے روح فرسا مصائب اور جانگداز تکالیف کشادہ جبینی سے سہتے ہوئے اسلام کی آن پر قربان ہوگئے

مجاہدین بالاکوٹ کی ان عظیم الشان ، گرانقدر اور لافانی ملی، مذہبی و قومی خدمات کی وجہ سے اِن کو ہر ذی شعور مسلمان نے خراج عقیدت پیش کیا ہے ، ہر ذی فہم اور دردمند مسلمان کے قلب میں ان کے لئے جذبات محبت کا دریا موجزن ہے ۔ لیکن

اس کے برعکس ان پاکباز و متقی نفوس کے بارے میں غیر مقلدین کے خیالات و جذبات ملاحظہ فرما کر حیرت میں غوطہ زن ہوں

!!مجاہدین بالاکوٹ شریر اور فسادی تھے

نواب صاحب ترجمان وہابیہ میں لکھتے ہیں ۔ گورنمنٹ ہند کے دیگر فریق اسلام نے یہ دل نشین کردیا ہے کہ فرقہ موحدین ہند]غیر مقلدین [مثل وہابیان ملک ہزارہ ایک بدخواہ فرقہ ہے اور نیز یہ لوگ ویسے ہی دشمن و فسادی ملک گورنمنٹ برٹش ہند کے ہیں جیسے کہ دیگر شریر اقوام سرحدی بمقابلہ حکومت ہند شرارت سوچا کرتے ہیں ۔ ترجمان وہابیہ صفحہ 61 نمبر

!!مجاہدین بالاکوٹ سے نفرت تقاضائے ایمانی ہے

!!اسی کتاب میں دوسرے مقام پر لکھتے ہیں

چنانچہ لیفٹیننٹ گورنر صاحب بہادر موصوف نے اس درخواست کو منظور کیا اور پھر ایک اشتہار اس مضمون کا دیا گیا کہ موحدین ہند]غیر مقلدین [پر شبہ بدخواہی گورنمنٹ ہند کے خیر خواہ ہوں ایسے موحدین مخاطب یہ وہابی نہ ہوں ۔ ترجمان وہابیہ صفحہ نمبر 62

!!ناظرین کرام

نواب صاحب کے کارنامے ملاحظہ فرمانے کے بعد اب آپ غیرمقلدین کے ایک بہت بڑے عالم اور وکیل اعظم مولانا بٹالوی کی انگریز سرکار کی خدمت کی تفصیلات پڑھ کر محو حیرت ہوں

!!مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی

بٹالوی صاحب قبیلہ غیرمقلدین کی ایک نہایت نمایاں ، اہم اور عظیم شخصیت ہیں ، انہوں نے اپنے رسالہ اشاعت السنہ کے ذریعہ غیر مقلدین اور انگریز کی بے حد خدمت کی ، انگریز کی وفاداری اور نمک حلالی میں نواب صاحب اور میاں صاحب سے بھی ایک گنا سبقت لے گئے بلکہ بٹالوی صاحب انگریز کی خوشنودی حاصل کرنے میں مرزا غلام احمد قادیانی سے بھی بڑھ گئے جو انگریز کا خود کاشتہ پودا تھا ، درج ذیل سطور سے یہ حقیقت بخوبی آشکارا ہوگی

!!غیرمقلدین اور منسوخی جہاد

مشہور محقق و مؤرخ جناب پروفیسر محمد ایوب صاحب قادری اپنی محققانہ تاریخی کتاب جنگ آزادی 1857ء کے ص 64 پر رقم طراز ہیں

*"مولوی محمد حسین بٹالوی نے سرکار برطانیہ کی وفاداری میں جہاد کی منسوخی پر ایک مستقل رسالہ "*الا قتصاد فی مسائل الجہاد لکھا ۔ انگریزی اور عربی زبانوں میں اس کے ترجمے ہوئے ، یہ رسالہ ، سر چارلس اپچی سن اور سر جمیس لائل گورنر اِن پنجاب کے نام معنون کیا گیا ، مولوی محمد حسین نے اپنی جماعت کے علماء سے رائے لینے کے بعد 1296ھ میں یہ رسالہ اشاعت السنہ کی جلد دوم شمارہ گیارہ میں بطور ضمیمہ شائع کیا ۔ پھر مزید مشورہ و تحقیق کے بعد 1306ھ میں باضابطہ کتابی صورت میں شائع ہوا

!!جہاد کی منسوخی پر رسالہ لکھنے کی تفصیل

!!بٹالوی صاحب کی زبانی

جناب بٹالوی صاحب نے اس داستان کی بڑی تفصیل سے مزے لے لے کر بیان کیا ہے ، بٹالوی صاحب اپنے اس کارنامہ پر فخر کرتے ہوئے لکھتے ہیں

اس قوم]غیرمقدین [کا وکیل سرکار رسالہ اشاعۃ عرصہ سات سال سے اپنے متعدد پرچوں میں گورنمنٹ کی خیر خواہی کے مضامین شائع کررہا ہے جن میں اصول مذہب اسلام سے وہ ثابت کرتا ہے کہ برٹش گورنمنٹ سے مسلمانان ہند کو لڑنا اور اس کے مخالفوں کو مدد دینا جائز نہیں

ان مضامین ہفت رسالہ کی فہرست جرنل انجمن پنجاب کا اعزاز نامہ متضمن شکریہ بھی ایڈیٹر کے نام صادر ہو چکا ہے

اس قوم کے خادم]محمد حسین بٹالوی [نے اس مضمون میں کہ "برٹش گورنمنٹ سے کسی مسلمان ہند کو جہاد جائز نہیں" چہ جائیکہ فساد "ایک خاص "رسالہ الاقتصاد فی مسائل الجہاد "تالیف کیا ہے جس کو ایک یورپ کے جینٹل مین فاضل جی ڈبلیو ڈاکٹر لیزر بہادر بانی مبانی یونیورسٹی پنجاب اور پرنسپل گورنمنٹ کالج لاہور ۔ انگریزی میں ترجمہ کر رہے ہیں ۔ اشاعت السنہ صفحہ 261 8 شمارہ 9 جلد

بٹالوی صاحب کا اپنے اس رسالہ کو مرزا غلام احمد قادیانی کے رسالہ]دربارہ منسوخی جہاد [پر ترجیح دینا

!!بٹالوی صاحب لکھتے ہیں

اگرچہ اس مضمون منسوخی جہاد کے رسائل گورنمنٹ اور ملک کے اور خیر خواہوں]مرزا غلام احمد قادیانی وغیرہ [نے بھی لکھے ہیں ۔ لیکن جو ایک خصوصیت اس رسالہ میں ہے وہ آج تک کسی تالیف میں نہیں پائی جاتی

!!تنسیخ جہاد اور نواب صاحب کی تائید

مشہور غیرمقلد عالم نواب صدیق حسن خان صاحب ، بٹالوی صاحب کے اس رسالہ کی پُر زور تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں

چنانچہ 1857ء میں مولوی محمد حسین سرگودھا موحدین لاہور]غیرمقلدین کے لیڈر اور سردار [نے بجواب سوال مسئلہ اور اس فتویٰ کے آیا بمقابلہ گورنمنٹ ہند مسلمانان ہند کو جہاد کرنا اور اپنی مذہبی تقلید میں ہتھیار اٹھانا چاہئے یا نہیں ، یہ جواب دیا ہے اور بیان کیا ہے کہ جہاد جنگ مذہبی بمقابلہ برٹش گورنمنٹ ہند یا بمقابلہ اس حاکم کے کہ جس نے آزادی مذہبی دے رکھی ہے ازروئے شریعت اسلام عموماً خلاف و ممنوع ہے اور وہ لوگ جو بمقابلہ برٹش گورنمنٹ ہند یا کسی ایک بادشاہ کے جس نے آزادی مذہب دی ہے ہتھیار اٹھاتے ہیں اور مذہبی جہاد کرنا چاہتے ہیں کل ایسے لوگ باغی ہیں اور مستحق سزا کے مثل باغیوں کے شمار ہوتے ہیں ۔ ترجمان وہابیہ صفحہ 120 نمبر

!!الاقتصاد فی مسائل الجہاد ''تمام غیرمقلدین کی متفقہ اور مصدقہ کتاب ہے

!!چنانچہ بٹالوی صاحب لکھتے ہیں

اگرچہ اس مضمون منسوخی جہاد کے رسائل گورنمنٹ اور ملک کے اور خیر خواہوں]مرزا غلام احمد قادیانی وغیرہ [نے بھی '' لکھے ہیں لیکن جو ایک خصوصیت اس رسالہ میں ہے وہ آج تک کی کسی تالیف میں پائی نہیں جاتی وہ یہ ہے کہ یہ رسالہ صرف مؤلف کا خیال نہیں رہا اس گروہ کے عوام و خواص نے اس کو پسند کیا اور اس سے آراء کا توفیق ظاہر کیا ۔ اس توفیق رائے کو حاصل کرنے کے لئے مؤلف]محمد حسین بٹالوی [نے عظیم آباد سے پٹنہ تک ایک سفر کیا تھا ، جس میں لوگوں کو یہ رسالہ سُنا کر اتفاق حاصل کیا اور جہاں خود نہیں پُہنچا وہاں اس رسالہ کی متعدد کاپیاں ارسال کرکے توفیق حاصل کیا اور 1857ء میں بذریعہ ضمیمہ اشاعۃ السنہ اس رسالہ کے اصل مسائل کو مشتہر کر کے لوگوں کو اس پر متفق کیا ۔ اشاعۃ السنہ صفحہ241 ، 42 جلد 8 شمارہ 9 نمبر

!!نواب صاحب اس کی تائید و تشریح میں رقم طراز ہیں

پھر مولوی محمد حسین نے اپنے اس دعویٰ اور جواب کی تصدیق میں کل علماء ملک پنجاب و اطراف ہند کے پاس اپنے فتویٰ جوابی کو بھیج دیا اور اچھی طرح سے مُشتہر کیا اور کل علماء ہند و ملک پنجاب سے اس بات کی تصدیق میں اقرار مہری اور دستخط کرالیا کہ عموماً مسلمانان ہند کو ہتھیار اٹھانا اور جہاد بمقابلہ برٹش گورنمنٹ ہند کرنا خلاف مسئلہ سنت و ایمان موحدین ہے

اور نیز کل علماء ملک پنجاب و ہند نے تائید قول مولوی محمد حسین کو اس فتویٰ میں سچا اور پکا کہا ہے اور سب نے اپنی اپنی رضائے اسلامی و ایمانی سے اس فتویٰ کو قبول کیا ہے اور جانا اور مانا ہے کہ !!بمقابلہ گورنمنٹ ہند فرقہ موحدین]غیرمقلدین[کو ہتھیار اٹھانا خلاف ایمان و اسلام ہے ۔ ترجمان وہابیہ صفحہ 121 نمبر

!!چند قابل غور نکات

☆ 01 بٹالوی صاحب ، نواب صاحب اور ان کے ہم عصر تمام اکابر و اصاغر علماء غیرمقلدین نے اسلام کے ایک اہم ترین بنیادی اور اساسی فریضہ]جس کی فرضیت قرآن کریم کے قطعی نُصوص اور صحیح صریح مرفُوع اور غَیرُ مَجروح احادیث سے ثابت ہے [کو محض انگریز کی خوشنودی اور رضاء کے لئے اور اپنے دنیاوی اغراض و مقاصد اور سیاسی مفاد و مراعات حاصل کرنے کے لئے اور انگریز سرکار سے اپنی وفاداری کے سرٹفکیٹ کے حصول کی غرض سے منسوخ قرار دیا حلانکہ قرآن کریم کے صریح اور شریعت مقدسہ کے کسی واضح حکم کو منسوخ کرنے بلکہ اس میں ادنٰی ترمیم کا حق بھی کسی شخص کو حاصل نہیں خواہ وہ کتنے بڑے منصب اور مرتبہ پر فائز ہو

شرم سے ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ غیرمقلدین کے اکابر نے محض انگریز کو خوش کرنے اور اپنے دنیاوی مقاصد کی تحصیل کی غرض سے شریعت مقدسہ کے ایک اہم فریضہ کو منسوخ قرار دینے کی ناپاک جسارت کی

☆ 02 و بٹالوی صاحب نے اپنے اس فتویٰ کو خوب مُشتہر کیا اور پنجاب اور اطراف ہند کے غیرمقلد علماء کے پاس تائید و تصویب اور تصدیق کے لئے بھیجا ، اس فرقہ کے سب علماء بجائے اس کے کہ بٹالوی صاحب کو لعن طعن کرتے اور ان کے اس فعل شنیع پر ان کو ملامت کرتے اور ان کی اس بے جا جسارت اور مذموم حرکت پر تین حرف بھیجتے اس کے برعکس انہوں نے

نہایت بے شرمی اور ڈھٹائی سے اس ناپاک فتویٰ کی تائید میں اس پر دستخط کئے ، اس پر اپنی مہریں چسپاں کیں اور ان کو اس فتویٰ میں سچا اور پکا اور صادق و صائب قرار دیا اور انگریز کے خلاف جہاد میں حصہ لینے والوں کو ایمان و اسلام سے خارج بتایا

☆ 03 ۔ گویا یہ فتویٰ بٹالوی صاحب کی انفرادی رائے نہیں بلکہ اس دور کے ہندوستان کے تمام غیرمقلد علماء کی اجتماعی سوچ کا نتیجہ ہے اور اس یہ رسالہ من حیث الجماعت اس فرقہ کے نظریات و افکار اور عقائد و خیالات کا آئینہ دار ہے

!!اب ناظرین کرم غیرمقلدین کے ایک اور بڑے عالم کردار کی ہلکی سی جھلک ملاحظہ فرمائیں

مولوی عبد الوہاب ملتانی کا انگریز کے اشارہ پر امامت کا دعویٰ کرنا مولوی عبد الوہاب صاحب ملتانی امام جماعت غرباء اہلحدیث غیرمقلدین کے ممتاز عالم دین ہیں ، سید نذیر حسین دہلوی کے شاگردوں میں ممتاز مقام رکھتے ہیں انہوں نے 1911ء میں امامت کا دعویٰ کیا ، اس کے اغراض و مقاصد کیا تھے اس ادعاء میں کونسا بھید مُضمر اور کونسا از پہناں تھا ، غیر مقلدین کے مشہور عالم مولوی محمد مبارک استاد اسلامیات بنی باغ ضیاء الدین میموریل گورنمنٹ کالج کراچی]شاگرد رشید مولوی عطاء اللہ حنیف بھوجیانوی [اس راز سے نقاب سرکاتے ہیں ، مولانا موصوف مولانا عبد الوہاب صاحب ملتانی کی امامت کے دعویٰ کے اغراض و مقاصد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

!!امامت کے دعویٰ کے مقاصد مندجہ ذیل تھے

▪ 01 ۔ تحریک مجاہدین کو نقصان پہنچاؤ جس سے انگریز خوش ہو

▪ 02 ۔ جماعت میں انتشار

▪ 03 ۔ خود کو نمایاں حثیت سے پیش کرنا

کیونکہ شیخ الکل کے دوسرے تلامذہ کے مقابلہ میں بالکل صفر تھے اور دوسرے تلامذہ میں جو صلاحتین پائی جاتی تھیں ان سے یہ عاری تھے ۔ لہذا امامت کا دعویٰ کیا ۔ علماء احناف اور تحریک مجاہدین ملخصاً صفحہ 15 ، 25 نمبر

ایں خانہ ہمہ آفتاب است

مسلمانوں میں انتشار و خلفشار ، افتراق و اختلاف اور تشتت ولا مرکزیت پیدا کرکے ان کی قوتوں کو مضمحل کرنا ، ان کو آپس میں لڑاکر انگریز کی حکومت کو مستحکم و مضبوط کرنا چونکہ فرقہ غیر مقلدین کا بنیادی مقصد تھا اس لئے اس مقصد کی تکمیل کے لئے ان کے اکابر نے ایک دوسرے سے گوئے سبقت لے جانے کی کوشش کی ، عبد الوہاب ملتانی کا ادعائے امامت بھی اس سلسلہ کی ایک کڑی غیرمقلدین کی انگریز سے وفاداری و خیر خواہی اور اسلامی حکومت پر ترجیح کی ایک قوی اور روشن دلیل

!!بٹالوی صاحب لکھتے ہیں

اس گروہ اہل حدیث کے خیر خواہ و فادار رعایا برٹش گورنمنٹ ہونے پر ایک بڑی روشن اور قوی دلیل یہ ہے کہ یہ لوگ برٹش گورنمنٹ کے زیر حمایت رہنے کو اسلامی سلطنتوں کے زیر سایہ رہنے سے بہتر سمجھتے ہیں اور اس امر کو اپنے قومی وکیل اشاعت السنہ کے ذریعہ سے]جس کے نمبر 10 جلد 6 نمبر میں اس کا بیان ہوا ہے اور وہ نمبر ہر ایک لوکل گورنمنٹ اور گورنمنٹ آف انڈیا میں پہنچ چکا ہے [گورنمنٹ پر بخوبی ظاہر اور مُدلّل کرچکے ہیں جو آج تک کسی اسلامی فرقہ رعایا گورنمنٹ نے ظاہر نہیں کیا اور نہ آئندہ کسی سے اس کے ظاہر ہونے کی امید ہو سکتی ہے ۔ اشاعت السنہ صفحہ 262 شمارہ 9 جلد 8 نمبر

ناظرین کرام *!!ملاحظہ فرمایا آپ نے غیرمقلدانہ ذہنیت کہ ایک کافر و مشرک و ظالم و جابر اور فاسق و فاجر حکومت کو* اسلامی حکومتوں پر ترجیح دی جارہی ہے ، وہ شخص جس کے دل میں ایمانی احساسات کا معمولی سا حصہ بھی ہو وہ قطعاً غیرمسلم اور کافر و ظالم حکومت کو مسلمان حکومتوں پر ترجیح دینے کی سوچ بھی نہیں سکتا لیکن غیرمقلدین کی جسارت ملاحظہ فرمایئے کہ انگریز کی چاپلوسی اور خوشامد کرتے ہوئے کن پستیوں میں جا گرے ہیں ، ذہن کی کجی اور ایمان کی کمزوری کی اس سے بڑھ کر کوئی مثال پیش کی جاسکتی ہے؟

مسلمانوں کی تاریخ کے تمام ادوار شاہد عدل ہیں کہ مسلمانوں نے کافر و مشرک اور ظالم و جابر حکومتوں سے گلو خلاصی کے لئے اور ا ن کے پنجہ استبداد سے رہائی حاصل کرنے کے لئے ہمیشہ عظیم قربانیاں دی ہیں ، ان سے جہاد کئے ہیں ، ان کی حکومتوں کے زیر سایہ رہنے کو کبھی بھی اسلامی حکومتوں پر ترجیح نہیں دی سوائے منافقوں اور غداروں کے کہ ان کی ہمیشہ سے یہی خواہش رہی کہ مسلمان حکومتیں مٹ جائیں اور ان کی بجائے غیرمسلم ظالم حکومتوں کا مسلمانوں پر تسلّط ہو

!!ناظرین کرام

آپ خود ہی فرمائیں کہ غیرمقلدین آپ کو کس صف میں کھڑے نظر آتے ہیں؟

!!غیرمقلدین کے لئے اہل حدیث کے نام کی الاٹمنٹ کی تفصیل بٹالوی صاحب کی زبانی

مولوی محمد حسین صاحب نے جو غیر مقلدین کے وکیل اعظم تھے ، لفظ وہابی کی منسوخی اور اہلحدیث کے نام کی الاٹمنٹ کے ، لئے انگریز بہادر کے حضور ایک درخواست پیش کی ، جس میں انگریز سرکار کے لئے غیرمقلدین کی من حیث الجماعت وفاداری خیر خواہی اور نمک حلالی کے سلسلہ میں اپنی جماعت کی نمایاں خدمات کا ذکر کیا اور متعدد نازک موقع میں اپنی بہی خواہی کی نشاندہی کی اور اس درخواست کے آخر میں التجاء کی کہ لفظ وہابی]جو باغی اور نمک حرام کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے [کو منسوخ کرکے ہمارے فرقہ کے لئے اہلحدیث کا نام الاٹ کیا جاوے

!!ذیل میں اس درخوست کا اردو ترجمہ پیش کیا جاتا ہے ناظرین کرام

!!اس کے مُضمّرات کا بغُور مطالعہ ملاحظہ فرماویں

ترجمہ درخواست برائے الاٹمنٹ نام اہلحدیث و منسوخی لفظ وہابی اشاعۃ السنہ انس لاہور از جانب ابو سعید محمد حسین لاہوری ، ایڈیٹر اشاعۃ السنہ و وکیل اہل حدیث ہند بخدمت جناب سیکرٹری گورنمنٹ میں آپ کی خدمت میں بطور ذیل پیش کرنے کی اجازت اور معافی کا خواست گار ہوں، 1854ء میں میں نے ایک مضمون اپنے ماہ واعی رسالہ اشاعۃ السنہ میں شائع کیا تھا جس میں اس بات کا اظہار کیا تھا کہ لفظ وہابی جس کو عموماً باغی و نمک حرام کے معنٰی میں استعمال کیا جاتا ہے ، لہٰذا اس لفظ کا استعمال مسلمانان ہندوستان کے اس گروہ کے حق میں جو اہلحدیث کہلاتے ہیں اور وہ ہمیشہ سے سرکار انگریز کے نمک حلال و خیر خواہ ، رہے ہیں اور یہ بات]سرکار کی وفاداری و نمک حلالی [بارہا ثابت ہوچکی ہے اور سرکاری خط و کتابت میں تسلیم کی جا چکی ہے مناسب نہیں]خط کشیدہ جملے خاص طور پر قابل غور ہیں [بناء بریں اس فرقہ کے لوگ اپنے حق میں اس لفظ کے استعمال پر سخت اعتراض کرتے ہیں اور کمال ادب و انکساری کے ساتھ گورنمنٹ سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ]ہماری وفاداری ، جانثاری اور نمک حلالی کے پیش نظر [سرکاری طور پر اس لفظ وہابی کو منسوخ کرکے اس لفظ کے استعمال سے ممانعت کا حکم نافذ کرے اور ان کا اہل حدیث کے نام سے مخاطب کیا جاوے، اس مضمون کی ایک کاپی بذریعہ عرضداشت میں]محمد حسین بٹالوی [نے ، پنجاب گورنمنٹ میں پیش کی اور اس میں یہ درخواست کی کہ گورنمنٹ اس مضمون کی طرف توجہ فرما دے، اور گورنمنٹ ہند کو بھی اس پر متوجہ فرما دے اور اس فرقہ کے حق میں استعمال لفظ وہابی سرکاری خط و کتابت میں موقوف کیا جاوے اور اہل حدیث کے نام سے مخاطب کیا جاوے ۔ اس درخواست کی تائید کے لئے اور اس امر کی درخواست کیسے مسترد کرسکتا تھا تو اس نے نہایت خوشی اور مسرت سے اپنی چہیتوں کی درخواست کو شرف قبولیت سے نوازا ، چنانچہ اس بارے میں غیر مقلدین کے مشہور عالم مولوی عبدالمجید سوہدروی لکھتے ہیں !!مولوی محمد حسین بٹالوی نے اشاعت السنہ کے ذریعہ اہلحدیث کی بہت خدمت کی لفظ وہابی آپ ہی کی کوشش سے سرکاری دفاتر اور کاغذات سے منسوخ ہوا اور جماعت کو اہلحدیث کے نام سے موسوم کیا گیا ، ۔ سیرت ثنائی صفحہ 372 نمبر

!!غیرمقلدین کی انگریزی خدمات کے عوض اہلحدیث نام کی الاٹمنٹ

مزدور جب نہایت محنت و مشقت کوشش و کاوش اور لگن و دل جمعی سے اپنے کارِ مفوضہ کو انجام دے چکتا ہے اور اس بارے میں وہ کسی قسم کی سُستی و غفلت اور تکاسل کا روادار نہیں ہوتا تو شام کے وقت اس کا مالک اس جہاں اپنے حسن انتخاب پر مسرور ہوتا ہے وہاں وہ مزدور کی درخواست پر مزدوری کے علاوہ اسے مزید انعام و اکرام سے بھی نوازتا ہے، علی ہذا القیاس جب غیر مقلدین نے اپنے آقا اور سر پرست انگریز بہادر کی طرف سے تفویض کئے گئے فرائض کو نہایت محنت و جانفشانی اور عرق ریزی و جانکاہی سے انجام دیا اور مسلمانوں میں اختلاف و افتراق کا بیج بونے اور انتشار و خلفشار کی خلیج کو وسیع سے وسیع تر

کرنے میں انگریز سرکار کی توقعات سے بڑھ کر حُسنِ کارکردگی کا مظاہرہ کیا اور انگریز کی وفاداری ، جانثاری ، خیر خواہی اور نمک حلالی اور ان سے متعد نازک موقع میں ظاہر ہوئی تو انہوں نے انگریز سرکار سے اپنے لئے اہلحدیث نام کی الاٹمنٹ کی درخواست کی انگریز بہادر اپنے وفاداروں جانثاروں اور بہی خواہوں کی تصدیق کے لئے یہ درخواست کلِ ممبران اہلحدیث پنجاب و ہندوستان کی طرف سے ہے ۔ پنجاب و ہندوستان کے تمام غیرمقد علماء یہ درخواست پیش کرنے میں برابر کے شریک ہیں ، اور ایڈیٹر اشاعت السنہ ان سب کی طرف سے وکیل ہے ، میں]محمد حسین بٹالوی [نے چند قطعات محضر نامہ گورنمنٹ پنجاب میں پیش کئے جن پر فرقہ اہل حدیث تمام صوبہ جات ہندوستان کے دستخط ثبت ہیں اور ان میں اس درخواست کی بڑے زور سے تائید پائی جاتی ہے

چنانچہ آنریبل سر چارلس ایچی سن صاحب بہادر جو اس وقت پنجاب کے لیفٹیننٹ گورنر تھے ، گورنمنٹ ہند کو اس درخواست کی طرف توجہ دلاکر اس درخواست کو با اجازت گورنمنٹ ہند منظور فرمایا جائے اور اس استعمال لفظ وہابی کی مخالفت اور اجراء نام اہل "حدیث کا حکم پنجاب میں نافذ فرمایا جائے ۔ میں ہوں آپ کا نہایت کی فرمانبردار خام ابو سعید محمد حسین ایڈیٹر "اشاعت السنہ اشاعۃ السنہ صفحہ 24 تا 26 شمارہ 2 جلد 11 نمبر

برٹش گورنمنٹ کی طرف سے بٹالوی صاحب کو اہلحدیث کے نام کی الاٹمنٹ کی اطلاع مولوی بٹالوی صاحب نے جماعت اہلحدیث کے وکیل اعظم کی حیثیت سے حکومت ہند اور مختلف صوبہ جات کے گورنروں کو لفظ وہابی کی منسوخی اور اہلحدیث نام کی الاٹمنٹ کی جو درخواست دی تھی کہ ان کی جماعت کو آئندہ وہابی کے بجائے اہلحدیث کے نام سے پکارا جائے اور سرکاری کاغذات اور خُطوط و مراسلات میں وہابی کے بجائے اہلحدیث لکھا جائے ، انگریز سرکار کی طرف سے ان کی سابقہ عظیم الشان خدمات اور جلیل القدر کارناموں کے پیش نظر اس درخواست کو گورنمنٹ برطانیہ نے باقاعدہ منظور کرکے لفظ وہابی کی منسوخی اور اہل حدیث نام کی الاٹمنٹ کی باضابطہ تحریر اطلاع بٹالوی صاحب کو دی ، سب سے پہلے حکومت پنجاب نے اس درخواست کو منظور کیا

لیفٹیننٹِ گورنر پنجاب نے بذریعہ سیکرٹری حکومت پنجاب مسٹر ڈبلیو ایم ینگ صاحب بہادر نے بذریعہ چھٹی نمبری 1787 مجریہ 3 ۔ دسمبر 1886ء اس کی منظوری کی اطلاع بٹالوی صاحب کو دی ، اسی طرح گورنمنٹ سی پی کی طرف سے 14 جولائی

ء بذریعہ خط نمبری 407 ، گورنمنٹ یو پی کی طرف سے 20 جولائی 1888ء بذریعہ خط نمبری 386 گورنمنٹ بمبئی1888 کی طرف سے 14 اگست 1888ء بذریعہ خط نمبری 732 ، گورنمنٹ مدراس کی طرف سے 15 اگست 1888ء بذریعہ خط نمبری 127 ، گورنمنٹ بنگال کی طرف سے 4 مارچ 1890ء بذریعہ خط نمبری 156 ۔ اس درخواست کی منظوری کی اطلاعات مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو فراہم کی گئیں ۔ اشاعت السنہ شمارہ 2 جلد 11صفحہ 32 تا 39 نمبر ۔ جنگ آزادی از جناب پروفیسر محمد ایوب صاحب قادری صفحہ 66 نمبر

، غیرمقلدین کے اکابر اور بانیوں کا ملکہ وکٹوریہ کے جشن جوبلی پر سپاس نامہ کرنا ملکہ وکٹوریہ کے جشن جوبلی پر ، ملکہ کے حضور غیرمقلدین کے اکابر نے ایک سپاس نامہ پیش کیا ، اس میں غیرمقلدین کے سربراہوں اور بزرگوں نے جس گھٹیا انداز میں اپنے جذباتِ عقیدت کا اظہار کیا ، خوشامد اور چاپلوسی کے لئے جو گھاؤنا طریق اپنایا ، کاسہ لیسی اور رملق کا جو ریکارڈ قائم کیا اس میں ہر باضمیر شخص کی آنکھیں فرطِ ندامت سے جھک جاتی ہیں لیکن افسوس صد افسوس کہ غیرمقلد حضرات اپنے اکابر کے اس گھٹیا کردار پر نادم و شرمسار ہونے کے بجائے فخر کرتے اور اِتراتے ہیں ، اس کی تفصیل آپ بٹالوی صاحب کے قلم سے ملاحظہ فرمائیں

!!بٹالوی صاحب لکھتے ہیں

جشن جوبلی ملکہ وکٹوریہ کے اُس دعوت کے مقام]مولوی الٰہی بخش کی کوٹھی [کے عین دروازے کے سامنے رات کے وقت ، ملاحظہ روشنی کے لئے نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر کا گزر کرنا مقرر تھا ، اس جگہ اہل حدیث نے ایک بلند اور وسیع دروازہ بنایا جس پر سُنہرے حروف میں ایک انگریزی میں کلمات دعائیہ مرقوم تھے ۔ دوسری طرف لاجوردی رنگ سے یہ بیت اردو تحریر تھا :دل سے ہے یہ دعائے اہلحدیث ۔ ۔ جشن جوبلی مبارک ہو ۔ رسالہ اشاعۃ السنہ صفحہ 204 شمارہ 7 جلد 9 نمبر

اس موقعہ پر بذریعہ ڈیپوٹیشن اہل حدیث کا مندجہ ذیل ایڈریس ملکہ وکٹوریہ کو پیش ہوا

ملکہ وکٹوریہ کے حضور نذرانہ عقیدت بصورت سپاس نامہ *!!ایڈریس منجانب گروہ مسلمانان اہلحدیث برمقعہ جشن جوبلی ملکہ* وکٹوریہ بحضور فیض گنجور کوئین وکٹوریہ گریٹ و قیصرہ ہند بارک اللہ فی سلطنتھا

☆ 01 ہم ممبران گروہ اہل حدیث اپنے گروہ کے کل اشخاص کی طرف سے حضور والا خدمت عالی میں جشن جوبلی کی دلی ۔ مسرّت سے مبارک باد عرض کرتے ہیں

☆ 02 اور برٹش رعایائے ہند میں سے کوئی فرقہ ایسا نہ ہوگا جس کے دل میں مبارک تقریب کی مسرت جوش زن نہ ہوگی ۔ اس کے بال بال سے صدائے مبارک باد نہ اٹھتی ہوگی مگر خاص کر فرقہ اہل اسلام جس کو سلطنت کی اطاعت اور فرمان روائے وقت کی عقیدت ، اس کا مقدس مذہب سکھاتا اور اس کو ایک فرض مذہبی قرار دیتا ہے ، اس اظہار مسر ت اور ادائے مبارک باد ہیں‌س دیگر مذہب کی رعایا سے پیش قدم ہے ، علی الخصوص گروہ اہلحدیث من جملہ اہل اسلام اس اظہار مسرت و عقیدت اور دعاء برکت میں چند قدم اور بھی رکھتا ہے ، جس کی وجہ یہ ہے کہ جن برکتوں اور نعمتوں کی وجہ سے یہ ملک تاج برطانیہ کا حلقہ بگوش ہورہا ہے ازاں جملہ ایک بے بہا نعمت مذہبی آزادی سے یہ گروہ ایک خصوصیت کے ساتھ اپنا نصیبہ اٹھا رہا ہے

☆ 03 وہ خصوصیت یہ ہے کہ یہ مذہبی آزادی اس گروہ کو خاص اس سلطنت میں حاصل ہے ، بخلاف دوسرے اسلامی ۔ فرقوں کے کہ ان کو اور اسلامی سلطنتوں میں بھی یہ آزادی حاصل ہے ، اس خصوصیت سے یہ یقین ہوسکتا ہے کہ اس گروہ کو اس سلطنت کے قیام و استحکام سے زیادہ مسرت ہے اور ان کے دل سے مبارک باد کی صدائیں زیادہ زور کے ساتھ نعرہ زن ہیں ہم بڑے جوش سے دعا مانگتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ حضور والا کی حکومت کو اور بڑھائے اور تا دیر حضور والا کا نگہبان رہے تاکہ حضور والا کی رعایا کے تمام لوگ حضور کی وسیع حکومت میں امن اور تہذیب کی برکتوں سے فائدہ اٹھائیں ۔ رسالہ اشاعت السنہ صفحہ 206 ، 205 ، حاشیہ ۔ شمارہ 7 جلد 9 نمبر مطبوعہ وکٹوریہ پریس لاہور

لیفٹیننٹ گورنر پنجاب سر چارلس ایچیسن کو وطن روانگی کے وقت جماعت اہلحدیث کی طرف سے جو ایڈریس پیش کیا گیا

!!ایڈریس

منجانب فرقہ اہل حدیث و ممران وغیرہ بحضور سر چالس اپچی بہادر کے سی ۔ ایس ۔ آئی ۔ سی ۔ آئی ۔ ای ۔ یل ۔ ایل ۔ ڈی گورنر پنجاب

۔ ہم ممبران فرقہ اہل حدیث وغیرہ حضور والا کی عالی خدمت میں اس موقعہ پر]جبکہ جناب والا اس صوبہ سے 01 ☆ رخصت ہورہے [کمال ادب و اخلاص کے ساتھ حضور والا کے خسروانہ احسانات و مربیانہ عنایات کا شکریہ ادا کرنے اور حضور کی مفارقت]جدائی [پر]تہہ دل [سے افسوس ظاہر کرنے کی غرض سے حاضر ہوئے ہیں

۔ حضور والا کے شاہانہ عنایات و مربّیانہ تو جہات ابتداء رونق افروزی ہندوستان سے عہد گورنری تک اس ملک ہندوستان 02 ☆ پر اس کثرت و تواتر سے مبذول رہی ہیں کہ اگر ان کو متواتر باران رحمت یا موجزن دریائے موہبت کہا جائے تو بیجانہ ہوگا

۔ ملک پنجاب پر حضور والا کا یہ احسان تمام آئندہ نسلوں تک یاد رہے گا کہ حضور نے یونیورسٹی کا وہ علمی پودہ جو 03 ☆ مبارک ہاتھوں سے لگایا تھا ۔ ایسا سر سبز و شاداب کیا کہ آج اس کے فوائد سے تمام اہل پنجاب مستفیدو مستفیض ہو رہے ہیں اور آئندہ ان کو فائدہ پہنچنے کی اور بہت زیادہ امیدیں ہیں

۔ حضور والا نے پنجاب میں معزز جوڈیشنل عہدوں پر دیسیوں]مقامی لوگوں [کو مامور فرمایا،جن کے حصول کی سہولت 04 ☆ اس سے پہلے اس صوبہ میں کبھی دیسیوں کو حاصل نہ ہوتی تھی

۔ پنجاب میں لوکل سیف گورنمنٹ کا اجراء بھی حضور کی معاونت و مشاورت سے ہوا ہے 05 ☆

۔ پنجاب میں چیفز کالج کے قیام و استحکام کا قرعہ بھی حضور ہی کے نام نامی پر روز ازل میں ڈالا گیا تھا 06 ☆

۔ پنجاب میں علمی فری لائبریری کو حضور نے قائم کیا ، جس کے فیض سے غریب نادار بھی]جو مال نہیں خرچ کر 07 ☆ سکتے [ویسے ہی کامیاب ہوئے ہیں جیسے کہ امیر مالدار

۔ حضور نے دیسیوں کو اپنی بارگاہ میں اس فیاضی سے دخل دیا کہ وضیع و شریف سب کو فیض یاب ہونے اور اپنی 08 ☆ عرض حاجات کرنے کا یکساں موقع ملتا رہا

۔ یہ وہ برکات خسروانہ و عنایت شاہانہ حضور ہیں جن سے اس ملک کے تمام باشندے فیض یاب ہو رہے ہیں اور 09 ☆ خاص کر اہلِ اسلام پر حضور نے یہ شاہانہ احسان کیا کہ ان کی نازک اور ضعیف حالت پر رحم فرمایا اور ان کو ترقی کے دور میں اپنی ہم عصر اقوام سے بہت پیچھے رہی ہوئی دیکھ کر ہمسری اقران کا سامان بہم پہنچایا یعنی غریب مسلمان طالب علموں کے لئے اٹھاون و ظائف کا حکم اس صوبہ پنجاب میں نافذ کیا ہے ، یہ احسان اہل اسلام پر ایسا ہوا ہے جو حضور کے کارناموں میں ہمیشہ کے لئے صفحہ ہستی پر ہمیشہ یاد رہے گا

۔ یہ احسان حضور بھی کچھ کم لائق ذکر و قابل فخر نہیں ہے بلکہ اس ایڈریس میں خصوصیت کے ساتھ واجب الذکر 10 ☆ ہے جو حضور نے مسلمانوں کے ایک گروہ اہلحدیث پر مبذول فرمایا ہے کہ ان کی نسبت ایک ایسے دل آزار "لفظ وہابی "کے استعمال کو جس سے ان کی وفاداری و جانثاری میں جو نازک وقتوں میں ظاہر ہوچکی اور گورنمنٹ ہند مسرود فرمایا اور سرکاری کاغذات میں اس کے استعمال سے مخالفت کا]اور اہل حدیث نام کے اجراء کا [حکم فرمایا

۔ ہم اہل اسلام عموماً اور فرقہ اہل حدیث خصوصاً حضور کے ان احسانات مربیانہ و عنایات خسر وانہ کا تہہ دل سے 11☆ شکریہ ادا کرتے ہیں اور ساتھ ہی اس کے اپنی پر حسرت دل سے افسوس کرتے ہیں کہ ہم بہت جلد حضور کے آئندہ مربیانہ عنایات سے محروم ہونے والے ہیں

☆ 12 ۔ ہم باشندگان پنجاب خصوصاً اہل اسلام علی الخصوص اہلحدیث کو جس قدر حضور کی مفارقت کا افسوس ہے ، اس کے پورے اور سچے طور پر اظہار کے لئے ہم نے کافی لفظ نہیں پائے ۔ لہٰذا بجائے افسوس کے کہ ہم اس ایڈریس کے خاتمہ میں ان کلمات دعائیہ کی عرض پر اکتفاء کرتے ہیں کہ خداوند عالم حضور فیض گنجور کو صحت و سلامتی کے ساتھ وطن مالوف پہنچائے اور پھر بہت جلد حضور کو عہدہ گورنر جنزل پر مامور معزز فرما کر ہندوستان میں لاوے اور ہماری آنکھوں کو حضور کے دیدار فیض آثار سے منور کرے ۔ آمین ثم آمین ۔ بوطن رقتنت مبارک باد ۔ بسلامت روی باز آئی ۔ اشاعۃ السنہ صفحہ 253 تا 256 نمبر شمارہ نمبر 8 جلد 9 نمبر

لارڈ ڈفرن کو اہلحدیث نے جو ایڈریس پیش کیا

!!نقل ایڈریس

سپاسنامہ اہلحدیث پنجاب و ہندستان و دیگر ارکان و غیرہ بحضور ہنر اہکسیلینسی دی رائٹ آنریبل سر فریڈک ٹمپل ہملٹن و ڈمار کوئیس آف ڈفرن ارل آف آوہ "کے بی جی ایم ایس آئی جی سی بی جی سی ایم جی پی سی ڈی او ایل "وائسرئے اینڈ گورنر جنزل آف انڈیا

!! حضور والا

ہم فرقہ اہلحدیث اور پنجاب و ہندوستان کے دوسرے اسلامی فرقوں کے ارکان میں سے چند افراد اپنی طرف سے اصالتاً اور اپنے تمام ہم مسلک و ہم مشرب افراد کی طرف سے وکالتہ جناب والا کی ذات ستودہ صفامت کی مفارقت افسوس کی نیت سے حاضی ہوئے ہیں اور کمال عجزہ انکسار کے ساتھ جو جاںثار خیز اندیشوں کا شیعوہ ہے عرض مدعا کی اجازت کے خواستگار ہیں

☆ 01 باران عظیم البرکت جو کہ احسانات و برکات عہد سعادت مہد کے شخصیت پر ور عدل اور کرم گستر کی آنجناب ۔ رحمت کی طرح سب لوگوں اور ان دیار کی اطاعت شعار اقوام پر برسے ہیں]جیسے مملک میں امن و امان کا قیام اور سلطنت میں وسعت و استحکام اور پبلک سروس کمیشن کا تقرر او ر لیڈی ڈفرن کی تجویز اور ان جیسے دیگر امور [ہندوستان کے مسلمانوں نے دوسری اقوام کی طرح ان سے حظ وافر اور حصہ کامل حاصل کیا ہے اور حضور پر نور کی خصوصی نوازشیں اس طرح ظہور میں آئی ہیں کہ ان سے نفع اٹھانے میں اہل اسلام عموماً اور اہلحدیث خصوصاً دوسروں سے گویا سبقت لے گئے ہیں اور اس بارہ میں قسم کی خصوصیت پیدا کی ہے

☆ 02 جناب کہ ہے یہ ، ہے کیا مخصوص کو اسلام اہل تمام نے آنجناب ساتھ کے جس احسان ا عظیم اور انعام بڑا ایک ۔ والا خطاب نے انجمن اسلامیہ عمومیہ کلکتہ کی درخواست کو شرف قبولیت سے نوازتے ہوئے یہ فرمان نافذ فرمایا ہے کہ مملکت ہندوستان کے تمام صوبوں میں سے ہر صوبہ کی سالانہ رپورٹ کے سلسلہ میں ایک کالم اہل اسلام کے حالات اور تعلیمی کوائف کے لئے مخصوص کیا جائے

☆ 04 ایک بڑا کرم اور عظیم احسان جو خاص طور پر فرقہ اہلحدیث پر مبذول ہوا ہے یہ ہے کہ ان کے حق میں لفظ وہابی ۔ کا استعمال]جو ان کی دل آزاری کا باعث تھا ، جس سے ان کی جانثاری اور وفاداری جو نازک اوقات میں ظاہر ہو چکی تھی اور جو گورنمنٹ کے نزدیک مسلم ہے ناوقفوں کے لئے مشکوک ہوتی تھی [سرکاری دفاتر سے منسوخ و مسدود فرمایا گیا، جس سے بے خبروں کی بدگمانی مٹ گئی ہیں ، جناب والا کے اس فرمان واجب الاذعان کو ہندوستان کے مختلف صوبہ جات کے گورنروں نے واجب العمل قرار دیتے ہوئے اس گروہ]غیرمقلدین [کے حق میں اس دلخراش لفظ کا استعمال موقوف فرمادیا ہے اور ان کو اہلحدیث کے خطاب سے مخاطب اور معزز فرمایا ہے اور اس کے مطابق احکام نافذ کئے ہیں

☆ 05 ہیں ہوئے مبذول خصوصاً اہلحدیث پر اور عموماً پر اسلام اہلِ جو نظر پیش کے خاصہ و عامہ احسانات ان کے آنجناب ۔ ہم ہزار زبان کے ساتھ ان احسانات کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتے ہیں اور آنجناب کی ذات والا صفات جو کہ مظہر جو دو احسان ہے

کی مفارقت پر جوکہ قبل از وقت]مقررہ میعاد سے پیشتر [وقوع پذیر ہو رہی ہے حسر کے آنسو بہاتے ہوئے اپنے اندرونی غم و اندوہ اور قلبی رنج و ملال کو اس تمنا کے ساتھ ظاہر کرتے ہیں کہ کاش آپ کا سایہ جو ہما پایہ ہے مقررہ میعار تک ہم]غیرمقلدوں [کے سروں پر سایہ افگن رہتا اور کاش کہ آپ کی حکومت کی مدت دُوگنی ہو جاتی تاکہ آپ سے مزید فوائد و منافع اور احسانات و انعمات ہمارے حصّہ میں آتے اور ہم آپ کے مزید فوائد و منافع اور احسانات و انعامات ہمارے حصّہ میں آتے اور ہم آپ کے مزید احسان مند اور ممنون ہوتے

☆ 06 حضور پر نور کی ناگزیر مفارقت]جدائی [پر یہ ہجر کے ستائے ہوئے غم کے مارے ہوئے]غیرمقلدین [صبر و شکیبائی کے دامن پر ہاتھ مارتے ہیں اور اس دعائے خیر کے ساتھ اپنے آپ کو تسلی و تسکین دیتے ہیں کہ خداوند عالم جناب کی ذات با برکت کو بخیر و عافیت وطن مالوف پہچائے

☆ 07 نیز اس جگہ راز افزوں ترقی و اقبال پر فائز ہو کر اہل اسلام کے لئے بہبود اور نفع کا سر چشمہ بنیں اور برطانیہ کے تاج و تخت کو]جس کی نیابت سے جناب والا بہرہ مند ہیں [ترقی واستحکام عطاء فرما کر ملک کے لئے امن و برکت اور اہل اسلام کے لئے حمایت و حفاظت کا ذریعہ ثابت ہوں

ہم ہیں حضور کے وفادار جانثار حضور کی رعایا!!

▪ "مولوی سید نذیر حسین دہلوی "شیخ الکل فی الکل شمس العلماء وآیۃ من آیات اللہ

▪ ابو سعید محمد حسین بٹالوی وکیل اہلحدیث ہند

▪ مولوی احمد اللہ واعظ میونسپل کمشنر امرتسر

▪ مولوی قطب الدین پیشوائے اہلحدیث روپڑ

▪ مولوی حافظ عبداللہ غازی پوری

مولوی محمد سعید بنارس▪

مولوی محمد ابرہیم آره▪

مولوی سید نظام الدین پیشوائے اہلحدیث مدارس▪

اشاعت السنہ صفحہ 40 ، 42 ۔ جلد 11 شمارہ 2 نمبر

غیر مقلدین کے اکابرو اسلاف اور اس فرقہ کے ممتاز اور جید علماء کرام ، بلکہ ان کے مجددین کی طرف سے ملکہ وکٹوریہ ، سر ، چارلس ایچیسن اور لارڈ فرن کے حضور جو سپاس نامے اور ایڈریس پیش کئے گئے وہ ناظرین کرام کی نظروں سے گزر چکے ہیں ، ان سپاس ناموں میں غیرمقلدین کے مجدد اور اس طائفہ کے اسلاف و عظام نے شرم و حیا کی جس طرح مٹی پلید کی ہے غیرت دینی کا جس طرح قتل عام کیا ہے ، اسلامی جمعیت کو جس طرح کند چُھری سے ذبح کیا ہے ، دنیاوی اغراض و مقاصد اور جماعتی فوائد و منافع اور مراعات کے حصول کے لئے اپنے علم و فضل اور وقار کو جس طرح مجروح کیا ہے اسلامی تقاضوں کی پامالی کا ایک جانگداز منظر ہے ، دیکھئے کس عیاری اور کس فنکاری سے انگریز کی خوشامد اور چاپلوسی کی گئی ہے ، واقعی غیرمقلدین کے اکابر و اسلاف اس فن میں استاد تھے ۔ اس بارہ میں ان کی ذہانت و فطانت اور حذاقت و مہارت کی دانہ دینا یقیناً ظُلم کے قبیل سے ہے

!!کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے

ہر کسے رابہر کارے ساختند دیں میل اواندردلش انداختند

ظالم و کافر اور فاسق و فاجر حکومت کی مدح و ثناء اور تعریف و توصیف میں حد سے بڑھ جانا اور غلو کرنا ، اس کی ترقی و استحکام اور بقاء کے لئے دل کی گہراہیوں میں ڈوب ڈوب کر دعائیں کرنا ، اس کی مفارقت پر اندرونی درد و کرب ، باطنی غم و اندوہ اور قلبی رنج و ملال کے ہاتھوں مجبور ہو کر اشک حسرت کی ندیاں بہانا ایمانی جذبوں کی جان کنی کا ایک روح فرسا نظارہ

ہے ، انگریز کے فراق کے صدمہ سے نڈھال ہو کر اشک حسرت بہانے والے انگریز کی سلطنت کی ترقی و استحکام اور اس کی بلند اقبالی کے لئے دل کی گہرائیوں سے دعائیں کرنے والے اور اس کے ظل عاطفت اور سایہ شفقت کو اسلامی حکومت پر ترجیح دینے والے یہ حضرات کون تھے؟

یہ تھے غیرمقلدین کے ائمہ کرام اور ان کے عظیم و جلیل اکابر اسلاف جن کی شخصیتوں پر غیرمقلدین بڑا فخر کرتے اور اِتراتے ہیں اور جن کو غیرمقلدین علم و فضل کا کوہ ہمالیہ ، تقویٰ و تدین اور خلوص و للّٰہیت کا پیکر مُجسّم قرار دیتے ہیں اور جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ فرقہ غیرمقلدین میں ان حضرات کے بعد ان کے علم و فضل اور مرتبہ و مقام کے حامل افراد اشخاص پھر نہیں پیدا ہوئے ، جب غیرمقلدین کے مجددین کرام اور ائمہ عظام کے علم اور کردار اخلاق کا یہ عالم ہے تو ان کے اصاغر کے کردار و اخلاق کا کیا حال ہو گا

قیاس کن زگستان من بہار مرا

غیرمقلدین کے مجموعی کردار و عمل کی جھلکیاں پیش کرنے کے بعد احقر بٹالوی صاحب کے کردار و عمل کی مزید ایک دو *!!خصوصیات *ناظرین کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں

بٹالوی صاحب کا انگریز سرکار کی خدمت کے صلہ میں جاگیر سے سر فراز ہونا

میاں نذیر حسین دہلوی انگریز سرکار کی خدمات کے صلہ میں شمس العلماء کے خطاب سے نوازے گئے اور نواب صدیق حسن خان صاحب کو انگریز نے انکی وفاداری کے عوض پر گنہ "بیرسیہ "عطاء کیا اور جماعت اہلحدیث ہند کے وکیل اعظم بٹالوی صاحب کو ان کی جانثار اور نمک حلالی کی بناء پر جاگیر عطاء کی گئی

!!چنانچہ مشہور غیرمقلد عالم مولانا مسعود عالم ندوی لکھتے ہیں

معتبر اور ثقہ راویوں کا بیان ہے کہ اس کے معاوضہ میں]جہاد کی منسوخی پر رسالہ لکھنے کے عوض [سرکار انگریزی سے انہیں جاگیر ملی تھی اور رسالہ کا پہلا حصہ پیش نظر ہے پوری کتاب تحریف و تدلیس کا عجیب و غریب نمونہ ہے ۔ پہلی اسلامی تحریک صفحہ 29 نمبر

!!ایک دوسرے غیرمقلد عالم مولوی عبدالمجید سوہدری لکھتے ہیں

مولوی محمد حسین بٹالوی نے اشاعت السنہ کے ذریعہ اہلحدیث کی بہت خدمت کی اور لفظ وہابی آپ ہی کی کوششوں سے سرکاری دفاتر اور کاغذات سے منسوخ ہوا اور جماعت کو اہلحدیث کے نام سے موسوم کیا گیا ، آپ نے حکومت کی خدمت بھی کی اور انعام میں جاگیر بھی پائی ۔ سیرت ثنائی 372 صفحہ نمبر از مولوی عبدالمجید سوہدری

!!بٹالوی صاحب اور مرزا غلام احمد قادیانی

بٹالوی صاحب کو مرزا صاحب کے ساتھ بہت سی وجوہ سے مماثلت و مشابہت حاصل ہے ، مرزا صاحب بھی گور داس پور کے رہنے والے تھے ۔ بٹالوی صاحب بھی اسی ضلع کے باسی تھے ، پھر یہ دونوں ہم ضلع ہونے کے ساتھ ساتھ ہم تحصیل بھی تھے اس پر مستزاد دونوں ہم مکتب اور ہم استاد بھی تھے۔ مدت تک ہم مکتب رہے اور مدتوں ان کے درمیان خط وکتابت اور ، ملاقات و مراسلات کا سلسلہ جاری رہا

!!چنانچہ بٹالوی صاحب لکھتے ہیں

موصوف برائے احمدیہ "کے حالات و خیالات سے جس قدر ہم واقف ہیں ہمارے معاصرین میں سے ایسے کم واقف نکلیں" گے ۔ مؤلف ہمارے ہم وطن ہیں بلکہ اوائل عمر کے]جب ہم قُطبی و شرح مُلّا جامی پڑھتے تھے [ہمارے ہم مکتب تھے ۔ اس زمانہ سے آج تک ہم میں اِن میں خط و کتابت و ملاقات و مراسلات برابر جاری و ساری ہے ۔ اشاعت السنہ جلد 7 بحوالہ مجدد اعظم جلد 1 صفحہ 21 ، 22 نمبر

دونوں کے حالات و خیالات اور افکار و نظریات میں کافی حد تک اشتراک تھا ، دونوں کے مضامین و مقالات پڑھنے سے یوں لگتا ہے جیسے دونوں کی ذہنی ساخت اور دماغی بناوٹ ایک جیسی ہو اسی لئے یہ دونوں ایک دوسرے کے بے حد مداح اور معتقد تھے بالخصوص بٹالوی صاحب ، مرزا صاحب کے ابتداء میں بہت ہی زیادہ معتقد تھے

چنانچہ بٹالوی صاحب براہین احمدیہ پر ریویو کرتے ہوئے لکھتے ہیں ۔ اس کا مؤلف]مرزا غلام احمد قادیانی [اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے ۔ مجدد اعظم جلد 1 صفحہ 22 نمبر

دیکھئے بٹالوی صاحب نے کس قدر مرزا صاحب کو بانس پر چڑھایا اور سلف صالحین سے بڑھایا ہے اور بٹالوی صاحب مرزا صاحب کے اس قدر معتقد تھے کہ ان کے جوتے سیدھے کر نا اور ان کو اپنے ہاتھ سے وضو کرانا عین سعادت تصوّر کرتے تھے

خود مولوی محمد حسین بٹالوی باوجود اس قدر بڑا عالم اور محدث ہونے کے اس قدر آپ]مرزا قادیانی [کی عزت و احترام کرتا ” تھے کہ آپ کا جوتا اٹھا کر آپ کے سامنے سیدھا کرکے رکھ دیتا اور اپنے ہاتھ سے آپ کو وضو کرانا اپنی سعادت سمجھتا تھا ۔ مجدد اعظم صفحہ 22 نمبر

!!دو بچھڑے ہوئے دوستوں کا ملاپ

مرزا صاحب اور بٹالوی صاحب ہم ضلع ہم تحصیل ہم مکتب اور ہم استاد تھے، ذہناً و دماغاً ایک دوسرے سے قریب تھے ، دور ، طالب علمی میں ایک دوسرے کے جانثار اور فداکار تھے ، طبائع میں کافی مناسبت تھی ، خصوصیت میں کافی حد تک اشتراک تھا متوسطات کی تعلیم کے بعد مرزا صاحب سیالکوٹ میں ملازم ہوگئے اور بٹالوی صاحب علوم دینیہ کی تکمیل کے لئے شیخ الکل فی الکل شمس العلماء مولانا نذیر حسین صاحب دہلوی کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے ، علوم دینیہ کی تکمیل کے بعد لاہور چلے آئے اور چینیاں والی مسجد میں خطابت کے فرائض انجام دینے لگے اِسی دوران ایک مرتبہ بٹالہ گئے تو مرزا صاحب نے بٹالہ آکر اپنے

رفیق قدیم اور حبیب صمیم سے ملاقات کی ، مدت کے بچھڑے ہوئے اور فراق کے صدمات کے ستائے ہوئے دو دوست ہم آغوش ہوئے ۔ گلے شِکوے ہوئے اور آپس میں ان عاشقانہ فقرات کا تبادلہ ہوا

مرزا صاحب *:مدت سے آپ کی ملاقات کا اشتیاق تھا ، جب سُنا کہ آپ بٹالہ آتے ہیں تو جی چاہتا تھا کہ پَر لگا کر آجاؤں* اور آپ سے ملوں

بٹالوی صاحب *:میری آنکھیں بھی ہر وقت آپ کو ڈھونڈ رہی تھیں اور دل ملاقات کے لئے بے قرار تھا*

اس کے بعد مشورہ ہوتے ہیں اور آئندہ کے لئے پروگرام سوچے جارہے ہیں مرزا صاحب کہتے ہیں کہ میری خواہش ہے کہ ، قادیان چھوڑ کر کسی شہر میں قیام کروں ، بٹالوی صاحب جواب میں کہتے ہیں کہ میرے رائے میں بھی یہی قرین مُصلحت ہے جب اور جہاں کا قصد ہو مجھے اطلاح دینا

!!مرزا صاحب کا چینیاں والی مسجد میں قیام

کچھ عرصہ بعد مرزا صاحب لاہور کا قصد کرتے ہیں ، مرزا صاحب کے پرانے دوست ساتھی اور ہم سبق بٹالوی صاحب چینیاں ، والی مسجد کے خطیب ہیں ، مرزا صاحب ان سے ملتے ہیں اور انہی کے پاس مسجد چینیاں والی اور اقامت اختیار کرتے ہیں دونوں مل کر ایک پروگرام بناتے ہیں جس سے مقصد مرزا صاحب کی تشہیر ہے

چنانچہ بٹالوی صاحب کی صلاح اور صوابدید کے بمُوجب مرزا جی نے اپنے مشاغل سے دست بردار ہو کر اپنے مستقبل کے متعلق جو سلسلہ عمل تجویز کیا اس کی پہلی کڑی غیر مسلموں سے اُلجھ کر شہرت و نمود کی دنیا میں قدم رکھنا تھا

!!بٹالوی صاحب کا مرزا صاحب کو بام عروج پر پہنچانا

اب مرزا صاحب کا لاہور میں قیام ہے اور مولانا بٹالوی ان کے مشیر خاص بلکہ مرید بالاختصاص ہیں]نورالدین بھیری والا کردار [ادا کررہے ہیں

، شب و روز مرزا صاحب کی لیاقت و قابلیت اور بزرگی کا پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے ، منشی الہی بخش اکاؤنٹنٹ ، بابو عبدالحق اکاؤنٹنٹ حافظ محمد یوسف اور لاہور کے تمام دوسرے اہلحدیث]غیرمقلد [اکابر و معززین ، معاونین کے زمرہ میں ہیں ، مشورے ہوتے ہیں طرح طرح کی تدبیریں جن سے مرزا صاحب آسمان شہرت پر آفتاب بن کر چمکی زیر غور ہیں ، چند روز بعد آریوں سے چھیڑ چھاڑ شروع کردی گئی ہے اور کبھی عیسائیوں کے مقابلہ میں "اہل من مبارز "کا نعرہ لگایا جاتا

لاہور میں ہر طرف مرزا غلام احمد کا چرچا ہے ، کہیں مناظرہ کا تذکرہ ، کہیں حمایت اسلام کا اظہار ، کہیں زہد و تقویٰ کا افسانہ غرض ہر جگہ مرزا صاحب ہی کا ذکر خیر ہے، بٹالوی صاحب اور دوسرے غیرمقلد معززین جہاں جاتے ہیں ان کی مدح و ، توصیف کے پھول برساتے ہیں ۔ رئیس قادیان صفحہ 39 نمبر

بٹالوی صاحب نے مرزا صاحب میں نہ جانے کیا اوصاف و کمالات دیکھے کہ ان کے اس قدر شفتہ و فریفتہ ، مجنون و مفتون اور دیوانے و پروانے بنے کہ ان کی جوتیاں سیدھی کرنا اپنے لئے باعث سعادت اور مؤجب افتخار تصور کرتے اور دن رات ، شب و روز ان کے فضائل و مناقب کے گیت گاتے ، ان کی قابلیت و لیاقت کے نغمے الاپتے ، ان کی ذہانت و فطانت کی قصیدہ خوانی کرتے ، ان کی عبادت و ریاضت کے افسانے گھڑتے اور پھیلاتے ، ان کے زاہد و تقویٰ کی خود ساختہ کہانیاں نشر کرتے اور ان پر اپنی عقیدت کے پھول نچھاور کرتے ، ان کی مدح و ثنا میں زمزمہ سراہتے

حلانکہ مرزا صاحب کی تعلیم ادھوری رہ گئی تھی، انہیں کسی بھی فن میں کامل دستگاہ حاصل نہ تھی خصوصاً علم تفسیر و حدیث اور علم فقہ و کلام میں بہت تھوڑا ادراک تھا ، دوسرے انہوں نے جتنا کچھ پڑھا وہ بھی بالاہتمام کی مُستند اسلامی درسگاہ میں نہ پڑھا تھا ، اس لئے مرزا صاحب صحیح اسلامی تعلیمات سے محروم اور مذہبی معلومات سے بے بہرہ تھے

نیم مُلّا ہونے کے ساتھ ساتھ مرزا صاحب مخبوط الحواس اور مجذوب صفت بھی تھے جیسا کہ ان کی زندگی کے بعض و اقعات]کھانڈ کے بجائے نمک کا پھانکنا ، جیبوں میں گڑ کی بجائے استنجے کے ڈھیلے بھر لینا ، راکھ کے ساتھ روٹی کھانا وغیرہ وغیرہ [اس پر شاہد عدل ہیں ۔ اس پر مستزاد یہ کہ مرزا صاحب بحث و مباحثہ کے مرد میدان نہیں تھے ، خیالی گھوڑے تو وہ بہت دوڑا لیتے تھے ، لیکن تقریری مناظرہ میں بہت جلد دم توڑ دیتے تھے وہ کسی مناظرہ سے فاتحانہ باہر نہیں نکلے ، پھر بحث و مباحثہ سے مرزا صاحب کی حقیقی غرض نام و نمود اور شہرت طلبی تھی، اس لئے آریوں کی ہر شرط و مطالبہ کو بطائف الحیل ٹال جاتے اور اپنی طرف سے ایسی ناقابل قبول شرطیں پیش کر دیتے تھے کہ مناظرہ کی نوبت ہی نہ آتی تھی

بٹالوی صاحب ، مرزا صاحب کے بچپن کے ساتھی اور ہم درس تھے ، اس لئے وہ مرزا صاحب کے حالات و خیالات ، افکارو نظریات ، سیرت و کردار ، ذہانت و فطانت ، لیاقت و قابلیت اور مناظرانہ استعداد اور علم و عقل کی خامیوں سے بخوبی واقف تھے ، مرزا صاحب کی لیاقت و قابلیت ، حالات و خیالات اور ان کی علمی و عقلی خامیوں سے پوری طرح واقف ہونے کے باوجود ا ور خود کامل الاستعداد وسیع النظر عالم اور غیرمقلدین کے وکیل اعظم ہونے کے باصوف ، بٹالوی صاحب کو مرزا صاحب کی جوتیوں میں نہ جانے کیا ملتا تھا ، ان کی مدح و ثناء سے نہ معلوم ان کو کیا حاصل ہوتا تھا کہ رات دن ان کی تعریف و توصیف میں رُطبُ اللِسان رہتے ۔ جس طرح ان لوگوں کی پست فطرتی اور بیمار ذہنیت قابل صد تعجب ہے جنہوں نے ایسے ماؤف الدماغ اور مضبوط الحواس شخص کو اپنا مجدّد اور نبی مانا اسی طرح بٹالوی صاحب کی ذہانیت و فطانت پر ماتم کرنے کو جی چاہتا ہے ، جنہوں نے ایسے فاتر العقل اور مجذوب صفت شخص کو مسلمانوں کی طرف سے عیسائیوں اور آریوں سے مناظرے اور ، مباحثے کے لئے چُنا اور منتخب کیا اور مسلمانوں کے مناظر اعظم کی حیثیت سے اس کی تشہیر میں کوئی دقیقہ فروگذشت نہ کیا زبان و دہان اور قلم و بیان کو ان کی تعریف کے لئے وقف کر دیا ، ان کی علمیت و لیاقت اور ریاضت و عبادت کا ڈھول اس قدر پیٹا کہ بہت سے مسلمان مرزا صاحب کے دام تزویز میں پھنس گئے ، مرزا صاحب کی عقیدت کے دریا میں غوطہ زن ہو کر ان کو نبی مانتے گئے اور ساری عمر ارتِداد کے خار زاروں میں بھٹکتے رہے اور اسی حالت میں جہنم واصل ہوئے ، بٹالوی صاحب نے ایک دفعہ اپنے احباب کے سامنے عالم برافرد خنگی میں کہا کہ میں نے ہی اس شخص کو بلند کیا تھا اور اب میں ہی گراؤں گا ۔ تحفہ گولڑویہ صفحہ 9 نمبر

اس میں شک نہیں کہ بٹالوی صاحب کے پروپیگنڈے نے ہی مرزا صاحب کو آسمان شہرت پر بٹھایا تھا لیکن]بقول مولانا دلاوری [مولانا بٹالوی کی یہ توقع بے جا تھی کہ وہ اس کو سُرنگوں بھی کر سکیں گے کیونکہ جن لوگوں کے مرزائی ہوجانے سے مرزا صاحب کو دنیاوی وجاہت حاصل ہوئی وہ مولوی صاحب ہی کی زبانِ قلم سے مرزا صاحب کی تعریف سُن کر مرزا صاحب کے حلقہ بگوش ہوئے تھے اور قاعدہ کی بات ہے کہ مرید پیر سے انتہا درجہ کی شگفتگی اور حُسنِ اعتقاد رکھتا ہے پس یہ موہوم امر تھا کہ مرزائی ہو جانے کے بعد یہ لوگ قادیانی کے دام تزویز سے نکل جاتے ۔ رئیس قادیان صفحہ 31 نمبر

!!ایک اہم خصوصیت میں اشتراک

مرزا صاحب اور بٹالوی صاحب میں دوسرے بہت سے مشترکہ اوصاف و خصوصیات کے علاوہ ایک بڑی اور اہم مشترکہ خصوصیت یہ تھی کہ دونوں نے انگریز کی وفاداری، نمک حلالی اور جانثاری کے سلسلہ میں فقید المثال اور عدیم النظیر خدمات انجام دیں اور اس بارے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی بھرپور کوشش کی ، اس سلسلہ میں بٹالوی صاحب اپنے اعتراض و اقرار کے مطابق مرزا غلام احمد قادیانی سے گویا سبقت لے گئے

مرزا صاحب نے سلطنت انگریزی کی تائید و حمایت ، اس کی اطاعت و وفاداری اور ممانعت جہاد پر جو لٹریچر لکھا ، اس کی تفصیل مرزا صاحب کے قلم سے ملاحظہ فرمایئے

!!مرزا صاحب لکھتے ہیں

☆ 01 سوال ۔ بعض احمق اور ناداں سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں ۔ سو یاد رہے کہ یہ سوال کرنا ان کی نہایت حماقت ہے کیونکہ جس کے احسانات کا شکر کرنا عین واجب اور فرض ہے اس سے جہاد کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے ۔ شہادت القرآن صفحہ 3 نمبر

☆ 02 ۔ ہر ایک شخص جو میری بیعت کرتا ہے اور مجھ کو مسیح موعود مانتا ہے اسی روز سے اس کو یہ عقیدہ رکھنا پڑتا ہے کہ اس زمانہ میں جہاد قطعاً حرام ہے ، میں ایک حکم لے کر آپ لوگوں کے پاس آیا ہوں وہ یہ کہ اب سے تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے ۔ ضمیمہ رسالہ جہاد جلد 7 صفحہ 14

☆ 03 ۔ میں سولہ برس سے برابر اپنی تالیفات میں زور دے رہا ہوں کہ مسلمانان ہند پر اطاعت گورنمنٹ فرض اور جہاد حرام ہے ۔ تبلیغی رسالت جلد 3 صفحہ 197 نمبر

☆ 04 ۔ آج سے دین کے لئے لڑنا حرام کیا گیا ، اب اس کے بعد جو دین کے لئے تلوار اٹھاتا ہے اور غازی نام رکھ کر کافروں کو قتل کرتا ہے وہ خدا اور اس کے رسول کا نافرمان ہے ۔ تبلیغی رسالت جلد 9 صفحہ 36 نمبر

☆ 05 ۔ اس فرقہ میں تلوار کا جہاد بالکل نہیں اور نہ اس کی انتظار ہے ۔ تریاق القلوب صفحہ 332 نمبر

☆ 06 ،۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے کیونکہ مجھے مہدی اور مسیح مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے ۔ تبلیغی رسالت جلد 9 صفحہ 17 نمبر

☆ 07 ۔ میری عمر کا اکثر حصہ سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے، میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہارات شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکی ہیں ۔ تریاق القلوب صفحہ 25 نمبر

!!مرزا صاحب کی مذکورہ بالا عبارات سے ثابت ہوا کہ

۔ مرزا صاحب کی عمر کا اکثر حصہ سلطنت انگریزی کی تائید و حمایت میں گزرا 01 ☆

۔ مرزا صاحب کے نزدیک انگریز سے جہاد کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے 02 ☆

۔ انگریز سے جہاد کرنے والا خدا اور رسول کا نافرمان ہے 03 ☆

۔ مرزا صاحب نے ممانعت جہاد اور انگریزی حکومت کی اطاعت و وفاداری کے سلسلہ میں اس قدر کتابیں لکھیں اور 04 ☆ اشتہارات شائع کئے ہیں کہ ان سے پچاس الماریاں بھر سکتی ہیں

لیکن ناظرین کرام *!!آپ محو حیرت اور غرق استعجاب ہوں گے ، جب ملاحظہ فرمائیں گے کہ مرزا صاحب پچاس الماریاں* لکھنے کے باوجود بٹالوی صاحب سے سبقت نہیں لے جاسکے ، بٹالوی صاحب نے انگریز کی اطاعت اور جہاد کی منسوخی پر جو رسالہ سپرد قلم کیا ہے وہ ان کے اپنے اعتراف و اقرار کے بمؤجب اس قدر زور دار اور وزنی ہے اور ایسی امتیازی خصوصیات کا حامل ہے کہ اپنی قدر و قیمت کے لحاظ سے اس کو مرزا صاحب کی پچاس الماریوں پر تفوق و برتری حاصل ہے

!!چنانچہ بٹالوی صاحب لکھتے ہیں

اگرچہ اس مضمون منسوخی جہاد کے رسائل گورنمنٹ کے اور بہی خواہوں ۔ مرزا غلام احمد قادیانی وغیرہ نے بھی لکھے ہیں لیکن جو ایک خصوصیت اس رسالہ میں ہے وہ آج تک کسی اور تالیف میں نہیں پائی گئی ۔ اشاعت السنہ 261 ، 262 ۔ شمارہ 9 جلد 8

یعنی انگریز سے وفاداری و جانثاری کے اظہار اور اس کی خواہشات کی تکمیل کے سلسلہ میں مرزا صاحب اور بٹالوی صاحب میں مسابقت جاری تھی ، یہ دونوں اس بارے میں ایک دوسرے سے بازی لے جانا چاہتے تھے ، ان میں ہر ایک کی قلبی تمنا اور

دلی خواہش تھی کہ وہ اس سلسلہ میں انگریز کی زیادہ سے زیادہ خدمات سر انجام دے کر اس کی زیادہ سے زیادہ عنایات و نوازشات اور مراحم خسر وانہ کا مستحق قرار پائے

بٹالوی صاحب چونکہ اس فن میں زیادہ ماہر تھے اور اس کے ساتھ ساتھ نہایت شاطر اور گھاگھ بھی تھے اور اس بارے میں خاص قسم کی ذہانت و فطانت کے مالک تھے، بناء برس انہوں نے انگریز کی خوشامد و چاپلوسی، تملق و کاسہ لیسی اور اظہار و فاداری و نمک حلالی کے سلسلہ میں ایسی فقید المثال خدمات سرانجام دیں جہاد کی منسوخی پر ایسے دلکش براہین اور دلربا دلائل تراشے اور اپنے دور کے اکابر غیرمقلد علماء سے توفیق آراء حاصل کرنے کے لئے ایسی کوششیں اور کاوشیں بروئے کار لائے اور ایسی سرگرمی عرق ریزی اور جانکاہی سے کام لیا کہ مرزا صآحب ان کی بلند پروازی اور برق رفتاری میں ان کا ساتھ نہ دے سکے

اور مرزا صاحب اپنی کتابوں کی کثرت ، رسائل کی فراوانی اور اشتہارات کی بُہتات کے باوجود ان سے نہ بڑھ سکے ، بلکہ اس میدان میں ان کی گرپا کو بھی نہ پہنچ سکے ان سے شکست فاش کھا گئے

غیرمقلدین کے وکیل اعظم کا مقابلہ کرنا کوئی آسان کام تو نہ تھا ، بٹالوی صاحب اس میدان کے بانکے شاہ سوار تھے اور ایسے داؤ پیچ جانتے تھے کہ وہ مرزا صاحب کے تصور سے بھی بالاتر تھے

لنگڑا بیل ، برق رفتار گھوڑے کا کیسے اور کیونکر مقابلہ کر سکتا ہے

!! ناظرین کرام

آپ اس کتاب میں غیرمقلدین کے نو مولود نوخیز ہونے کے دلائل و براہین پڑھ چلے ، نیز درج ذیل حقائق و واقعات کی تفاصیل و جزئیات معلوم کر چکے ہیں ۔ اب ان کا اجمالی خاکہ ایک دفعہ پھر پڑھیئے

☆ 01 جنگ آزادی 1857ء میں غیر مقلدین کا حصہ نہ لینا ، اس کو ہلڑ سے تعبیر کرنا ، ایک زخمی میم کو عین جنگ سے اٹھوا کر لانا ، اس کا علاج معالجہ کرانا ، پھر اس کو انگریزی کیمپ میں پہنچاکر تیرہ صد روپیہ نقد وفاداری کے سرٹیفکیٹ اور شمسُ العلماء کا خطاب حاصل کرنا ۔

☆ 02 میاں صاحب کے زمانہ میں غیر مقلدین کے گھناؤنے کردار کے چند شرم ناک اور حیا سوز واقعات ۔

☆ 03 نواب صاحب کا انگریز کی اطاعت کو سب فرائض و واجبات سے بڑا اور اہم فرض قرار دینا ۔ مجاہدین 1857ء کو غدار ، شریر ، فتنہ پرور ، ظالم اور غاصب جیسے برے القاب سے یاد کرنا ، مجاہدین ہزارہ پر سب و شتم کی بوچھاڑ کرنا

☆ 04 بٹالوی صاحب کا جہاد کی منسوخی پر رسالہ لکھنا اور اس دور کے اکابر غیر مقلد علماء کا اور نواب صاحب کا اس کی پُر زور تائید کرنا ۔

☆ 05 غیر مقلدین کے اکابرو اسلاف کا متعد و نازک مقامات و موقع میں انگریز سے اپنی وفاداری ، جانثاری اور نمک حلالی کا ثبوت دینا ۔

☆ 06 ان خدمات کے صلہ میں اپنے لئے اہلحدیث کے نام کی الاٹمنٹ کی درخواست کرنا اور انگریز سرکار اس درخواست کو نہایت خوشی سے قبول کرکے غیر مقلدین کی قلبی خواہش کو پورا کرنا ۔

☆ 07 ملکہ وکٹوریہ کے جشنِ جُوبلی کے موقعہ پر اکابر غیر مقلدین کا ملکہ وکٹوریہ کہ حضور تملق و چاپلوسی کا مرقع سپاسنامہ پیش کرنا ۔

۔ بٹالوی صاحب کا انگریز سرکار کی عظیم الشان خدمات کے صلہ میں جاگیر سے سرفراز ہونا 08 ☆

۔ بٹالوی اور مرزا صاحب کا ایک دوسرے سے انگریز کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے مسابقت کرنا 09 ☆

۔ مرزا صاحب اور بٹالوی صاحب کا اہم خصوصیات میں اشتراک اور ان کے ذوق کا ہم رنگ و ہم آہنگ ہونا 10 ☆

!! ناظرین کرام

ان حقائق و واقعات کی تفصیلات آپ سابقہ اور اق و صفحات میں پڑھ چکے ہیں ۔ ان کی تفصیلات کی طرف اوپر اجمالی اشارات کر دیئے گئے ہیں آپ سابقہ اور اق میں ان تفصیلات و جزئیات کو ایک بار پھر پڑھ کر ذہن میں مستحضر کیجئے اور پھر فیصلہ کیجئے اور خدا لگتی کہیے کہ کیا وہ جماعت ، جس کے بانی اور مؤسس ایسے گھناؤنے کردار اور گھٹیا ذہن کے مالک ہوں کہ جن کی ساری زندگی انگریز پرستی اور اسلام دشمنی میں گزری ہو ، جن کی زندگی کا مشن اور نصب العین ہی انگریز کی وفاداری اور جانثاری ہو جو انگریز سرکار کے مقاصد کی تکمیل میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے ہوں ، محبّ وطن اور ملک و ملت کی غم خوار وار بہی خواہ ہو سکتی ہے؟ کیا ایسی جماعت صحیح اسلام کی علم بردار ہو سکتی ہے؟ نہیں اور یقیناً نہیں

غیر مقلدوں کے بانیوں ، مؤسسوں ، مجددوں اور اکابر و اسلاف کے کردار کے آئینہ میں ان کے اسلاف کے کردار کی جھلکیاں دیکھی جاسکتی ہیں ، جب ان کے اکابر کے کردار کا یہ حال ہے تو ان کے اصاغر کے کردار کا اندازہ ناظرین کرام بخوبی لگا سکتے ہیں

"قیاس کن زگلستان من بہار مرا"

باب دوم

علماء اہل سنت والجماعت پر انگریز نوازی کے الزامات کے مسکت جوابات

!!.. قارئین کرام

پہلے باب میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ غیر مقلدین کے انگریز کے ساتھ کتنے گہرے تعلقات تھے اور جب مسلمانوں نے انگریز کے خلاف جہاد کیا اس وقت بھی غیرمقلدین انگریز کا ساتھ دیتے رہے

ان تاریخی حقائق کو چُھپانے کے لئے غیرمقلدین نے ایک پروپیگنڈہ بنایا کہ جن علماء نے اس وقت انگریز کے خلاف کام کیا تھا انہی کو دھوکے سے انگریز کا ایجنٹ ثابت کیا جائے ۔ ایک تو لوگ ہماری]غیرمقلدین کی [ذِلّت کو بھی بُھول جائے گے اور ساتھ ہی علماء اہل سُنّت کو بھی بدنام کرے گے ۔ ایک تیر سے دو شکار کرنے کا پروپیگنڈہ بنایا گیا ، اسی پروپیگنڈے کی ایک مثال کشمیر سے سلفی ریسرچ سینٹر کا شائع شدہ رسالہ بنام "کون تھا انگریز کا ایجنٹ "ہے

پر باطل شاید یہ بُھول گیا کہ علماء اہل سنت و الجماعت کے روحانی بیٹے ابھی زندہ ہے تمہاری دجّالیت کو واضح کرنے کے لیے ۔ اب ہم اس رسالے]*کون تھا انگریز کا ایجنٹ *[کا جائزہ لیتے ہیں

اور غیرمقلدین کے اکاذیب کو آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں ، آپ خود اندازہ لگائے کہ یہ لوگ لعنت کے مستحق ہیں کہ نہیں

!!گھر کی گواہی

غیر مقلدین کو خود اس بات کا اعتراف ہے کہ علمائے دیوبند نے انگریز کے خلاف جہاد کیا اور انگریز کی مخالفت کی چنانچہ محمد اسحاق بھٹی صاحب لکھتے ہیں کہ " :تھانہ بھون کی مجلس مشاورت کے بعد ان حضرات ، علماء و مجاہدین نے حاجی امداد اللہ ، صاحب کو امیرِ جہاد مقرر کیا اور شاملی "ضلع مظفر نگر "میں انگریزوں کے خلاف میدانِ جہاد میں اُترے ۔ حافظ ضامن مولانا رشید احمد گنگوہی ، مولانا قاسم نانوتوی اور مولانا محمد منیر نانوتوی نے خوب دادِ شُجاعت دی ، اس سے کچھ عرصہ بعد حالات نے انگریزوں کے حق میں پلٹا کھایا تو انہوں نے مسلمانوں سے انتقام لیا ...مولانا محمد قاسم نانوتوی کے وارنٹ گرفتاری جاری ہوئے ۔ فقہائے پاک و ہند جلد 3 صفحہ 243 نمبر

" *اس پر مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں الفتحیہ میں شائع شدہ مضامین بنام "اہل حدیث کا علمائے دیوبند کو خراج تحسین*

لطیفہ : *رسالے کے آغاز میں ہی اوپر ایک شعر لکھا ہے جو کہ یوں ہے*

مجھ پے ظاہر ہے تمہارا باطن

منہ نہ کھلواؤں میں وہابی ہوں

کون تھا انگریز کا ایجنٹ صفحہ 2 نمبر

دعویٰ کیا ہے کہ ہم تمہارے تبصرہ *:اس کے پہلے شعر میں یہ کیا باطن سے باخبر ہے .اب ہمارا سوال ہے کہ آیا یہ علم* غیب ہے یا کشف؟

دوسری بات یہ ہے کہ دوسرے شعر میں خود کو وہابی لکھا گیا ہے یعنی انہوں نے تسلیم کر لیا کہ یہ لوگ وہابی ہے .اب آئے دیکھتے ہیں کہ ان کے عالم عبد المجید سوہدروی وہابی لفظ کے متعلق کیا لکھتے ہیں ۔ فرماتے ہیں کہ :وہابی کا لفظ انگریز کا ایجاد کردہ ہے ۔ انگریز اور وہابی صفحہ 8 نمبر

خود کو وہابی لکھ کر انہوں نے خود ہی اپنے آپ کو انگریز کی پیداوار ثابت کر دیا

ابھی تو آغاز سفر ہے روتا ہے کیا

آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

!!ایک ممکنانہ تاویل کا ازالہ

ہوسکتا ہے کوئی اس حوالے کے جواب سے عاری ہو کر یہ کہہ دے کہ یہ ہمارا عالم نہیں اور ہم اپنے علماء کے مقلد نہیں تو :اس تاویل کا جواب درج ذیل ہیں

: پہلی بات یہ کہ عبد المجید سوہدروی غیر مقلدین کے اکابرین میں شمار ہوتے ہیں جیسا کہ محمد اسحاق بھٹی غیر مقلد لکھتے ہے کہ مولانا عبد المجید سوہدروی جو مسلک اہل حدیث کے معروف عالم بزمِ صفحہ نمبر 403)اور مقرر تھے (ارجمنداں

دوسری بات یہ کہ غیرمقلدین کا یہ کہنا کہ ہم اپنے علماء کی بات نہیں مانتے انکے اپنے ہی دعوے کے خلاف ہے کیونکہ انہوں نے دعویٰ کر رکھا ہے کہ ہم اہل حدیث جو بھی کہتے اور کرتے ہیں سب احادیث کی بنیاد پر کہتے اور کرتے ہیں جیسا کہ میر ابراہیم سیالکوٹی غیرمقلد لکھتے ہیں کہ :اہل حدیث جو کچھ کرتے اور جو کچھ کہتے ہیں سب حدیث رسول ﷺ کی بناء پر کرتے اور کہتے ہیں ۔ اپنی رائے محض سے نہ کچھ کہتے ہیں اور نہ اس پر عمل کرتے ہیں ۔ واضح البیان صفحہ 560 نمبر

غیرمقلدین کو مذکورہ بالا دعوے کی بناء پر اپنے علماء کی باتوں کو احادیث سے ماخوذ سمجھ کر مان لینا چاہیے ، نیز اگر مان نہیں سکتے فتوی لگا سکتے ہیں ۔ جو شخص بہشتی زیور ، فضائل اعمال وغیرہ پر تو فتویٰ لگا سکتا ہے تو اپنے عالم پر بھی لگا لے تو کیا حرج ہے؟

قارئین اب آئے ایک ایک کرکے ان کے دھوکے ملاحظہ فرمائیں

دھوکہ نمبر *1*

لکھتے ہیں کہ :آل دیوبند میں اکثریت کی یہ عادت ہے کہ جب ان کے کسی غلط مسئلے کی نشاندہی کی جاتی ہے تو اہل حدیث یعنی اہل سنت کو غیر مقلد کہہ کر کہتے ہیں کہ انگریز کے دور سے پہلے کوئی غیر مقلد دنیا میں موجود نہیں تھا تو اس کے لئے عرض ہے کہ آل دیوبند کا یہ جھوٹ ہے اور اس کا رد خود انکی اپنی کتابوں سے ہی ثابت ہے ۔ طحاوی حنفی متوفی 1231ھ نے ائمہ اربعہ کے بارے میں لکھا ہے کہ ، وَھُم غیر مُقَلِّدِین ۔ اور وہ غیر مقلد تھے ، حاشیہ الطحطاوی علی الدر المختار جلد 1 صفحہ 51 نمبر

، اشرف علی تھانوی دیوبندی نے لکھا ہے :کیونکہ امام اعظمؒ کا غیرمقلد ہونا یقینی ہے ۔ مجالس حکیم الامت صفحہ 345 نمبر ملفوظات تھانوی حصہ 24 صفحہ 332

امین اوکاڑوی دیوبندی نے علامہ ابن حزمؒ کو غیرمقلد کہا ہے دیکھئے ۔ تجلیات صفدر جلد 2 صفحہ 595 ، 596

سرفراز صفدر دیوبندی نے بھی لکھا ہے :مشہور محدث ابن حزمؒ غیر مقلد اس حدیث کی تصحیح کرتے ہیں ۔ الکلام المفید صفحہ 80 نمبر

تنبیہ *:بریکٹوں میں غیر مقلد کا لفظ خود سرفراز صاحب نے ہی لکھا ہے*

جبکہ امین اوکاڑوی نے ابن حزمؒ کو اہل سنت تسلیم کرتے ہوئے انکی وفات 459ھ لکھی ہے دیکھئے تجلیات صفدر جلد 2 صفحہ نمبر 109

امین اوکاڑوی دیوبندی نے لکھا ہے :19 ستمبر 1857ء ۔ کو انگریز دہلی پر قابض ہوا ۔ تجلیات صفدر جلد 6 صفحہ 503 نمبر

مدرسہ "دار العلوم "دیوبند بھی انگریز کے دور میں بنایا گیا .چنانچہ امین اوکاڑوی دیوبندی نے لکھا ہے " :اور دار العلوم دیوبند کی بنیاد 15 محرم 1253ھ بمطابق 1867ء کو ....رکھی گئی ۔ تجلیات صفدر جلد 6 صفحہ 541 نمبر ، نیز دیکھئے باب جنت صفحہ نمبر از سرفراز صفدر دیوبندی 32

اور یہ عین انگریزی دور تھا جیسا کہ خود اوکاڑوی نے لکھا ہے کہ 1857ء کو انگریز دہلی پر قابض ہوا ، یعنی انگریزی دور حکومت کے دس سال بعد "دار العلوم "دیوبند کی بنیاد رکھی گئی

محمد ظفر الدین "مفتی دار العلوم "دیوبند نے لکھا ہے" :دار العلوم "دیوبند انگریزی دور حکومت کا سب سے پہلا اسلامی مدرسہ ہے ۔ اشرف الجواب صفحہ 7 نمبر کتب خانہ نعیمیہ دیوبند 2004ء ۔ کون تھا انگریز کا ایجنٹ صفحہ 2 ، 3 نمبر

!!تبصرہ

ان حوالہ جات سے غیر مقلدین دو باتیں ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں

نمبر ایک *:یہ کہ اگر غیر مقلدین انگریز کی پیداوار ہے تو احناف نے ائمہ اربعہؒ اور ابن حزمؒ کو بھی غیر مقلد لکھا ہے تو کیا* وہ سب بھی انگریز کی پیداوار ہے اگر نہیں تو ہم غیر مقلدین کیوں؟

نمبر دو *:یہ کہ دارالعلوم دیوبند انگریز کے دور حکومت میں بنایا گیا جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دیوبندی انگریز کے خیر* خواہ تھے

:اب آئے نمبر وار انکا جواب ملاحظہ فرمائیں

نمبر ایک کا جواب *:اصل میں غیر مقلدین کو ہماری عبارات سمجھ ہی نہیں آتی ہے کیونکہ وہ لاعلم جو ٹھہرے اور ہماری کُتب* علم کا خزانہ ہے ایسے میں انہیں پریشانی ہوتی ہے اور خواہ مخواہ اعتراض کرتے ہیں ۔ *اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے ایک غیر مقلد عالم لکھتا ہے کہ *:اہل حدیث یعنی غیر مقلد لایجتہد ولایقلد ۔ ناقل ۔ کا مزاج کچھ ایسا ہوتا ہے کہ ان سے تعلق رکھنے والوں کے نزدیک عام و عظون کی باتیں زیادہ مرغوب ہوتی ہیں علمی اور گہری باتیں ان کے لئے بسا اوقات پریشانی کا باعث :بن جاتی ہیں ، قافلہ حدیث صفحہ 80 نمبر ۔ اسلئے ہم اسے تھوڑا آسان کرکے لکھتے ہیں

، آدمی غیر مقلد دو ہی طرح کہلایا جاسکتا ہے ایک جب وہ کسی کی تقلید نہ کرتا ہو کیونکہ خود اجتہاد کا اہل ہو جیسے امام ابو حنیفہؒ امام شافعیؒ ، امام مالکؒ ، امام احمدؒ وغیرہ مجتہدین ہیں دوسرا جب آدمی نہ کسی مجتہد کی تقلید کرے نہ ہی خود اجتہاد کی اہلیت رکھتا ہو جیسے آج کل کا ایک فرقہ جس نے انگریز سے اپنا نام اہل حدیث الاٹ کروالیا ہے نہ خود اجتہاد کی اہلیت رکھتا ہے نہ ہی کسی مجتہد کی تقلید کرتا ہے ۔ انگریز کے دور میں ایک ایسا فرقہ وجود میں آیا جو نہ تو اجتہاد جانتا تھا نہ کسی مجتہد کی تقلید کرتا غیر مقلد "کے نام سے مشہور ہوا"

: دار العلوم دیوبند کی ویب سائٹ ۔ دار الافتاء ۔ پر سوال نمبر 61356 کے تحت اس وسوسے کا جواب یوں دیا گیا ہے
جواب #61356

عقائد و ایمانیات - تقلید ائمہ و مسالک

کیا امام ابو حنیفہؒ غیر مقلد تھے؟ *جبکہ ہمارے ہاں تو غیر مقلد خبیث اور شیطان لوگوں کو کہا جاتاہے؟ اور امام صاحبؒ کی* فقہ سے پہلے کیا سب تابعین و صحابہ کرام سب غیر مقلد تھے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت امام ابو حنیفہؒ مُجتہد تھے ، آج کل کے غیرمقلدین کی طرح ہر گز غیرمقلد نہیں تھے ، آج کل جو غیرمقلد پائے جاتے ہیں ، وہ اجماع اور قیاس کی حُجّیت کے منکر ہیں ، تقلید کو بغیر کسی دلیل کے شرک کہتے ہیں ، ائمہ مُجتہدین پر سب و شتم کرتے ہیں ، احکام میں درجہ بندی کا انکار کرتے ہیں اور اختلافی مسائل میں اپنے مؤقف کو حق اور دوسروں کے مؤقف کو غلط و باطل قرار دیتے ہیں ، جب کہ دوسری طرف بھی دلائل پائے جاتے ہیں وغیرہ وغیرہ :اس لیے یہ غیرمقلدین گمراہ اور اہل السنۃ والجماعۃ سے خارج ہیں اور اہل حق کی تغلیظ کرکے امت میں انتشار و خلفشار پیدا کرنے والے ہیں اور آئے دن ناخواندہ سیدھی سادھی عوام کو اختلافی مسائل میں پریشان کرتے رہتے ہیں :اس لیے عوام کو موجودہ دور کے غیرمقلدین سے بہت زیادہ بچنے اور دور رہنے کی تاکید کی جاتی ہے تاکہ وہ بھولی بھالی عوام کو عقائد اور اعمال کے سلسلہ میں شکوک وشبہات میں مبتلا نہ کرنے پائیں ، مزید تفصیل کے لیے ۔ الکلام المفید فی اثبات التقلید مصنف :حضرت مولانا سرفراز خان صفدرؒ کی کتاب کا مطالعہ فرمائیں ، اس میں آپ کو دوسرے جزو کے متعلق بھی تفصیلات مل جائیں گی ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

دارالافتاء ، دارالعلوم دیوبند

http://www.darulifta-deoband.com/home/ur/Taqleed--Fighi-Schools/61356

اس تفصیل کے بعد آپ سمجھ گئے ہونگے کہ غیرمقلدین نے کس طرح سے دھوکہ دیا ہے

ایک اور دھوکہ

غیر مقلدین نے ایک اور دھوکہ یہ دیا ہے کہ مولانا اشرف علی تھانویؒ کی عبارت ادھوری نقل کی ہے آئے ہم آپ کو وہ پوری عبارت دکھاتے ہیں ۔ ایک تو غیر مقلدین کی خیانت بھی واضح ہوجائے گی اور ساتھ ہی اس وسوسے کا بھی ازالہ اس عبارت میں موجود ہے ۔ اسی لئے تو نقل نہیں کی ان دھوکے بازوں نے

مولانا اشرف علی تھانویؒ لکھتے ہیں کہ *:غیرمقلدین کہتے ہیں کہ ہمیں ان سے نفرت ہے بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ ہم* خود ایک غیرمقلد کے معتقد اور مقلد ہیں کیونکہ امام اعظم ابو حنیفہؒ کا غیرمقلد ہونا یقینی ہے انکی تقلید بوجہ خود مجتہد عالم ماہر ہونے کے جائز تھی ۔ اب جاہل لوگ یا معمولی عربی جاننے والے اپنے آپ کو ابو حنیفہؒ پر قیاس کرکے تقلید نہ کریں تو یہ ان کی غلطی ہے ۔ مجالیس الحکیمُ الاُمَّت صفحہ 345 ۔ 346 نمبر

لہٰذا ثابت ہوا کہ آئمّہ کا غیرمقلد ہونا اور ہے اور الاٹی غیرمقلد ہونا اور ہے

نمبر دو کا جواب *:دارالعلوم دیوبند اس وقت بنایا گیا جب انگریز کی حکومت تھی تو اس سے یہ ثابت کرنا کہ دیوبندی انگریز* کے خیر خواہ ہے جہالت نہیں تو اور کیا ہے ۔ اس دور میں مدرسے کی بنیاد اسی لئے ڈالی گئی کیونکہ انگریز جس طرح ملک کا

دُشمن تھا اسی طرح مسلمانوں کے ایمان کا بھی دشمن تھا ، ایسے میں دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھی گئی تاکہ لوگوں کے ایمان کو بچایا جائے

اس سے یہ اخذ کرنا کہ وہ انگریز کے وفادار تھے سراسر جہالت ہے ۔ ہر با شعور انسان اسے جہالت ہی کہے گا

دارالعلوم دیوبند کے علماء اس وقت کیا کر رہے تھے آئے *محمد اسماعیل سلفی کی کتاب "مسئلہ حیات النبی ﷺ کے صفحہ 61 نمبر سے دیکھتے ہیں ۔ *محمد اسماعیل سلفی لکھتے ہیں کہ" :شرک و بدعت کے خلاف خود مولانا قاسم نانوتویؒ اور دیگر ہم عصر "علمائے دیوبند آئے دن سرگرمیوں کا مظاہرہ فرماتے رہتے تھے

لیجیے قارئین ہم نے غیر مقلدین کے گھر سے دکھا دیا کہ دارالعلوم دیوبند اگرچہ انگریز کے دور حکومت میں بنایا گیا مگر اس کا کام شرک و بدعت کی مخالفت تھا نہ کہ غیر مقلدین کی طرح انگریز نوازی

دھوکہ نمبر *2*

لکھتے ہیں کہ :1857ء کی جنگ آزادی میں انگریزوں کے خلاف جو فتوٰی اس پر لگا تھا 33 علمائے کرام کے دستخط ہیں

!!سوال یہ تھا

، کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس اِمر میں کہ اب جو انگریز دِلّی پر چڑھ آئے اور اہل اسلام کی جان و مال کا ارادہ رکھتے ہیں" اس صورت میں سب شہر والوں پر جہاد فرض ہے یا نہیں؟ اور اگر فرض ہے تو فرض عین ہے یا نہیں...؟

علماء نے جواب دیا *۔ در صورت مرقومہ فرض عین ہے ۔ اس فتوی پر سب سے پہلا دستخط سید محمد نذیر حسین دھلوی کا* ہے ۔ دیکھئے علمائے ہند کا شاندار ماضی تصنیف سید محمد میاں دیوبندی حصہ 4 صفحہ 789 نمبر مکتبہ جمعیت پبلیکیشنز اپریل 2010ء انگریز کے باغی مسلمان تصنیف جانباز مرزا صفحہ 293 نمبر

کون تھا انگریز کا ایجنٹ صفحہ 4 نمبر

!!تبصرہ

"اسے دیکھ کر ایک محاورہ یاد آتا ہے "ڈوبتے کو تنکے کا سہارا

قارئین کرام ... *باب اول میں ہم نے خود غیرمقلدین کی کُتب سے ثابت کیا ہے کہ میاں صاحب جہاد میں غیر جانبدار* رہے .اور آئے اب ہم فتوی پڑھاتے ہے تاکہ آپ حقیقت کو اور آپ میاں صاحب کا اپنا بھی جان لے میاں صاحب سے سوال ہوا کہ ہندوستان میں جہاد جائز ہے یا نہیں؟ اسکے جواب میں میاں صاحب چند سُطور بعد رقم طراز ہیں کہ :تو جہاد کرنا یہاں ۔ یعنی ہندوستان میں اس وقت جب انگریزی حکومت تھی ، ناقل ۔ سبب ہلاکت اور معصیت کا ہوگا ۔ فتاوی نذیریہ جلد سوم صفحہ 285 نمبر

انصاف سے بتائے ایک آدمی خود کہہ رہا ہے کہ انگریز کے خلاف جہاد ہلاکت و معصیت کا باعث ہے بلکہ انگریزی حکومت کو خُدا کی رحمت کہتا ہے ، الحیات بعد المات صفحہ 162 نمبر

تو ایسے میں اگر کوئی اور یہ کہے کہ انہوں نے جہاد پر فتویٰ دیا ، بتایئے کس کی بات زیادہ مُعتبر ہوگی خود اِس شخص کی یا کسی اور کی...؟

!!یہودیانہ حرکت

غیر مقلدین نے یہود کے نقش قدم پر چلتے ہوئے آدھی بات پیش کی ہے ، جی ہاں جس کتاب سے غیر مقلدین نے اپنے آپ کو جہادی ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے اسی کتاب میں لکھا ہے کہ :مولانا سید نذیر حسین صاحب کے متعلق بیانات مختلف ہیں ، سر سید اور شمسُ العُلماء دونوں نے اِن کو مخالف قرار دیا ۔ مولانا عبید اللہ سندھیؒ کی تحقیق بھی یہی ہے کہ :حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق صاحبؒ کے شاگردوں میں سے مولانا سید نذیر حسین صاحب اور مولانا شیخ محمد تھانوی وہ بزرگ ہیں جو سُلطان دہلی کی لڑائی میں غیر جانبدار رہے ۔ علماء ہند کا شاندار ماضی صفحہ 786 نمبر

دیکھ لیجئیے اصل حقیقت اور یہ بھی دیکھ لیں کہ غیر مقلدین نے کس طرح سے عوام کو دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے

اب آپ یہ سوچ رہے ہونگے کہ پھر وہاں نذیر حسین کا نام لکھا کیوں ہے..؟ تو اسکے ہم دو جواب عرض کرے گے ایک تو :اسی کتاب سے اور دوسرا غیر مقلدین کے گھر سے ۔ ملاحظہ فرمائیں

جہاں نذیز حسین کا نام لکھا ہے وہی اسی کتاب میں نیچے یہ بھی لکھا ہے کہ" :شدت بالجبر یعنی یہ دستخط جبراً کئے ہیں ۔ علماءِ ہند کا شاندار ماضی صفحہ 789 نمبر

:میاں صاحب کے سوانح نگار "گورنمنٹ انگلشیہ کے ساتھ وفاداری]لوایلٹی [کے عُنوان کے تحت لکھتے ہیں کہ

زمانہ غدر 1857ء میں جبکہ دہلی کے بعض مقتدر اور بیشتر معمولی مولویوں نے انگریزوں پر جہاد کا فتوٰی دیا تو میاں صاحب نے نہ دستخط کیا نہ موہر ۔ الحیات بعد المات صفحہ 124 نمبر

ساری حقیقت قارئین کے سامنے ہے ہر باشعور خود فیصلہ کر سکتا ہے کہ اس دستخط کی حیثیت کیا ہو سکتی ہے

اگر نہ گرتے آب و دانہ پر یہ آشیاں والے

بھرم پھولوں کا رہ جاتا چمن کی آبرو ہوتی

دھوکہ نمبر *3*

لکھتے ہیں کہ :دیوبندیوں کے مولوی فضل الرحمٰن گنج مرادآبادیؒ نے ایک دن کہا ۔ لڑنے کا کیا فائدہ؟ خضر کو تو میں انگریز کی ، صف میں پا رہا ہوں ۔ سوانح قاسمی جلد 2 صفحہ 103 نمبر ، حاشیہ علماء ہند کا شاندار ماضی جلد 4 صفحہ 302 حاشیہ 1004 نمبر 1005

اور گنج مرادآبادیؒ کے بارے میں حضرت اشرف علی تھانویؒ نے کہا ":بہت بڑے عالم ۔ ملفوظات تھانوی 24 ۔ 254 نمبر

سرفراز صفدرؒ نے لکھا ہے ۔ یہ یاد رہے کہ حضرت مولانا گنج مراد آبادیؒ ...پکے حنفی تھے "طائفہ منصورہ صفحہ 27 نمبر

کون تھا انگریز کا ایجنٹ ص 4 تا 5 نمبر

تبصرہ

پہلی بات اور ضروری بات یہ کہ مولانا گنج مراد آبادیؒ کے مُتعلق ہمارے اکابر کی رائے یہ ہے کہ مولانا مجذوب تھے ۔ ارواح ثلاثہ صفحہ 261

: اب آئے پوری عبارت ملاحظہ فرمائیں

سوانح قاسمی کے مصنف مولانا گیلانیؒ نے ایک روایت نواب صدر یار جنگ کے حوالے سے یہ درج کی ہے کہ 1857ء میں انگریزوں کے مقابلے میں جو لوگ لڑ رہے تھے ان میں حضرت شاہ فضل الرحمن گنج مراد آبادیؒ بھی تھے ، اچانک ایک دن مولانا کو دیکھا گیا کہ بھاگے جارہے ہیں اور کسی چوہدری کا نام لے کر جو باغیوں کی فوج کی افسری کررہے تھے ، کہتے جاتے تھے کہ لڑنے سے کیا فائدہ؟ خضر کو تو میں انگریزوں کی صف میں پارہا ہوں

دوسری ایک روایت اسی سلسلے میں انہی راوی نے مولانا گیلانیؒ سے بیان فرمائی کہ "غدر کے بعد جب گنج مراد آبادیؒ کی ویران مسجد میں حضرت مولانا شاہ فضل الرحمن صاحبؒ جاکر مقیم ہوئے تو اتفاقاً اسی راستے سے جس کے کنارے مسجد ہے ، انگریزی فوج گزر رہی ہے ۔ مولانا مسجد سے دیکھ رہے تھے اچانک مسجد کی سیڑھیوں سے اُتر کر دیکھا گیا کہ انگریزی فوج کے ایک سائیس سے ۔ باتیں کرکے پھر مسجد واپس آگئے ۔ اس کے آگے راوی "نواب صدر یار جنگ "کا بیان ہے کہ ۔ اب یاد نہیں رہا ، پوچھنے پر یا ازخود فرمانے لگے کہ سائیس جس سے میں نے گفتگو کی تھی یہ خضر تھے ۔ میں نے پوچھا یہ کیا حال ہے؟ تو جواب میں کہا حکم یہی ہوا ہے ۔ اس کے بعد مولانا گیلانیؒ نے لکھا ہے ۔ یہ روایت نواب صاحب سے سُنی ہوئی ہے ، باقی خود خضر کا مطلب کیا ہے؟ حضرت "حق"کی مثالی شکل تھی جو اس نام سے ظاہر ہوتی ہے ، تفصیل کیلئے حضرت شاہ ولی اللہؒ وغیرہ کی کتابیں پڑھیئے گویا جو کچھ دکھایا جارہا تھا یعنی "انگریزوں کا غلبہ "اسی کے باطنی پہلو کا یہ مکاشفہ تھا ۔ حاشیہ سوانح قاسمی جلد 2 صفحہ 103 نمبر

سوانح قاسمی کی یہ عبارت ایک روایت کے ذیل میں ہے ، روایت کے راوی ہیں نواب صدر یار جنگ مولانا حبیب الرحمن صاحب شیروانی اور جن کے بارے میں روایت ہے وہ ہیں حضرت شاہ فضل الرحمن گنج مراد آبادیؒ یعنی نہ یہ خاص معنیٰ میں دیوبندی اور نہ وہی دیوبندی ، تعلق دونوں بُزرگوں کو دیوبند کے بُزرگوں سے بھی تھا اور دیوبند کے بُزرگوں کو ان دونوں سے بلکہ حضرت گنج مراد آبادیؒ سے بعض بُزرگان دیوبند کا ارادتمندانہ تعلق رہا ہے

اس ضمن میں ایک دلچسپ بات یہ بھی محسوس ہوتی ہے کہ جب اُن کے ایک ساتھی بُزرگ نے یہ اطلاع انہیں دے دی تھی پھر کیوں وہ انگریزوں سے لڑتے رہے؟ بے چارے مُعترض صاحب کو یہ پتہ نہیں کہ شاہ فضل الرحمن صاحب اودہ میں تھے اور اودہ دوآبہ سے کافی دور ہے

خیر یہ دلچسپ بات تو اپنی جگہ ، آپ سے سوال ہے کہ آپ نے کہاں پڑھا ہے کہ اگر کسی دُشمن فوج کے مُتعلق کسی بُزرگ کا یہ مکاشفہ معلوم ہوجائے کہ حضرت خضر کی شکل یا کسی دوسری شکل مشیت خداوندی اس دُشمن فوج کے ساتھ ہے تو مقابلہ میں لڑنے والے مسلمانوں کو ہتھیار پھینک کر ضرور میدان سے ہٹ جانا چاہئے ورنہ وہ بجائے غازی اور مجاہد کے گنہگار ہوں گے ؟

چلئے سب باتیں آپ ہی کی ٹھیک *!!خدا آپ کے جُنون اعتراض کو عمر دراز دے اس کے صدقے میں ایک جگہ تو آپ* نے مان لیا کہ یہ دیوبند کے بُزرگ انگریزوں سے لڑے تھے ، حق اسی طرح سر چڑھ کر بولا کرتا ہے ۔ اس سوال کا جواب ارشاد فرمایئے کہ آپ جو ان بزرگوں کے انگریزوں سے جنگ و جہاد کو اب تک "افسانہ "ٹھہراتے آرہے ہیں وہ سب آپ کا جھوٹا اور جعل تھا یا نہیں؟

اگر یہ لوگ پوری عبارتیں نقل کرتے تو اعتراض کی نوبت ہی نہ آتی

دھوکہ نمبر *4*

لکھتے ہیں کہ :غالی دیوبندی محمد میاں صاحبؒ لکھتے ہیں :شاید اس سلسلے میں سب سے گراں قدر فیصلہ وہ فتویٰ ہے جو 1898ء میں مرحوم مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے جاری کیا تھا

کیونکہ اس پر دوسرے علماء کے علاوہ محمود حسین کے بھی دستخط ہیں کہ مسلمان مذہبی طور سے پابند ہے کہ حکومت برطانیہ کے وفادار رہیں خواہ آخر الذکر سُلطان تُرکی سے ہی برسَر جنگ کیوں نہ ہو ۔ تحریک شیخ الہند صفحہ 305 نمبر

فتویٰ بلکہ تنبیہ *:یاد رہیں یہ کسی عام مولوی کا نہیں دیوبندیوں کے "غوث اعظم "ہیں ۔ تذکرۃ الرشید جلد 1 صفحہ 17* مکتبہ

دار الکتاب دیوبند 2002

اور گنگوہی نے یہاں تک کہا ہے ".سن لو !حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور میں بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانے میں ہدایت و نجات موقوف ہے میری اتباع پر ۔ تذکرۃ الرشید جلد 2 صفحہ 35 نمبر

عاشق الہی میرٹھیؒ اپنے "امام ربانی "رشید احمد گنگوہی صاحبؒ کے بارے میں لکھتے ہیں" *ایک مرتبہ ایسا بھی اتفاق ہوا کہ امام* ربانی اپنے رفیق مولانا قاسم العلومؒ اور طبیب روحانی اعلیٰ حضرت حاجی صاحبؒ ، نیز حافظ ضامن صاحبؒ کے ہمراہ تھے کہ بندوقچیوں سے مقابلہ ہوگیا ۔ یہ نبرد آزما دلیر جتھا اپنی سرکار کے مخالف باغیوں کے سامنے یا ہٹ جانے والا نہ تھا اس لئے اٹل پہاڑ کی طرح پیر جما کر ڈٹ گیا اور سرکار پر جان نثاری کے لئے تیار ہوگیا ۔ تذکرۃ الرشید جلد 1 صفحہ 115 نمبر

تنبیہ : *یہ وہی ضامن علی جلال آبادی ہے جس نے ایک زنا کرانے والی رنڈی سے کہا تھا "بی تم شرماتی کیوں ہو ، کرنے* والا کون اور کرانے والا کون وہ تو وہی ہے "اور اس کے بارے میں رشید گنگوہیؒ نے کہا تھا :ضامن علی جلال آبادی تو توحید ہی میں غرق تھے ۔ دیکھئے تذکرۃ الرشید جلد 2 صفحہ 306 نمبر

میرٹھی صاحبؒ مزید لکھتے ہیں *:اور جیسا کہ آپ حضرات اپنی مہربان سرکار کے دلی خیر خواہ تھے تا زیست خیر خواہ ہی* ثابت رہے ۔ تذکرۃُ الرَّشید جلد 1 صفحہ 120 نمبر

انگریزی سرکار مسلمانوں کا قتل عام کر رہی تھی اور دیوبندی اکابر اُسے مہربان سرکار قرار دے کر خیر خواہ ثابت ہو رہے تھے

سبحان اللہ

:کی جنگ آزادی کے بارے میں عاشق الہیؒ دیوبندی نے لکھا ہے *1857*

...جب بغاوت و فساد کا قصہ فرو ہوا اور رحمدل گورنمنٹ کی حکومت نے دوبارہ غلبہ پاکر باغیوں کی سرکوبی شروع کی تو" تذکرۃُ الرَّشید جلد 1 صفحہ 116 نمبر

انگریز کی حکومت اور انگریز سرکار کو رحمدل کہنے والے کس منہ سے دعویٰ کرتے ہیں کہ ان سے ، سب سے زیادہ ڈر انگریز !.حکومت کو تھا

کون تھا انگریز کا ایجنٹ ص 5 تا 7 نمبر

!! تبصرہ

سب سے پہلے یہ عرض ہے کہ آپ نے ہمارے عالم کو "غالی "کہہ کر گالی دی ۔ یہ آپکا ہی اصول ہے دیکھئے الحدیث شمارہ 50 صفحہ 24 نمبر لہذا آپ خود ہی اپنے اصولوں سے گالی باز ثابت ہوئے

آپ خود ہی اپنی اداؤں پر غور کریں

ہم عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

قارئین کرام *!!ہم نے ان تمام اعتراضات کو ایک ساتھ اس لئے لکھا کیونکہ ان سب کا تعلق حضرت مولانا رشید احمد* گنگوہیؒ اور مُصنِّف تذکرۃُ الرّشید مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ کے ساتھ تھا

اسی لئے الگ الگ جواب دینے کے بجائے ہم ان تمام عبارات کا ایک ساتھ تجزیہ کرتے ہیں اور حقیقت کو آپکے سامنے رکھتے ہیں ۔ یاد رہے ان عبارات کی اصل بحث مولانا گنگوہیؒ کے فتوے کے متعلق ہے ۔ باقی جو بیچ بیچ میں موضوع سے باہر باتیں کئی گئی ہے "جیسے حافظ ضامن کی عبارت "انکا جواب تو نہیں دینا تھا لیکن پھر بھی ہم اِن قارئ‌ین کے لی‌ئ‌ے مختصراً سا تجزیہ پیش کرے گے ۔ ملاحظہ فرمائیں

مولانا گنگوہیؒ کی طرف منسوب فتویٰ کی حقیقت *تحریک شیخ الہند کتاب سے جو حوالہ نقل کیا گیا ہے ہمیں وہ انکے دئے* ہوئے صفحات پر نہیں ملا؟ یا تو یہ زبیر علیؔ زئی کی اندھی تقلید کا نتیجہ ہے یا پھر انکے پاس کوئی اور ایڈیشن ہوگا .واللہ اعلم

اصل میں پولیس نے یہ جعلی فتویٰ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی طرف منسوب کیا ہے اور غیرمقلدین کی دی ہوئی عبارت کے حاشیہ :میں تحریک شیخ الہند کے مصنف نے اس طرح سے اس کا رد کیا ہے ۔ لکھتے ہیں کہ

تعجب ہے علماء دیوبند یعنی حضرت گنگوہیؒ سے تعلق رکھنے والی جماعت کو اس فتویٰ کا علم نہیں ، اور سی آئی ڈی کو یہ فتویٰ یاد " رہ گیا ، مزید تعجب یہ کہ خود مولانا محمود الحسن صاحب یاد کو)جنہوں نے بقول سی آئی ڈی اس پر دستخط کئے تھے (یہ فتویٰ شائع ہوا تھا اس کے متعلق یاد نہیں رہا ، اور البشیر جس میں یہ طبع بھی یہ نہیں بتایا گیا کہ یہ اخبار کہاں سے شائع ہوا تھا اور تاریخ اشاعت کیا تھی ، مفصل تردید ہم مقدمہ میں کر چکے ہیں .محمد میاں حیرت ہے کہ غیرمقلدین کو سی آئی ڈی کا یہ جعلی فتویٰ تو نظر آگیا مگر یہ حاشیہ نظر نہ آیا

آنکھ اگر بند ہے تو پھر دن بھی رات ہے

مزید تحقیق کے لئے دیکھئے محمد میاں صاحب کا مقدمہ اور مقالات حبیب جلد اول صفحہ 191 تا 195 نمبر فریق مخالف کے باقی حوالہ جات بھی بالکل سود مند نہیں اس لئے کہ انھوں نے تو یہ ثابت کرنا تھا کہ حضرت گنگوہیؒ اور حضرت حُجّۃُ الاسلام رحمہ اللہ انگریز کے وفادار تھے اور اس کے خلاف انھوں نے کچھ نہ کہا مذکورہ بالا عبارت مؤلف تذکرۃُ الرشید کی ہے جس کے ذمہ دار وہ خود ہیں کسی اور کی عبارت کو لیکر کسی اور پر فٹ کرنا کہاں کا انصاف ہے؟ آپ کا یہ ثابت کرنا کہ ان حضرات نے انگریز کی مخالف نہیں کہ قطعاً باطل اور مردود ہے جبکہ خود اِسی تذکرۃُ الرشید میں یہ حوالے بھی موجود ہیں کہ

☆ 01 ۔تینوں حضرات حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکّیؒ ، حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ اور مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے نام چونکہ وارنٹ گرفتاری جاری ہوچکے ہیں اور گرفتار کنندہ کیلئے صلہ)انعام (تجویز ہوچکا تھا اس لئے لوگ تلاش میں ساعی اور حراست کی تگ و دو میں پھرتے تھے ۔ تذکرۃ الرشید جلد 1 صفحہ 77

☆ 02 ۔)روش (پولیس ۔ رام پور پہنچی اور حضرت امام ربانی مولانا رشید احمد صاحبؒ قدس سرہ حکیم ضیاء الدین صاحب کے مکان سے گرفتار ہوئے تخمینے سے یہ زمانہ 1275ھ کا ختم یا 1276ھ کا شروع سال ہے

الی قولہ ۔ آپ کے چاروں طرف محافظ پہرہ دار تعنیات کردئے گئے اور بند بیل)بیل گاڑی (میں آپ کو سوار کرکے سہارن پور چلتا کردیا گیا •

الی قولہ ۔ حضرت مولاناؒ سہارن پور پہنچتے ہی جیل خانہ بھیج دئے گئے اور حوالات میں بند ہوکر جنگی پہرہ کی نگرانی میں دے دیئے گئے ۔ تذکرۃ الرشید ،جلد 1 صفحہ 82 نمبر •

☆ 03 ۔ حضرت مولاناؒ تین یا چار یوم کال کوٹھری میں اور پندرہ دن جیل خانہ کی حوالات میں قید رہے تحقیقات پر تحقیقات اور پیشی پر پیشی ہوتی رہی آخر عدالت سے حکم ہوا کہ تھانہ بھون کا قصہ ہے اس لئے مظفر نگر منتقل کیا جائے چنانچہ امام ربانیؒ جنگی حراست اور ننگی تلواروں کے پہرہ میں براہ راستہ دیوبند دو پڑاؤ کرکے پا پیادہ مظفر نگر لائے گئے اور اب یہاں کے جیل خانہ میں بند کردئے گئے

، الی قولہ ۔ مظفر نگر کے جیل خانہ میں حضرت کو کم و بیش چھ ماہ رہنے کا اتفاق ہوا اس اثناء میں آپ کی استقامت • جوانمردی ، استقلال کی پختگی ، توکل ، رضا ، تدین ، اتقاء ، شجاعت ، ہمت ، اور سب پر طرہ حق تعالیٰ کی اطاعت و محبت جو آپ کی رگ رگ میں سرایت کئے ہوئے تھی اس درجہ حیرت انگیز ثابت ہوئیں کہ جن کی نظیر نہیں نظر ملتی ۔ تذکرۃ الرشید جلد 1 صفحہ 84 نمبر

☆ 04 ۔ حضرت امام ربانی قطب الارشاد مولانا رشید احمد صاحبؒ قدس سرہ کو اس سلسلہ میں امتحان کا بڑا مرحلہ طے کرنا تھا اس لئے گرفتار ہوئے اور چھ مہینے حوالہ جات میں بھی رہے ۔ تذکرۃ الرشید جلد 1 صفحہ 79 نمبر

ان تمام واضح حوالوں سے حضرت مولانا گنگوہیؒ اور ان کے رفقاء کا گرفتار ہونا جنگی حراست میں رہنا حوالہ جات اور کال کوٹھریوں کا آباد کرنا اور قید و بند کی صعوبتیں اٹھانا روز روشن کی طرح واضح ہے اور ہمارا مدعیٰ بھی یہی ہے ۔ غرض ان کو

انگریز کا وفادار ثابت کرنا تاریخ کو مسخ کرنا ہے اور خلیل رانا صاحب نے جو مُجمل اور مُبہم حوالہ دیا ہے اس سے انکا مُدعٰی ہر گز ثابت نہیں ہوسکتا یہ مُجمل عبارت صرف اس کا مصداق ہے

تم جو دیتے ہو نوشتہ وہ نوشتہ کیا ہے

جس میں ایک حرف وفا بھی کہیں مذکور نہیں

"لفظ ''سرکار ''کا اطلاق رب تعالی)حقیقی سرکار (پر بھی ہوتا ہے اصل میں فریق مخالف کو اس عبارت میں لفظ "مہربان سرکار سے مغالطہ ہوا ہے حالانکہ یہ لفظ دیگر متعدد معنوں کے علاوہ مالک حقیقی آقا اور ولی نعمت پر بھی صادق آتا ہے چنانچہ فرہنگ آصفیہ جلد 3 صفحہ 70 نمبر میں سرکار کے معنٰی سردار ، میر ، پیشوا ، رئیس ، آقا ، ولی نعمت اور والی وغیرہ کے کئے گئے ہیں

اور پھر "''مؤلف تذکرۃ الرشید "جس طرح لفظ سرکار کا انگریز پر اطلاق کرتے ہیں اسی طرح "اللہ تعالی "پر بھی اس کا اطلاق :کرتے ہیں ۔ چنانچہ وہ حضرت گنگوہیؒ کے سہارنپور جیل سے مظفر نگر منتقل کرنے کے سلسلہ میں لکھتے ہیں

سُنا ہے کہ دیوبند کے قریب سے گذرنے پر مولانا قاسم العلومؒ نظر براہ راستہ سے کچھ ہٹ کر بغرض ملاقات پہلے سے آکھڑے ہوئے تھے گو خود بھی مخدوش حالت میں تھے مگر بیتابی شوق نے اس وقت چُھپنے نہ دیا اور دور ہی دور سے سلام ہوئے ایک نے دوسرے کو دیکھا مسکرائے اور اشاروں ہی اشاروں میں خدائے تعالی کے وہ وعدے یاد دلائے جو سچے سرکاری خیر خواہوں اور امتحانی مصیبتوں پر صبر و استقلال کرنے والوں کیلئے انجام کار ودیعت رکھے گئے ہیں ۔ تذکرۃ الرشید ، جلد 1 صفحہ 84 نمبر

بالکل واضح امر ہے کہ یہ وعدے اللہ تعالی کے "واللہ مع الصبرین ، و ان جندنا لھم الغلبون ، انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا "اور "فان حزب اللہ ھم الغلبون "وغیرہ کلمات جو قرآن کریم میں موجود ہیں ۔ سچی سرکار ، آقائے حقیقی اور مالکُ المُلک کے مُخلص بندوں کیلئے ہیں جو امتحان میں کامیاب ہوتے ہیں ۔ یہاں سرکار کے لفظ سے اللہ تعالی ہی کی ذات مقدّسہ مراد ہے ۔

اور جہاں رحمدل سرکار کہا طنزاً کہا ہے ۔ حافظ ضامن صاحبؒ انگریز کی حمایت میں لڑتے ہوئے شہید ہوئے تاریخ کا ادنی طالب علم بھی جانتا ہے کہ اُن کی شہادت شاملی کے میدان میں انگریز کے خلاف لڑتے ہوئے ہوئی ۔ مگر آپ کس طرح خدا خوفی سے بے پرواہ ہوکر جھوٹ پر جھوٹ بولے جارہے ہیں ۔ جن صفحات کا حوالہ آپ نے دیا ہے اس میں بھی اسی شاملی کے معرکہ کا ذکر ہورہا ہے 1857ء کی جنگ آزادی حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکّیؒ کی قیادت میں لڑی گئی اور شاملی کے میدان پر قبضہ کرلیا گیا جو ایک ماہ تک رہا

حاجی امدااللہ صاحب کو امام ، مولانا قاسم نانوتویؒ کو سپہ سالار افواج مولانا رشیداحمد گنگوہیؒ کو قاضی ، مولانا محمد منیرؒ نانوتویؒ اور حافظ محمد ضامنؒ کو میمنہ اور میسرہ کے افسر مقرر کئے گئے ۔ سوانح قاسمی ، جلد 2 صفحہ 127 نمبر

اس معرکہ میں حافظ محمد ضامن شہید ہوئے حضرت حاجی صاحب اور مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ مکہ مکرمہ کی طرف ہجرت کرگئے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ روپوش ہوگئے اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ گرفتار کرلئے گئے ۔ مولانا گنگوہیؒ کو سہارنپور کی جیل میں قید کردیا گیا ۔تین چار یوم کال کوٹھری میں رہے اور پندرہ دن جیل خانہ کی حوالات میں قید رہے ۔ آخر عدالت سے حکم ہوا تھانہ بھون کاقصہ ہے اس لئے مظفر نگر منتقل کیا جائے ۔ چنانچہ جنگی حِراست اور ننگی تلواروں کے پہرے میں براستہ دیوبند چند پڑاؤ کرکے پاپیادہ مظفر نگر لائے گئے اور حوالات کے اندر بند کرئے گئے چھ ماہ قید رہے آخر چھوڑ دئے گئے ۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کے باغی علماء صفحہ 113 نمبر از مفتی انتظام اللہ شہابی

جناب پروفیسر محمد ایو ب صاحب قادری مرحوم لکھتے ہیں کہ اسی 1857ء کی جنگ آزادی میں حافظ محمد ضامنؒ صاحب کو گولی لگی اور وہ شہید ہوگئے آخر میں مجاہدین کے پاؤں بھی اکھڑگئے انگریزوں نے قبضہ کرنے کے بعد تھانہ بھون کی اینٹ سے اینٹ بجادی ۔ جنگ آزادی صفحہ 181 نمبر

غرض یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ حضرت حافظ ضامن صاحبؒ انگریز کے خلاف لڑتے ہوئے شاملی کے میدان میں شہید ہوئے مگر فریق مخالف کا سوء ظن دیوبند دشمنی ملاحظہ ہو کہ

جھوٹ پر جھوٹ بولتے ہوئے بھی کچھ حیاء نہیں

ضامن جلال آبادیؒ اور حافظ ضامن شہیدؒ انہوں نے حافظ ضامن صاحب کے متعلق کو رنڈی کی بات لکھی ہے اسکا مختصر جواب تو ہم آگے نقل کرے گے لیکن یہاں یہ وضاحت ضروری سمجھتا ہوں کہ جو ضامن صاحب علماء دیوبند کے ہمراہ انگریز کے خلاف لڑ رہے تھے وہ اور ہے اور جس ضامن جلال آبادی کا قصہ رنڈی کے متعلق ہے وہ اور ہے جی ہاں ، ضامن علی جلال آبادی سہارن پور کے رہنے والے تھے اور سید مظفر علی کے بیٹے تھے ، 1879ء میں انکی وفات ہوئی جبکہ حافظ ضامن شہیدؒ تھانہ بھون کے رہنے والے تھے اور 1857ء میں وہ شہید ہوئے ۔ مگر غیر مقلدین نے دھوکہ دے کر دو کو ایک کر دیا ہے

خرد کا نام جُنون رکھ دیا ، جُنون کا خرد

جو چاہے آپ کا حُسنِ کرشمہ ساز کرے

اب رہے ضامن جلال آبادی اور اس کے متعلق واقعے کی تو یہ کہنا چاہوں گا کہ نہ تو وہ دیوبندی اکابرین میں شُمار ہوتے ہیں اور نہ کوئی دیوبندی اسے اس نگاہ سے دیکھتا ہے ۔ ضامن جلال آبادی کوئی ہمارا پیر نہیں ہے یہ ایک بدعتی پیر کا واقعہ ہے

!!مناظر اسلام حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی صاحبؒ فرماتے ہیں کہ

طالب الرحمٰن نے جو اعتراض پیر اور رنڈی والے واقعے پر کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ *ایک بدعتی پیر کا واقعہ تذکرۃُ الرشید میں مذکور ہے اگر تذکرۃ الرشید میں مذکور ہونے سے وہ ہمارا بن گیا تو کیا طالب الرحمن فرعون ہامان کو اپنا سردار مانیں گے کہ ان کا واقعہ قرآن میں مذکور ہے؟ *فتوحات صفدر جلد 2 صفحہ 179 نمبر

اس وقت بھی طالب الرحمٰن نے کوئی جواب نہیں دیا تھا اور آج تک بھی جواب دینے سے عاری ہے ، لٰہذا غیر مقلدین کو شرم آنی چاہیے کہ ایک غیر دیوبندی کو دیوبندی بناکر عوام کو دھوکہ دیتے ہیں ، انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ مولانا گنگوہیؒ نے ضامن جلال آبادی کے متعلق لکھا ہے کہ وہ توحید میں غرق تھا تو عرض ہے کہ اس کے آگے ہی لکھا تھا کہ انہوں نے ہنسا جو اس بات کا ثبوت ہے کہ مولانا گنگوہیؒ خود ضامن جلال آبادی کا مزاق اڑا رہے ہیں مگر غیر مقلدین کو سمجھ کہاں آئے کیونکہ وہ پڑھتے پڑھاتے ہیں مگر غور نہیں کرتے ۔ فتویٰ حصاریہ جلد 7 صفحہ 35 نمبر

غوث اغظم کہنے کی وجہ غوث ولایت کا ایک درجہ ہے ، فیروز اللغات عکسی صفحہ 457 نمبر

لہذا انکا طنزاً غوث اعظم لکھنا بھی بے سود ہے

نوٹ : *غوث کا ایک معنی فریاد کو پہنچنے والا بھی ہے اگر اس مراد سے بولا جائے تو بے شک شرک ہے لیکن دوسرے* معنی میں کوئی حرج نہیں

حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلے *"اعتراض کا جواب* "

اس میں اعتراض کی کیا بات...؟

علماء کرام رہنمائی کا ذریعہ ہے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے "علماء کی مثال ان ستاروں کی طرح ہے جن سے خشکی اور تری کے اندھیروں میں رہنمائی حاصل کئی جاتی ہے ، جب ستارے بے نور ہوجاتے ہیں تو اس بات کا امکان ہوتا ہے کہ راستہ چلنے والا بھٹک جائے ۔ مسند احمد جلد 3 صفحہ 157 نمبر

اور تفسیر طبری میں لکھا ہے کہ ۔ ترجمہ ۔ اس شخص کی اتباع کرو جو شرک سے پوری طرح بیزار ہوں ، اسلام کی طرف راجع ہو اور رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرے ، ایسے کی اتباع کرو "تفسیر طبری جلد 18 صفحہ 553 نمبر

اور پیچھے ہم یہ بات ثابت کر چکے ہیں کہ غیر مقلدین کے علماء نے لکھا ہے کہ علماء دیوبند شرک و بدعت کی مخالفت کرتے تھے ۔ مسئلہ حیات النبی صفحہ 61 نمبر

امام دارمیؒ نے تو اپنی کتاب میں باب یوں باندھا ہے "بَابُ الِاقْتِدَاءِ بِالْعُلَمَاءِ "علماء کی اتباع کا بیان

اب باتوں سے معلوم ہوا کہ عالم کی اتباع بھی ضروری ہے اور رسول اللہ ﷺ نے تو یہاں تک بتا دیا کہ وہ شخص راستے سے بھٹک جاتا ہے

یہی بات مولانا گنگوہیؒ نے بحثیت عالم کہی تو اس پر اعتراض کرنا جہالت کے سوا اور کچھ بھی نہیں

الزامی جواب

امام ابن عبد الہادیؒ اپنی کتاب میں ابن تیمیہؒ کے ایک شاگرد کا قصیدہ نقل کرتے ہیں جو کہ یوں ہے

فَمن كانَ تَاج العارفين لوقتنا ...وَشَيْخ الْهدى قل لي بِغَيْر حمية

*ترجمہ :*اور ہمارے زمانے میں عارفین کا سردار راہ ہدایت کا منار آپ کے سوا کون ہے؟

العقود الدریۃ من مناقب شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ *صفحہ 369 نمبر*

کبھی اس عبارت پر بھی اپنی زبان کھولا کرو؟

دھوکہ نمبر 6

لکھتے ہیں کہ :اشرف علی تھانوی صاحبؒ سے کسی نے پوچھا کہ اگر تمہاری حکومت ہوجائے تو انگریز کے ساتھ کیا برتاؤ کرو گے؟

!!حضرت تھانوی صاحبؒ نے جواب دیا

"محکوم بنا کر رکھیں کیونکہ جب خدا نے حکومت دئی تو محکوم ہی بنا کر رکھے گے مگر ساتھ ہی اسکے نہایت راحت و آرام سے رکھا جائے گا اس لئے کہ انہوں نے ہمیں آرام پہنچایا ہے "..ملفوظات حکیم الامت جلف 6 صفحہ 73 ملفوظ 87 مکتبہ دانش دیوبند 2000ء

":راحت و آرام سے کیوں نہ رکھتے؟ تھانوی صاحبؒ خود فرماتے ہیں

تحریکات کے زمانے میں میرے متعلق یہ مشہور کیا گیا تھا کہ چھ سو روپیہ ماہانہ گورنمنٹ سے پاتا ہے "ملفوظات حکیم الامت جلد 6 صفحہ 74 ملفوظ 88 نیز دیکھئے یہی مضمون فقرہ 13 نمبر

کون تھا انگریز کا ایجنٹ صفحہ 7 نمبر

!! تبصرہ

غیر مقلدین کو علمی کیا عام باتیں بھی سمجھ نہیں آتی ، یہاں وہی اعتراض کر سکتا ہے جو اسلامی تعلیمات سے ناواقف ہو ۔ !!لامذہبوں

میں تم سے سوال کرتا ہوں کہ فتح مکہ کے وقت رسول ﷺ نے کفار کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا؟ اگر ظلم کیا تھا تو ثابت کرو اور اگر بخش دیا تھا تو چُلو بھر پانی میں ڈوب مرو کہیں

قارئین کرام *!!جس طرح حضور اکرم ﷺ نے جب مکہ مکرمہ فتح کیا اور وہاں کے کفار سے نرم دلی اختیار کی حضرت* تھانویؒ نے بھی سائل کو یہی سمجھانے کے لئے کہا کہ آرام سے رکھے گے

اب رہی بات کہ "انہوں نے ہمیں آرام پہنچایا "تو اس کی وضاحت حضرت تھانویؒ نے اسی ملفوظ میں کی ہے ۔ پورا ملفوظ* *!!ملاحظہ فرمائیں

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ ایک شخص نے مُجھ سے دریافت کیا تھا اگر تمہاری حکومت ہوجائے تو انگریزوں کے ساتھ کیا" برتاؤ کرو گے میں نے کہا کہ محکوم بنا کر رکھیں گے کیونکہ جب خدا نے حکومت دی تو محکوم ہی بنا کر رکھیں گے مگر ساتھ ہی اسکے نہایت راحت و آرام سے رکھا جائے گا اسلئے کہ انہوں نے ہمیں آرام پہنچایا ہے ۔ اسلام کی بھی تعلیم ہے اور اسلام جیسی تعلیم تو دنیا کے کسی مذہب میں نہیں مل سکتی اس لئے کہ یہ خدائی تعلیم ہے اس میں غیر مسلموں تک کے حقوق مقرر کئے گئے حتٰی کہ عین قتال کے وقت حکم ہے کہ اگر کوئی کافر کلمہ پڑھ لے تو اس پر سے تلوار ہٹالو گو یہ بھی شُبہ ہو کہ دل سے نہیں پڑھا گیا ٹھکانا ہے اس وقعت اور قوت کا ایسا حکم کوئی بشر نہیں کرسکتا یہ خدا ہی کا کام ہے وہ جانتے سمجھتے ہیں کہ دھوکہ

، دینے والا کیا بگاڑ سکتا ہے جب چاہے گے پھر مغلوب کردیں گے اسلام ایسی ہی تعلیمات سے پھیلا ہے تلوار سے نہیں پھیلا تلوار تو صرف اس واسطے ہے کہ کوئی اسلام کی قوت کو مغلوب نہ کر سکے ۔ غرض اسلام کی ہر تعلیم نہایت دل کش ہے غیر مسلم قومیں تک ان سب باتوں کو سمجھتے ہے ۔ ایک صاحب نے میرا ایک فتویٰ بعض ملازمتوں کے ناجائز ہونے کا کراچی میں انگریز جج کے سامنے پیش کر دیا کہ وہ بھی تو یہی فتویٰ دے رہا ہے وہ مجرم کیوں نہیں اور میں مجرم کیوں ہوں؟ حاکم نے جواب دیا کہ اس کا فتویٰ ایک سوال کا جواب ہے ایک شخص مسئلہ پوچھ رہا ہے ان کا فرض ہے کہ وہ دین کا مسئلہ بتلائیں ان کی نیت بیان حکم ہے سلطنت کا اضرار مقصود نہیں اور تم سلطنت کو ضرر پہنچانا ہو تحریکات کے زمانے میں میرا ایک فتویٰ جلی قلم سے ایک سُرخی قائم کرکے شائع کر دیا ایسا ہی بڑے فتویٰ سُن رسالہ ایک انسپکٹر پولیس تحقیق کو آئے میں نے اس کا نکال کر دکھلا دیا کہ چالیس برس ہوگئے جب وہ لکھا تھا اور اب تو اور زیادہ ہوگئے اور مسئلہ کا تو حق یہ ہے کہ اگر بادشاہ بھی پوچھے تو "جو مسئلہ ہے وہی بتایا جائے گا

ملفوظات حکیم الامت جلد 6 صفحہ 102 تا 103 نمبر ۔ طبع تالیفات اشرفیہ پاکستان

قارئین... *پورے ملفوظ سے جہاں غیر مقلدین کے اعتراض کی ٹانگیں ٹوٹ جاتی ہے وہی مولانا تھانویؒ اور انگریز دُشمنی کا* بھی ثبوت ملتا ہے

!!اگر یہ لوگ پوری عبارت لکھ دیتے تو اعتراض کی نوبت نہ آتی

حکیم الامت مجدّد ملت مولانا اشرف علی تھانویؒ پر انگریز سے 600 روپے لینے کا الزام

یہاں بھی غیر مقلدین نے دھوکہ دیا ہے کیونکہ خود حکیم الامت حضرت تھانویؒ سے اس الزام کی تردید موجود ہے ۔ چنانچہ جب !!حکیم الامتؒ کو جب اس الزام کا علم ہوا تو بڑا حکیمانہ جواب دیا فرمایا

اگر چھ سو روپے گورنمنٹ سے پاتا ہوں تو طمع ہے خوف نہیں اور اگر طمع کا یہ عالم ہے تو تم نو سو روپے دے کر اپنے* موافق کرلو ۔ اگر قبول کرلوں تو صحیح وگر نہ غلط ۔ الاضافات الیومیہ جلد 4 صفحہ 698 نمبر بحوالہ مولانا اشرف علی تھانویؒ اور *تحریک آزادی صفحہ 54 نمبر

غور فرمائیں کس حکیمانہ اور بلیغ انداز میں حضرت تھانویؒ اس الزام کی تردید کررہے ہیں مگر غیر مقلدین اسے انگریز نوازی کہہ رہے ہیں ۔ تُف ہے ایسی تحقیق پر اور ایسی دیانت پر ، ہم غیرمقلدین کو یہ کہنا چاہے گے کہ وہ حوالہ دیتے ہوئے یہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ ان حوالہ جات کو کل کو کوئی چیک بھی کرسکتا ہے

ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد تسلیم کرتے ہیں کہ مولانا اشرف علی تھانویؒ کو دلیل کی معرفت نامہ حاصل تھی بلکہ وہ مجتہد* *تھے ۔ فتویٰ ثنائیہ جلد 1 صفحہ 263 نمبر

اب غیرمقلدین کو ایک مجتہد بقول امرتسری پر اس قسم کا گھٹیا الزام لگاتے ہوئے شرم آنی چاہیے

دھوکہ نمبر *7*

لکھتے ہیں کہ !!محمد قاسم نانوتوی صاحب کے بیٹے محمد احمد کے بارے میں دیوبندیوں کی ایک معتبر کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ محمد احمد حافظ شمس العلماء پسر محمد قاسم بانی مدرسہ دیوبند ۔ یہ مدرسہ کا مہتمم یا پرنسپل اور وفادار ہے ۔ تحریک شیخ الہند 144 صفحہ 449 نمبر

کیا خیال ہے جس شخص کے بارے میں انگریز حکومت خود اقرار کرے کہ "وفادار ہے "تو کتنا بڑا وفادار ہوگا؟

!!محمد احسن نانوتوی کے بارے میں محمد ایوب قادری دیوبندی لکھتے ہیں

مئی کو نماز جمعہ کے بعد مولانا محمد احسن صاحب نے بریلی کی مسجد نو محلہ میں مسلمانوں کے سامنے ایک تقریر کی اور اس 22 میں بتایا کہ حکومت سے بغاوت کرنا خلاف قانون ہے کتاب :مولانا محمد احسن نانوتوی صفحہ 50 نمبر

ایوب صاحب مزید لکھتے ہیں" *اس تقریر نے بریلی میں ایک آگ لگا دئی اور تمام مسلمان مولانا محمد احسن نانوتوی کے خلاف* ہوگئے ۔ اگر کوتوال شہر شیخ بدرالدین کی فرمائش پر مولانا بریلی نہ چھوڑتے تو انکی جان کو بھی خطرہ پیدا ہو گیا تھا "محمد احسن نانوتوی صفحہ 51 نمبر

کون تھا انگریز کا ایجنٹ صفحہ 8

!! تبصرہ

پہلے حوالے کے بارے میں عرض ہے کہ "وفادار ہے "سے آپ نے کیسے یہ مراد لیا کہ انگریز کا وفادار ہے؟

وفاداری کیا اپنے مدرسہ سے نہیں ہوسکتی؟ *بلکل ہوسکتی ہے اور یہاں بھی وہی مراد ہے کیونکہ پہلے ہی انکو بحثیت متہم ذکر* کرنے کے بعد انکی مدرسے سے وفاداری کا ذکر ہے

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

تُف ہے ایسی جہالت پر

!!اب آیئے مولانا محمد احسن نانوتوی رحمہ اللہ سے متعلق عبارات پر

!!میں حیران ہوں کہ مسلکی بغض کی وجہ سے یہ لوگ جھوٹ بولنے سے بھی شرماتے نہیں

پہلی بات یہ کہ مولانا احسن صاحبؒ نے یہ کہا تھا کہ خلاف قانون ہے تم لوگوں کی طرح خلاف شرع نہیں کہا تھا باب اول میں ملاحظہ فرمائیں ۔ یہ تو حقیقت تھی کہ اس وقت یہ بات خلاف قانون تھی تو اس میں اعتراض کیسا؟

قارئین کرام *!!خلاف قانون ہونے کے باوجود علماء اہل سنت جہاد کے لئے تیار ہوگئے اور مولانا احسن نانوتویؒ نے بھی اپنی* رائے بدل دئی اور جہاد میں شامل ہوگئے جیسا کہ اسی کتاب میں لکھا ہے مگر غیر مقلدین کو اس سے کیا، انہوں نے تو جھوٹ !!بولنے کی قسم کھا رکھی ہے ۔ خیر ملاحظہ فرمائیں کہ آگے اسی کتاب میں کیا لکھا ہوا ہے

مولانا محمد احسن نے مولانا شیخ محمد تھانوی جنہوں نے پہلے مشورہ دیا تھا کہ جہاد نہ ہو کی تائید کی ، اس پر انکے بڑے بھائی" مولانا محمد مظہر صاحب نانوتوی نے مولانا محمد احسن کو ڈانٹا آخر فیصلہ جہاد کے حق میں ہوا ، مولانا محمد احسن نانوتہ آگئے ۔ مولانا محمد احسن نانوتوی صفحہ 54 نمبر

قارئین دیکھئے آخر فیصلہ جہاد کے حق میں ہوا اور پہلی رائے بدل دئی گئی

مشورے میں تو یہ ہوتا ہی ہے کہ تمام آراء کو سامنے رکھ کر فیصلہ کیا جاتا ہے اور آخر میں جہاد کے حق میں فیصلہ ہوا جیسا کہ !!آپ نے ملاحظہ فرمایا ، اس عبارت کے بلکل نیچے ہی اسی صفحے پر یہ بھی موجود ہے کہ

تھانہ بھون کی مجلس مشاورت کے بعد اِن حضرات نے حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ کو امیر جہاد مقرر کر کے انگریزوں سے" شاملی "ضلع مظفر نگر میں جہاد کیا حافظ محمد ضامنؒ، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور مولانا محمد منیر نانوتویؒ" نے خوب داد شجاعت دی، میدان شاملی میں حافظ محمد ضامن صاحبؒ نے درجہ شہادت پایا مجاہدین سخت مقابلے کے بعد واپس آگئے ۔ مولانا محمد احسن نانوتوی صفحہ 54 نمبر

یہ عبارات چیخ چیخ کر کہہ رہی ہیں کہ عُلماء اہل سنت والجماعت نے جہاد کے میدان میں کیسا خوب کام سر انجام دیا مگر غیر مقلدین کو شرم تک نہیں آتی لوگوں کو دھوکہ دیتے ہوئے ۔ وہ یہ نہیں سوچتے کہ کل کو کوئی ان عبارات کو چیک بھی کر سکتا ہے

دھوکہ نمبر *8*

لکھتے ہیں کہ :پی سی پگاٹ نامی ایک انگریز لکھتا ہے "مجھ کو آج مدرسہ عربیہ دیوبند کے معائنہ سے غیر معمولی مسرت ہوئی ۔ میں نہایت خوشی سے اپنا نام چندہ گان میں شامل کرتا ہوں - پی سی پگاٹ ، جنٹ مجسٹریٹ سہارن پور 6 اپریل 1897ء مکمل تاریخ دار العلوم دیوبند جلد 2 صفحہ 349 نمبر

کیا خیال ہے؟ *پگاٹ صاحب کتنا چندہ دے کر گئے تھے اور کس وجہ سے نہایت خوشی اور مسرّت کا اظہار کر رہے تھے؟*

ایک انگریز پامر نامی نے کیا کہا تھا؟

اسکا جواب پروفیسر محمد ایوب قادری دیوبندی سے سُنئے ، ایوب قادری صاحب نے لکھا ہے "فیوماً اس مدرسہ میں ترقی یوما کی 31 جنوری 1875ء بروز یک شنبہ لیفٹنٹ گورنر کے ایک خفیہ معتمد انگریز مسمی پامر نے اس مدرسے کو دیکھا تو اس نے نہایت اچھے خیالات کا اظہار کیا اس کے معائنہ کی چند سطور درج ہے ہیں

جو کام بڑے بڑے کالجوں میں ہزاروں روپیہ کے صَرف سے ہوتا ہے وہ یہاں کوڑیوں میں ہو رہا ہے جو کام پرنسپل ہزاروں روپیہ ماہانہ تنخواہ لے کر کرتا ہے وہ یہاں کے ایک مولوی چالیس روپیہ ماہانہ کر رہا ہے یہ مدرسہ خلاف سرکار نہیں بلکہ موافق سرکار ممدوع معاون سرکار ہے "مولانا احسن نانوتوی صفحہ 217 ، دیکھیے کتاب - فخر العُلماء صفحہ 60

!!عبید اللہ سندھی دیوبندی نے اپنے ایک خط میں مدرسہ دیوبند کے بارے میں لکھا

مالکان مدرسہ سرکار کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں ، تحریک مدرسہ شیخ الہند صفحہ 358 نمبر

کون تھا انگریز کا ایجنٹ صفحہ 9 ـ 10 نمبر

تبصرہ

جہاں تک پی سی پگاٹ کی بات ہے تو اس نے صرف اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے اگر آپ کے پاس کوئی ایسا حوالہ ہے کہ مدرسہ دیوبند نے ان کا دیا ہوا چندہ لیا ہے تو پیش کریں ورنہ چُپ رہے

دوسری بات یہ کہ بہت سے انگریز ایسے بھی تھے جنہیں مسلمانوں سے ہمدردی تھی اور مسلمانوں کی قربانیاں اپنی کُتب میں تحریر فرمائی ہے جیسا کہ ایک انگریز تھامسن نے لکھا ہے جس کی تفصیل

آپ ماہانہ دار العلوم دیوبند شمارہ 1 جلد 97 میں دیکھ سکتے ہیں

پگاٹ بھی انہی میں سے ایک تھا اسی لئے اس کو مدرسہ سے مسرّت ہوئی

اگر آپ کے پاس کوئی واضح تاریخی عبارت ہے تو پیش کرے یہ فضول باتیں لکھنے سے کچھ نہیں ہوگا

اب آیئے دوسرے حوالے کی طرف تو یہ کہوں گا کہ معترض صاحب کو اطمینان ہے کہ ان کے حلقے میں کوئی ایسا پڑھا لکھا اور اپنے ذہن سے سوچنے والا آدمی نہیں پایا جاتا جو یوں سوچے کہ یہ انگریز مدرسہ دیکھنے اور اہل مدرسہ سے ملنے آیا تھا نہ کہ لڑنے

یہ کوئی انسپکٹر آف سکولز بھی نہیں تھا جس کے حلقہ میں دیوبند کا مدرسہ آتا ہو اور مدرسہ کو اچھا برا جو جی میں آئے لکھ جائے اور ایسے معائنہ لکھنے والے اپنے نقطہ نظر سے تعریف اور ضرورت ہو تو تالیف و تقریب کی ہی بات لکھا کرتے ہیں ، چاہے اندر سے کچھ بھی خیال ہو ، اس لئے یہ گواہی "لاکھ پہ بھاری "تو کیا ہوتی سرے سے گواہی کہلانے کی بھی نہیں ہے بلکہ غور کیا جائے تو اس سے بالکل الٹی گواہی نکل رہی ہے کیونکہ اس انگریز کو یہ فقرہ لکھنے کی ضرورت ہی کیا پیش آئی تھی اگر یہ مدرسہ واقعہ میں موافق سرکار ہوتا؟ یا کم از کم یہ بات مسلمہ سی نہ ہوتی کہ انگریز سرکار اسے اپنے خلاف سمجھتی ہے؟ ایک مدرسہ جو حکومت وقت کا مدد و مُعاون ہو اس کے معائنے میں "لیفٹیننٹ گورنر کا ایک خُفیہ مُعتمد انگریز "بطور تعریف یہ لکھے گا کہ یہ مدرسہ خلاف سرکار نہیں ہے؟ اتنا بڑا احمق انگریز گورنر کا مُعتمد خاص نہیں ہوسکتا ۔ یہ تو کسی مُعاون و وفادار ادارے کی تحسین و تعریف کی کوئی پسندیدہ صورت نہیں ہے بلکہ اس کیلئے ایک شکایت پیدا کرنے کی صورت ہے کہ اسے خلاف سرکار سمجھے جانے کا بھی کوئی امکان مانا گیا جو نمائندہ سرکار ایسے خیال کو دفع کرنے اور ہمیں مطمئن کرنے کی ضرورت سمجھ رہا ہے کہ سرکار ہمارے ادارے کو اپنے خلاف نہیں سمجھتی ۔ اس لئے کبھی نہیں سنا گیا ہوگا کہ کسی سرکار نے کسی کو وفاداری کا سرٹیفکیٹ دیتے ہوئے یہ بھی لکھا ہو کہ یہ ہمارے خلاف نہیں ہے

الغرض معترض صاحب کو اپنے حلقے میں اس طرح سوچ رکھنے والے آدمیوں کے نہ ہونے کا کامل اطمینان ہے اور دوسروں کے تاثرات سے یہ لوگ سروکار نہیں رکھتے ورنہ ان کے از خود سوچنے اور سمجھنے کی بات تھی کہ کوئی بھی آزاد ذہن کا اور سمجھدار آدمی ان کی اس تاریخ سازی کو پڑھے گا تو بجُز اس کے کچھ نہیں کہے گا کہ قبلہٗ محترم !!یہ گواہی انگریز حکومت سے دارالعلوم دیوبند کی وفاداری کی نہ ہوئی بلکہ الٹی اس بات کی ہوئی کہ یہ دارالعلوم حقیقت میں خلاف سرکار تھا

لیکن الحمدُللہ *!!کہ دارالعلوم دیوبند جس ادارہ کا نام ہے اُسے کسی ایسی گواہی کی ضرورت نہیں اُس کی پوری صد سالہ تاریخ* کا ایک ایک ورق اپنے کردار کا بہترین گواہ اور ہر خارجی گواہی سے بے نیاز کر دینے والا ہے

البتہ ایسے مواقع سے یہ فائدہ ضرور اٹھایا گیا کہ دشمن اگر خود کو دھوکہ میں ڈالنے کا موقع دے رہا ہے تو اسے دھوکے میں رکھنے کا ہی رویہ اختیار کیا جائے

تیسرے حوالے کے متعلق یہ کہوں گا کہ ہم پیچھے ثابت کر چکے ہیں کہ لفظ سرکار کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر بھی ہوتا ہے اور یہاں وہی مراد ہے

دھوکہ نمبر *9*

لکھتے ہیں کہ :عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی جو تذکرۃ الرشید اور تذکرۃ الخلیل وغیرہ کتابوں کے مصنف ہیں ، نیز "قافلہ حق "جلد شمارہ 2 صفحہ 64 ، اور امجد سعید دیوبندی کی کتاب "سیف حنفی "صفحہ 14 ۔ 15 نمبر میں انکی روایات پر اعتماد کیا گیا ہے 2

اسی میرٹھی صاحب کے بارے میں عبد القدوس قارن دیوبندیؒ اور ان کے والد سرفراز صفدر صاحب دیوبندیؒ نے بڑی وُسعت ظرفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ وہ "برطانیہ کے وفادار اور خیر خواہ تھے "ایضاح سنت صفحہ 111 ، اظہار العیب صفحہ 103

دیوبندیوں کے اکابر میں سے ایک مملوک علی صاحب تھے ، جن کے بارے میں لطیف اللہ دیوبندی نے لکھا ہے ، اول یہ کہ مولانا موصوف دہلی کالج میں انگریزی حکومت کے بمشاہرہ سو روپیے ماہانہ پر ملازم تھے "انفاس امدادیہ صفحہ 108 نمبر حاشیہ 11 نمبر

مملوک علی "دہلی کے عربی کالج میں سرکاری مدرس تھے "سوانح قاسمی جلد 1 صفحہ 222 نمبر مکتبہ دار العلوم دیوبند

، مولانا انوار الحسن شیر کوٹی دیوبندی لکھتے ہیں "دہلی کالج کے تمام انگریز پرنسپل ان کی قدر کرتے اور ان پر اعتماد کرتے تھے بلکہ گورنر جنرل نے مولانا مملوک علی کو انعام بھی دیا "سیرت یعقوب و مملوک صفحہ 33 نمبر

کیا خیال ہے اس زمانے میں ایک روپئے کا کتنا سونا ملتا تھا اور انگریز گورنر جنرل نے کس خوشی میں مملوک علی صاحب کو انعام دیا تھا؟

کون تھا انگریز کا ایجنٹ صفحہ 10 تا 11 نمبر

!!تبصرہ

جہاں تک مولانا عاشق الٰہی میرٹھی صاحب رحمہ اللہ کی بات ہے تو بلکل وہ ہمارے اکابرین میں سے ہیں لیکن تذکرۃ الرشید کی چند عبارات کی وجہ سے بعض حضرات شبہہ میں آ گئے کیونکہ وہ حقیقت کے خلاف لگ رہی تھی اسی وجہ سے مولانا سرفراز خان صفدرؒ نے ایسے الفاظ کہے لیکن یہ انکا تفرّد ہے اور انکے بیٹے نے بھی اپنی کتاب میں والد کی ہی بات نقل کی ہے نہ کہ خود اپنی طرف سے کچھ کہا ، مولانا عاشق الٰہی صاحبؒ کی اُن عبارات کی حقیقت آپ اوپر ملاحظہ فرما چکے ہیں ۔ اب سوال یہ باقی

رہتا ہے کہ مولانا عاشق الہی صاحبؒ نے ایسی عبارات کیوں لکھی جن سے شبہ پیدا ہوتا ہے تو اسکا مفصل جواب شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمہ اللہ نے ایک خط کے جواب میں لکھ دیا تھا ۔ وقت کی قلت کی وجہ سے میں وہ سارا خط یہاں نہیں لکھ سکتا کیونکہ خط طویل ہے اور اگر میں نے آدھا ہی نقل کیا تو آپ عبارات نہیں سمجھ پائے گے اسی لئے میں لنک دے رہا ہوں قارئین اس پر کلک کریں

اور وہ خط ملاحظہ فرمائیں

لنک :

http://razakhanimazhab.yolasite.com/ans-019.php

اب رہی بات مولانا مملوک علی صاحب کی تو یہ بتا دوں کہ موصوف علم فلسفہ کے ساتھ ساتھ بہت سے فنون پر مہارت رکھتے تھے اور دہلی کالج میں بھی آپ بچوں کو فنون ہی پڑھایا کرتے تھے ، اب کالج ہیں تو تنخواہ تو ہونی ہی ہے اس میں انگریز نوازی کیسی؟

اور انہی فُنون کو بہتر طریقے سے پڑھانے پر کالج کے پرنسپل نے انعام بھی دیا ، ایک اور اہم بات یہ بھی ہے کہ اس وقت کے تمام مسالک کے علماء کا اس بات پر اتفاق تھا کہ درس و تدریس کی ملازمت حرام نہیں ، اب ان حوالہ جات سے انگریز نوازی ثابت کرنا یہ صرف اور صرف غیر مقلدین کا دھوکہ ہے بس!!

اگر بالفرض اس کو اعتراض مان بھی لیا جائے تو غیر مقلدین بھی اس سے نہیں بچتے کیوں کہ مولانا مملوک علی صاحب شیخ عبد العزیز رحمہ اللہ کے شاگرد تھے اور شیخ عبد العزیز رحمہ اللہ غیر مقلدین کے نزدیک سراج الھند ہے اور بہت تعریفیں بھی کئی

ہے ، دیکھئے مشاجرات صحابہ رضی اللہ عنہم اور سلف کا موقف صفحہ 111 ، 112 نمبر از ارشاد الحق اثری ، اب اگر انکے شاگرد پر اعتراض کیا گیا تو غیر مقلدین نے بھی بقول اثری صاحب کے اپنے سراج الھند کے شاگرد پر اعتراض کیا

دھوکہ نمبر *10*

لکھتے ہیں کہ :حفظ الرحمٰن دیوبندی نے اپنی تقریر میں فرمایا "مولانا الیاس صاحبؒ کی تبلیغی تحریک کو بھی ابتداء حکومت کی جانب سے بذریعہ حاجی رشید احمد صاحب کچھ روپیہ ملتا تھا پھر بند ہو گیا "مکالمتہ الصدرین صفحہ 8 نمبر

تبلیغی جماعت کو انگریزی حکومت کی طرف سے کتنا روپیہ ملتا تھا اور کیوں ملتا تھا؟

حفظ الرحمٰن صاحب کی تقریر کا جواب دیتے ہوئے علامہ عثمانیؒ "دیوبندی صاحب نے فرمایا ۔ دیکھئے حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ مسلم بزرگ و پیشوا تھے ۔ ان تھانویؒ ہمارے آپ کے کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ ان کو چھ سو روپیہ ماہوار حکومت کی جانب سے دیئے جاتے تھے ، اسی کے ساتھ وہ یہ بھی کہتے تھے کہ گو مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو اس کا علم نہیں تھا کہ روپیہ حکومت دیتی ہے "مکالمتہ الصدرین صفحہ 9 نمبر

ممکن ہے کہ پہلے علم نہ ہو لیکن بعد میں انہیں علم ہوگیا تھا کیونکہ تھانوی صاحبؒ خود فرماتے ہیں "تحریکات کے زمانہ میں میرے متعلق یہ مشہور ہو گیا تھا کہ چھ سو روپیہ ماہانہ گورنمنٹ سے پاتا ہے "ملفوظات حکیم الامت جلد 6 صفحہ 74 ملفوظ نمبر 88

قاری محمد طیب صاحبؒ نے مدرسہ دیوبند کے بنیادی "حضرات "کے بارے میں لکھا ہے " :پھر جس میں اکثریت ایسے حضرات کی تھی جو تارکُ الدُّنیا اور مسجد نشین بزرگ تھے ، جنہیں سیاسیات سے تو بجائے خود ، عام شہری معاملات سے بھی کوئی خاص

لگاؤ نہ تھا اور یا ایسے بزرگوں کی تھی جو گورنمنٹ کے قدیم ملازم اور حال پنشنر تھے ، جن کے بارے میں گورنمنٹ کو شک و شبہ کرنے کی کوئی گنجائش ہی نہ تھی ۔ الخ "سوانح قاسمی جلد 2 صفحہ 246 ۔ 247 نمبر

کون تھا انگریز کا ایجنٹ صفحہ 11 تا 12 نمبر

تبصرہ

پہلے حوالے کے متعلق عرض ہے کہ یہ دعوی سرے سے ہی باطل ہے

اولاً *۔ اس لئے کہ مکالمۃ الصدرین کوئی مستند کتاب نہیں اگر اس کتاب میں درج شدہ باتیں واقعتاً کوئی مکالمہ تھا تو اس پر* فریقین کے سربراہوں کے دستخط ہونے چاہئے تھے ۔ جب کہ اس پر نہ تو حضرت مولانا مدنیؒ کے دستخط ہیں اور نہ حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کے ۔ اصل حقیقت اس کی فقط اتنی ہے کہ نظریہ قومیت کے اختلاف کے دنوں میں جمعیۃ علماء ھند کے ارکان کا ایک وفد حضرت شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی صاحبؒ کی تیارداری کیلئے ان کے مکان پر حاضر ہوا۔اس ملاقات میں چند ایک اختلافی مسائل بھی زیر بحث آئے ۔ ارکان جمعیہ اور حضرت علامہؒ کے سوا اس مجلس میں کوئی اور شخص موجود نہ تھا ۔جمعیۃ علمائے ھند کے مخالفین کو جب اس ملاقات کا علم ہوا تو ان بزرگوں کا آپس میں مل بیٹھنا سخت ناگوار گزرا ۔ چنانچہ ان مخالفین نے بتوسط مولوی محمد طاہر صاحب حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی صاحبؒ کی شخصیت کو استعمال کرکے ایسی صورت حال پیدا کردی کہ ان بزرگوں کو دوبارہ آپس میں مل بیٹھنے کا موقع ہی نہ مل سکے۔مولوی محمد طاہر صاحب نے کچھ باتیں تو حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ سے حاصل کیں اور بہت سی باتیں اپنی طرف سے ملا کر مکالمۃ الصدرین کے نام سے رسال طبع کرادیا ۔ اس رسالہ کے غیر مستند ہونے کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ اس کے مرتب یعنی مولوی محمد طاہر بزرگوں کی اس ملاقات میں سرے سے شریک ہی نہیں تھے

چنانچہ حضرت مدنیؒ فرماتے ہیں کہ *!!مگر خود غرض چالاک لوگوں نے نہ معلوم مولانا عثمانیؒ کو کیا سمجھایا اور کس قسم کا* پروپگینڈا کیا کہ کچھ عرصہ بعد یہ رسالہ مکالمۃ الصدرین شائع کردیا گیا ۔ جس میں نہ فریقین کے دستخط ہیں نہ فریق ثانی اراکین

جمعیہ کو کوئی خبر دی گئی نہ ان میں سے کسی سے تصدیق کرائی گئی ۔ خود مولانا موصوف کے دستخط بھی نہیں بلکہ مولوی محمد طاہر صاحب کے دستخط ہیں جو اثنائے گفتگو میں موجود تک نہ تھے ۔ کشف حقیقت صفحہ 8 نمبر

ارکان جمعیۃ کو جب اس رسالہ کی اشاعت کا علم ہوا تو عوام کے بے حد اصرار پر حضرت مولانا مدنیؒ نے 1365ھ بمطابق 1946ء میں کشف حقیقت کے نام سے اس کا جواب لکھا جو دلی پریس پرنٹنگ سے طبع ہوا ، *یہ کتاب آپ کو ہماری سائٹ اہلحق پر بریلویوں کے رد میں کتابوں کے سیکشن میں مل جائے گی" *جن میں انھوں نے اس بات کی صراحت فرمائی کہ رسالہ مذکورہ اس کے مرتب کے ذہن کی اختراع ہے جسے غلط طور پر علامہ عثمانیؒ کی طرف منسوب کردیا گیا ہے چنانچہ حضرت علامہ مدنیؒ فرماتے ہیں کہ!!

مکالمہ مذکورہ مولوی محمد طاہر صاحب ہی کا اثر خامہ اور ان ہی کے فہم و خیالات کا نتیجہ ہے۔اور ہماری باہمی گفتگو کو صرف ان خیالات و افکار کا حیلہ بنایا گیا ہے اور اسی لئے یہ حقیقت سے دور اور کذب و افتراء کا مجموعہ ہے ۔ کشف حقیقت صفحہ 9

نیز فرماتے ہیں کہ *اگر واقع میں یہ تمام تحریر مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کی مُصدِّقہ تھی تو مولانا نے اس پر دستخط کیوں نہ* فرمائے؟ اور اگر اس میں صداقت اور واقعیت تھی تو قبل اشاعت جمعیت کو دکھایا کیوں نہیں گیا ۔ کشف حقیقت صفحہ 10 نمبر

یعنی حضرت علامہ عثمانیؒ کا اس پر دستخط نہ کرنا ہی اس چیز کی دلیل ہے کہ یہ رسالہ ان کا مُصدّقہ نہیں بلکہ مخالفین نے ان بزرگوں کے درمیان مزید بعد پیدا کرنے کیلئے اس کی نسبت حضرت علامہ عثمانیؒ کی طرف کردی۔چنانچہ حضرت مولانا مدنیؒ اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ!!

چونکہ اس "مکالمۃ الصدرین "کی نسبت علامہ مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ کی طرف کی گئی ہے اس لئے اس سے لوگوں کو بہت سے شبہات اور خلجانات پیدا ہوئے اور وہ ہماری طرف رجوع ہوئے ۔ دیکھنے سے معلوم ہوا کہ بلاشبہ اس میں اکاذیب اور غلط

بیانیاں ہیں کہ جن کو دیکھ کر ہماری حیرت کی کوئی انتہاء نہ رہی اور بغیر افسوس اور انا للہ و انا الیہ رجعون پڑھنے کے اور کوئی چارہ کار نظر نہ آیا ۔ ایضا صفحہ 4 نمبر

ان حقائق سے صاف طاہر ہے کہ مکالمۃ الصدرین کوئی مستند اور مصدقہ کتاب نہیں یہ ایک غیر مستند کتاب ہے تو اس پر کسی دعوے کی بنیاد رکھنا ہی سرے سے غلط ہے

دوسری بات یہ ہے کہ یہ بات مولانا حفظ الرحمن صاحبؒ سے نقل کی گئی مکالمۃ الصدرین میں اور مولانا نے خود ان تمام باتوں کی تردید کی ہے کشف حقیقت میں اس تردید کی!!

چنانچہ کشف حقیقت صفحہ 42 میں یہ عنوان ہے مولانا حفظ الرحمن صاحب کا بیان اور پھر صفحہ 44 میں مکالمۃ الصدرین کے حوالے سے لکھا کہ مولانا حفظ الرحمن صاحب نے کہا کہ مولا نا الیاس رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغی تحریک کو بھی ابتداء حکومت کی جانب سے بذریعہ حاجی رشید احمد صاحب کچھ روپیہ ملتا تھا پھر بند ہوگیا مکالمۃ الصدرین اس کا جواب حضرت حفظ الرحمن سیوہارویؒ ناظم جمعیۃ علماء ہند یہ دیتے ہیں!!

وکفی باللہ شھیدا اس کا ایک ایک حرف افتراء اور بہتان ہے میں نے ہر گز ہر گز یہ کلمات نہیں کہے اور نہ مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغی تحریک کے متعلق یہ بات کہی گئی ہے سبحانک ھذا بہتان عظیم ۔ بلکہ مرتب صاحب مولوی محمد طاہر مسلم لیگی نے اپنی روانی طبع سے اس کو گھڑ کر اس لئے میری جانب منسوب کرنا ضروری سمجھا کہ اس کے ذریعہ سے حضرت مولانا الیاس صاحبؒ کی تحریک سے والہانہ شغف رکھنے والے ان مخلصوں کو بھی جمعیۃ علماء ہند سے برہم اور متنفر کرنے کی ناکام سعی کریں جو جمعیۃ علماء ہند کے اکابر و رفقاء کار کے ساتھ بھی مخلصانہ عقیدت اور تعلق رکھتے ہیں اب یہ قارئین کرام کا اپنا فرض ہے کہ۔وہ اس تحریر کو صحیح قرار دیں جس کی بنیاد شرعی اور اختلافی احساسات کو نظر انداز کرکے محض جھوٹے پروپگنڈے پر قائم کی گئی ہے یا اس سلسلہ میں میری گزارش اور تردید پر یقین فرمائیں

البتہ میں مرتب صاحب کی اس بے جاء جسارت کے متعلق اس سے اس سے زیادہ اور کیا کہہ سکتا ہوں والی اللہ المشتکی واللہ بصیر بالعباد ، انتھی بلفظہ کشف حقیقت صفحہ 44 ۔ 45 نمبر

ایسی واضح اور صریح تردید کی موجودگی میں تبلیغی جماعت کو سرکار برطانیہ کا ہمدرد اور نمک خوار ثابت کرنا کہاں کا انصاف و دیانت ہے؟

سچ کہا

نورِ خدا ہے کُفر کی حرکت پر خندہ زن

پُھونکوں سے یہ چراغ بُجھایا نہ جائے گا

غیر مقلدین اپنے گھر کی خبر لیں

عطا اللہ ڈیروی غیر مقلد لکھتا ہے کہ" *!!تبلیغی جماعت محض احناف کی نمائندہ نہیں بلکہ اس میں شافعی اور اہل حدیث* وغیرہ بھی شامل ہیں

تجزیہ اور تعاقب صفحہ 93 نمبر

اب آئے دوسرے حوالے کی طرف *تو وہ بھی فریق مخالف کیلئے سود مند نہیں اس لئے کہ اولاً مکالمۃ الصدرین کی حقیقت* واضح کی جاچکی ہے ایسی غیر مستند کتاب پر کسی دعوے کی بنیاد رکھنا ہی جہالت ہے

!!اس کتاب میں حضرت عثمانیؒ صاف لفظوں میں اس الزام کو مخالفین کا سیاسی پروپگینڈا قرار دے رہے ہیں ملاحظہ فرمائیں

عام دستور ہے کہ جب کوئی شخص کسی سیاسی جماعت یا تحریک کا مخالف ہو تو اس قسم کی باتیں اس کے حق میں مشتہر کی جاتی ہیں ۔ دیکھئے حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ ہمارے اور آپ کے مسلم بزرگ پیشوا تھے ۔ ان کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ ان کو چھ سو روپے ماہوار حکومت کی جانب سے دئے جاتے تھے ۔ مکالمۃ الصدرین صفحہ 9 نمبر

باقی اس اعتراض کا اوپر بھی ہم قلع قمع کر چکے ہیں

اب آئے تیسرے حوالے کی طرف *!!لگتا ہے کہ معترض صاحب قلم اٹھاتے وقت یہ قسم کھا بیٹھے تھے کہ حق و صداقت* اور دیانت کا جتنا خون وہ ان صفحات میں کرسکتے ہیں کرکے رہیں گے

سوانح قاسمی *"کے مصنف حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانیؒ کی اس بحث پر دارالعلوم کے روح رواں کی حیثیت سے"* حُجّۃُ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمتہ اللہ تعالٰی علیہ کا نام شروع کے دور میں جو نمایاں نہیں ہوا

تو اس کی وجہ سیاسی مصلحت تھی یا کچھ اور؟ *حکیم الامت حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ حاشیہ میں یہ رائے ظاہر* کرتے ہیں کہ اور جو کچھ بھی اس کی وجہ رہی ہو وقت کی سیاسی مصلحت بھی ضرور اس کی ایک وجہ بظاہر تھی ۔ یہ حاشیہ کتاب کے صفحہ 246 سے شروع ہوکر صفحہ 247 تک گیا ہے یعنی ایک صفحہ سے زیادہ کا تھا ۔ اس کی وہ چند سطریں یہاں پڑھ لینے ، کی ضرورت ہے جن میں قاری صاحب کی اصل مقصدی گفتگو درج ہوئی ہے ۔ فرماتے ہیں "اس وقت کے نازک حالات حضرت والا کا وارنٹ ، روپوشی ، سرکاری دوشوں کا پیچھے پیچھے لگا رہنا ، پھر حضرت والا کے ان جذبات و نظریات کا ماضی سے زیادہ مستقبل کیلئے ہوتا جو اس وقت اجراء مدرسہ کی روح اور آج ایک مستقل مکتب خیال اور ملت کی تاریخ بنے ہوئے ہیں جن کی رو سے یہ مدرسہ تعلیمی ہونے کے ساتھ ساتھ گویا اہل اللہ کی سیاست کا ایک مرکز بھی تھا ۔ کچھ ایسی باتیں نہ تھیں گو کلیۃً پردہ خفاء میں ہوں یا کم از کم بحیثیت مجموعی حکومت وقت کی نگاہوں سے بالکل اوجھل ہوں ایسی صورت میں حضرت والا کا

بحیثیت بانی یا بحیثیت کسی ذمہ دار عہدیدار کے سامنے آنا بلاشبہ مدرسہ کو خطرات و مہالک کا شکار بنا سکتا تھا ، اور ابتداء ہی سے حکومت وقت کی نگاہیں اس پر کڑی ہوجاتی ہیں ، جس سے وہ حریت پرور مقاصد بروئے کار نہ آسکتے تھے جن کیلئے یہ تاسیس عمل میں آئی تھی۔ ان حالات میں حضرت والا کا کسی رسمی ذمہ داری کی صورت میں سامنے نہ آنا اور سب کچھ ہونے کے باوجود کچھ بھی نہ ہونے کو نمایاں رکھنا ایک اچھی خاصی سیاسی مصلحت کی صورت ہوجاتی ہے ، سوانح قاسمی حاشیہ صفحہ 246 نمبر

اس کے آگے بحث کے اس نکتہ پر کلام کرتے ہوئے کہ اگر ایسا تھا تو عام ممبران یا ممتحنین کی فہرست میں بھی حضرت رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام کیوں آیا؟ قاری صاحب مدظلہٗ نے تحریر فرمایا ہے کہ اتنی بات سے کسی عہدیدارانہ ذمہ داری کی صورت نہیں ظاہر ہوئی علاوہ ازیں اس فہرست میں ایسے حضرات کی اکثریت تھی ، جو تارک الدنّیا اور مسجد نشیں بزرگ تھے جنہیں سیاست سے تو بجائے خود عام شہری معاملات سے بھی کوئی خاص لگاؤ نہ تھا اور یا ایسے بُزرگوں کی تھی جو گورنمنٹ کے قدیم ملازم اور حال پیشنر تھے جن کے بارے میں گورنمنٹ کو شک و شبہ کرنے کی گنجائش ہی نہ تھیں "صفحہ 246 ۔ 247 نمبر

بعد ازاں لکھتے ہیں ‘‘اس پر بھی مخالفین مدرسہ نے حضرت ہی کے تعلق کو بنیاد قرار دے کر مدرسہ کو حکومت وقت کی نگاہوں میں مشتبہ کر دینے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی حتیٰ کہ گورنمنٹ کو تحقیقات کرانی پڑی

اس وقت یہی حضرات آگے بڑھے اور اپنے سرکاری اعتماد کو سامنے رکھ کر مدرسہ کی صفائی پیش کی جو کارگر ہوئی ورنہ اگر شخصی طور پر عہدیدارانہ ذمہ داریوں کے ساتھ حضرت والا آگے ہوئے ہوتے تو ظاہر ہے کہ مدرسہ کی طرف سے ان بزرگوں کی صفائی اور یقین دہانی کارگر نہ ہوسکتی تھی ۔ صفحہ 247 نمبر

یہ ہے حکیم الامّت حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ کے اس بیان کی اصلی صورت *۔ مگر کیا کوئی صاحب آدمیوں کی* دنیا میں ایسے میں جو حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ کے بیان کی یہ اصل صورت دیکھنے کے بعد بھی اس بیان کی رُو سے دارالعلوم دیوبند اور اس کے اصل ذمہ داروں کو انگریزوں سے نیاز مندانہ اور سازبازانہ تعلقات رکھنے کا مرتکب کہنے کی ہمت

فرماسکیں ، ہم کن الفاظ میں اپنی اس تکلیف کا اظہار کریں کہ جناب معترض صاحب نے محض گروہ بندانہ بغض و عناد میں خدا ناترسی کا یہ ریکارڈ قائم کرکے لوگوں کو یہ کہنے کا موقع دیا ہے کہ یہ عبا و قبا اور جبہ و دستار

والے پیشوایان ملت و مذہب بھی کس گھٹیا درجہ تک کرتبی ہوسکتے ہیں؟ ہم کہہ چکے ہیں کہ دارالعلوم دیوبند اور جماعت دیوبند کا معاملہ انگریزوں کے سلسلے میں ایسا نہیں ہے کہ جس پر کوئی مدعی غبار اڑانے میں کامیاب ہوسکے ۔ یہ چاند پر تھوکنا اور سر پر خاک اڑانا ہے جس کا نتیجہ ازل سے ایک ہی رہا ہے ۔ ایک پوری تاریخ کو جو ہزاروں افراد کے جہاد و پیکار ، قید و بند مصائب و آلام اور جہد مسلسل کے واقعات سے بنی اور اس ملک کے چپہ چپہ پر ہی نہیں اس سے باہر بھی خون پسینے کی روشنائی سے لکھی گئی اور 1947ء تک تسلسل کے ساتھ لوگوں کی نظروں سے گزری ۔ ایسی تاریخ کو چند غیر مقلدین نہیں اگر ہزار ، دس ہزار معترضین بھی چاہیں تو اسے چھپا دینے یا مسخ کردینے پر قادر نہیں ہوسکتے ، اس سے بھی آگے سن لیجئے

*کہ اگر خود دیوبند والوں کی کسی کتاب میں بھی اس تاریخ کی عام شہرت کیخلاف کچھ لکھا ہوا ہے تو اس کی مدد لے کر بھی اس برحق شہرت کا تختہ الٹ پلٹ ڈالنے کی کوشش ایک دیوانگی کے سوا کچھ نہیں ہوسکتی ۔ *ارباب جہاد و پیکار کی تاریخ میں ایسے نازک وقت بھی آتے ہیں کہ دُشمن کو دھوکہ دینے کیلئے اپنے اصلی کردار کو چُھپانا پڑتا ہے اور صاف گُفتاری کے بجائے مصلحت کی زبان اور قلم سے کام لینے کا تلخ گھونٹ پینا ضروری ہو جاتا ہے

اسے معترض صاحب جیسے لوگ نہیں سمجھ سکتے جن کے کُنبے ، قبیلے میں بھی کسی نے ان خاردار وادیوں کی سیر نہیں کی لیکن اس راہ کے تمام رہبروں کی تاریخ میں ایسے اوراق کہیں نہ کہیں ضرور ملتے ہیں ۔ ایسا ہی وہ ایک وقت تھا جب 1857ء کے جہاد کا پانسہ انگریزوں کے حق میں پلٹ جانے کے بعد، دیوبندکے بزرگوں نے دارالعلوم کے نام سے ایک نئے محاذ کی بنیاد ڈالی باطل جتنے چاہیے وطیرے استعمال کر لے مگر اس تاریخ کو کبھی بھی چھپا نہیں سکتے ،

دھوکہ نمبر *11*

لکھتے ہیں کہ :اشرف علی تھانوی کے "چھوٹے بھائی جناب منشی اکبر علی صاحب مرحوم کو جو بریلی مینوسپلٹی کے سیکرٹری کے معزز عہدہ پر بمشاہرہ پانچ سو روپیہ ملازم تھے ۔ تعلیم انگریزی کے لئے منتخب فرمالیا "دیکھئے اشرف السوانح جلد 1 صفحہ 11 باب دوم شرف نسب

حسین احمد مدنی دیوبندی نے اشرف علی تھانوی کے بھائی کے بارے میں لکھا ہے "محکمہ سی آئی ڈی میں بڑے عہدیدار آخر تک رہے ، حوالے کے لئے دیکھیے یہی مضمون فقرہ نمبر 17 تھانوی کا بھائی انگریزوں کی انٹیلی جنس (یعنی سی آئی ڈی CID کا ایک اعلٰی افسر تھا .نیز دیکھئے شو ٹائم کراچی ، اپریل 1988ء صفحہ 131 نمبر

: شورش کاشمیریؒ نے لکھا ہے

حقیقت یہ ہے کہ برطانوی عملداری میں سی آئی ڈی کے ہندوستانی اہل کار قوم فروشی اور ملک دشمنی کی شرمناک تصویروں کا" البم تھے ۔ پسِ دیوار زنداں صفحہ 416 نمبر

اسی طرح آگے لکھتے ہیں کہ *:حسین احمد مدنی نے اشرف علی تھانوی کا جھوٹا دفاع کرتے ہوئے لکھا ہے ۔ "البتہ تحریک* آزادی ہند میں ان کی رائے خلاف تھی، نہ انہوں نے کوئی مخبری کی اور نہ ان کو انگریزوں سے اس قسم کے تعلقات رکھنے کی کبھی نوبت آئی ، ہاں مولانا مرحومؒ کے بھائی محکمہ سی آئی ڈی میں بڑے عہدیدار آخر تک رہے ان کا نام اکبر علی ہے ، انہوں نے جو کچھ کیا ہو مستعبد نہیں ہے "مکتوبات شیخ الاسلام جلد 2 صفحہ 319 نمبر ۔ کون تھا انگریز کا ایجنٹ ص 12 تا 13 نمبر

!!تبصرہ

یہ غیر مقلدین بھی عجیب ہے خود ہی ہمارے علماء کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ مولانا تھانویؒ کے بھائی کا عمل مستعبد نہیں ہے جیسا کہ مولانا مدنیؒ نے لکھا ہے پھر بھی ہم پر اعتراض کرتے ہیں

خود غیر مقلدین نواب وحید الزمان سے اپنا دامن بچانے کے لیے یہ کہتے ہیں کہ "ان کے اہل حدیث ہونے کا انکار ہے اور ان سے براءت و بیزاری کا اعلانیہ اظہار کر رکھا ہے ۔ نواب وحید الزمان حیدر آبادی مسلک و نظریہ - ایک تحقیقی جائزہ صفحہ 18 نمبر

جب غیرمقلدین کے کہنے پر وحید الزمان غیر معتبر بن سکتا ہے تو مولانا مدنیؒ کے انکار کے باوجود مولانا تھانویؒ کا حوالہ پیش کرنا کہاں کی دیانت داری ہے؟

اب بات بچی شورش کاشمیریؒ کی تو اس جگہ غیر مقلدین نے احمد رضا خان کی سنّت پر عمل کرتے ہوئے قطع و بُرید سے کام لیا ہے چنانچہ اگر عبارات کا سیاق و سباق دیکھ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ مولانا نے یہ بات پنجاب کے سی آئی ڈی والوں کے متعلق کہی ہے اور اکبر علی صاحب تو تھانہ بھون میں تھے ، تو کہاں کی بات کہاں لے آئے ۔ تفصیل کے لئے دیکھے یہی پسِ دیوار زنداں صفحہ 408 تا 420 نمبر

دھوکہ نمبر *12*

لکھتے ہیں کہ :دیوبندی "مفتی "محمد سعید خان نے کہا " :دار العلوم دیوبند کی جو پہلی تعمیر ہوئی ہے اس کے لئے ضروری اراضی بانی دار العلوم کو انگریزی حکومت نے عطا کی تھی ۔ نہ صرف یہ بلکہ اس کی تاسیس میں انگریزی حکومت کے کارندے بھی شریک تھے "ماہنامہ صفدر گجرات ، پاکستان شمارہ نمبر ۔ 14 صفحہ 20 نمبر

تنبیہ : *محمد سعید خان کے حوالے کے بارے میں زاہد حسین رشیدی کی تردید کی یہاں کوئی حیثیت نہیں ہے ۔ اور آگے* لکھتے ہیں کہ :اپنے مخالفین کی طرف سے پیش کئے گئے بعض حوالہ جات سے پریشان ہو کر دبی زبان میں اعتراف شکست کرتے ہوئے عبد القدوس قارن دیوبندی نے لکھا ہے "بعض علماء سے انگریز کی حمایت میں کچھ الفاظ موجود ہیں مگر وہ توریہ کے طور پر ہیں "ایضاح سنت صفحہ 114 نمبر

اب آل دیوبند سے کوئی پوچھے کہ جب تمہارے اپنے گھر کی کیفیت یہ ہے تو پھر دوسروں کو طعنہ کیوں دیتے ہو؟ کون تھا انگریز کا ایجنٹ صفحہ 13 تا 14 نمبر

!!تبصرہ

مفتی سعید کی اس بات کی تردید ہمارے علماء نے کر رکھی ہے اور خود مفتی سعید نے یہ بات بے حوالہ کئی ہے اور اب تک بھی حوالہ نہیں دے پایا ہے اور غیر مقلدین کا بے حوالہ بات پر کیا اصول ہے وہ بھی دیکھ لیں

زبیر علی تکفیری لکھتا ہے کہ "مخالفین کی بے حوالہ سنی سنائی جرح مردود ہوتی ہے "الحدیث شمارہ نمبر 90 صفحہ 24 نمبر

لہذا یہ بات ہی مردود ہے ، اور بے شرمی تو دیکھے کہ نیچے یہ بھی لکھ دیا کہ زاہد حسین صاحب کی تردید کی کوئی حیثیت نہیں ....واہ...

!!اگر یہی بات ہم وحید الزمان کے مسئلہ میں آپ کو کہے تو؟ کچھ تو عقل کی باتیں لکھا کرے

آگے بے وقوفی کی حدیں پار کرتے ہوئے ایضاح سنت کا حوالہ دے دیا آخر اس میں اعتراض کی کیا بات؟ اگر وہ الفاظ توریہ کے طور پر نہیں ہیں تو دیجئے کوئی حوالہ اگر آپ کے پاس ہے لیکن تُم مر جاؤں گے مگر کبھی ثابت نہیں کر پاؤں گے

ہمارے اکابرین پر جو الزامات تھے ان کی حقیقت تو قارئین دیکھ چکے ہیں اور ساتھ ہی میں غیر مقلدین کا دجل و افترا بھی

اس کے بعد اپنے منہ میاں مٹھو بنتے ہوئے لکھا ہے کہ مسئلہ کشمیر کی وجہ سے ہم مناظرہ بازی سے دور ہے ۔ تو ہم عرض کرتے ہیں کہ مفتی نذیر صاحب کے خلاف ویڈیو بنا کر کس نے ماحول میں آگ ڈالی؟

جگہ جگہ اپنی مسجدیں الگ کر کے کس نے انتشار پھیلایا؟

عُلماء احناف پر کشمیر میں بھونکنا کن لوگوں نے شروع کیا؟

اب ہم جواب دے تو فتنہ پرور ...واہ

نیچے "اہل حدیث کی قدامت اور مخالفین "کے عنوان کے تحت یہ باور کرانے کی کوشش کی گئی ہے کہ احناف نے بھی غیر مقلدین کو قدیم مانا ہے جبکہ وہاں اہل حدیث لفظ لکھا ہے جن سے ہر گز بھی تم لوگ مراد نہیں ہو بلکہ صاحب حدیث اور محدثین مراد ہے

ایک عظیم جھوٹ

اس جگہ انہوں نے لکھا ہے "ابو الاعلی مودودی حنفی "دیکھئے صفحہ 16 نمبر

جس پر ہم بس یہی کہے گے

"لعنت اللہ علی الکاذبین"

سلف کی نظر میں اہلِ حدیث سے کون مراد ہیں؟

قرونِ اُولیٰ اور قرونِ وُسطیٰ میں اہلحدیث سے مراد وہ اہلِ علم تھے ، جو حدیث پڑھنے پڑھانے راویوں کی جانچ و پڑتال اور حدیث کی شرح و روایت میں مشغول رہتے ہوں ، حدیث ان کا فن ہو اور وہ علمی طور پر اس کے اہل ہوں ، دوسرے لفظوں میں یوں سمجھئے کہ اُن ادوار میں اہلحدیث سے محدثین مراد لئے جاتے تھے ، اگر کوئی علمی طور پر اس درجے میں نہیں کہ حدیث پر کوئی فیصلہ دے یا اس کے راویوں کو پہچانے تو صاف کہہ دیا جاتا تھا کہ وہ اہلحدیث میں سے نہیں ہے ، عامی ہے ، حافظ ابن تیمیہؒ)728ھ (ایک مقام پر محدّثین کی اس عادت پر کہ فضائل میں ضعیف حدیثیں بھی روایت کردیتے ہیں ، تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں "والبیھقي یروي في الفضائل أحادیث کثیرة ضعیفة بل موضوعة کما جرت عادة أمثاله من أهل العلم "منہاج السنة جلد 3 صفحہ 8

ترجمہ :بیہقی فضائل میں بہت سے ضعیف بلکہ موضوع احادیث بھی لے آتے ہیں جیسے کہ ان جیسے اہلِ علم کی عادت جاری ہے

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں کہ جس طرح علم نحو میں نحویوں کی طرف ، لغات میں علماء لغت کی طرف ، شعر میں علماء ادب کی طرف اور طب میں علماء طب کی طرف رجوع کیا جاتا ہے ، ظاہر ہے کہ اہلِ حدیث سے مراد بھی وہ علماء فن ہوں گے جن کی طرف اس فن میں رجوع کیا جاسکے "المنقولات فیھا کثیر من الصدق وکثیر من الکذب والمرجع في التمییز بین ھذا وھذا إلی أھل علم الحدیث کما نرجع إلی النحاة في الفرق بین نحو العرب ونحو غیر العرب ونرجع إلی علماء اللغة فیما ھومن اللغة وما لیس من اللغة وکذلک علماء الشعر والطب وغیر ذلک فلکل علم رجال یعرفون به والعلماء بالحدیث اجل ھؤلاء قدرا وأعظمھم صدقا وأعلاھم منزلة واکثر دینا "۔ منہاج السنة جلد 4 صفحہ 10 ۔ از الاجوبة الفاضلہ 142 نمبر

ترجمہ :اس باب میں صدق و کذب پر مشتمل روایات بہت ہیں ، سچی اور جھوٹی کی تمیز کے لیے اہلحدیث)محدّثین (کی طرف ہی رجوع کرنا ہوگا ، جیسے نحو کے باب میں نحویوں کی طرف ، لغت کے باب میں علماء لغت کی طرف رجوع کیا جاتا ہے ۔ ہر علم کے کچھ رجال ہوتے ہیں ، انہیں اس علم کے پہلو سے جانا جاتا ہے ، علماء حدیث)محدّثین (ان سب سے زیادہ جلیل القدر

ہیں ، سب سے زیادہ سچے ہیں اور سب سے اُونچا درجہ رکھتے ہیں اور اِن میں دین بہت زیادہ پایا جاتا ہے ۔ یہاں اس حوالے کی بھی تردید ہوتی ہے جو ان لامذہبوں نے آگے ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے ۔ الحمد اللہ

حافظ جمال الدین الزیلعی)762ھ (ابن دمیہ سے نقل کرتے ہیں "وَيَجِبُ عَلَى أَهْلِ الحَدِيثِ أَنْ يَتَحَفَّظُوا مِنْ قَوْلِ الحَاكِمِ ، فَإِنَّهُ كَثِيرُ الغَلَطِ ظَاهِرُ السَّقْطِ ، وَقَدْ غَفَلَ عَنْ ذَلِكَ كَثِيرٌ مِمَّنْ جَاءَ بَعْدَهُ ، وَقَلَّدَهُ فِي ذَلِكَ "نصب الرایہ جلد 1 صفحہ 345

ترجمہ :اہل حدیث پر لازم ہے کہ حاکم کے قول سے بچیں وہ بہت غلطیاں کرتے ہیں ، ناقابل اعتماد ہیں ، بہت سے لوگ جو اِن کے بعد آئے اور اس میں اس کی پیروی کرتے رہے اس حقیقت سے ناواقف ہیں

دوسری صدی کے جلیل القدر محدث حضرت امام شافعیؒ ایک جگہ حدیث "لاوصیہ لوارثہ "کے بارے میں لکھتے ہیں "أنہ لایثبتہ أھل الحدیث ولکن العامۃ تلقتہ بالقبول وعملوا بہ "فتح المغیث جلد 1 صفحہ 279 شاملہ ، الناشر ۔ دار الکتب العلمیۃ ، لبنان

ترجمہ :اہلحدیث تو اسے ثابت نہیں مانتے لیکن عامۃ الناس نے اسے قبول کیا اور اس پر عمل کیا محدثین میں ہلال بن یساف کے بارے میں ایک سوال اُٹھا کہ اس نے وابصہ بن معبد اسدی کو پایا ہے یا نہیں؟ اور یہ روایت کس طرح ہے ، اس پر امام ترمذی رحمہ اللہ لکھتے ہیں "وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الحَدِيثِ فِي هَذَا فَقَالَ بَعْضُهُمْ حَدِيثُ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ رَاشِدٍ عَنْ وَابِصَةَ بْنِ مَعْبَدٍ أَصَحُّ وَقَالَ بَعْضُهُمْ حَدِيثُ حُصَيْنٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ عَنْ زِيَادِ بْنِ أَبِي الجَعْدِ عَنْ وَابِصَةَ بْنِ مَعْبَدٍ أَصَحُّ قَالَ أَبُو عِيسَى وَهَذَا عِنْدِي أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ عَمْرِو ابْنِ مُرَّةَ"

ترمذی ، كِتَاب الصَّلَاةِ ، بَاب مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهُ ، حدیث نمبر 213 ، شاملہ ، موقع الِاسلام

ترجمہ *:اہلحدیث کا اس میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں عمرو بن مرہ کی روایت زیادہ صحیح اور بعض کہتے ہیں حصین کی* روایت زیادہ صحیح ہے

یہ عبارت بڑی وضاحت سے بتلارہی ہے کہ اہلحدیث سے مراد یہاں محدّثین ہیں سند میں محدثین کے اختلاف کو اختلافِ اہلحدیث کہہ کر ذکر کیا گیا ہے ۔ یہاں فقہی مسلک کا کوئی فرقہ مراد نہیں جس میں تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ دونوں قسم کے ، لوگ ہوں ، یہ تیسری صدی ہجری کی تحریر صریح طور پر بتلا رہی ہے کہ ان دِنوں اہلحدیث سے مراد محدثین لیے جاتے تھے نہ کہ کوئی فقہی مسلک یا فرقہ ، ابو ابراہیم الانصاری المدینی کے بارے میں لکھتے ہیں "لَيْسَ هُوَ بِالْقَوِيِّ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ "ترمذی جلد 1 صفحہ 21 نمبر

ترجمہ *:وہ اہلحدیث کے ہاں قوی نہیں ہے*

"ایک اور راوی کے بارے میں لکھتے ہیں "تَكَلَّمَ فِيهِ بَعْضُ أَهْلِ الْحَدِيثِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ

ترمذی ، كِتَاب الْمَنَاقِبِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم ، بَاب مَنَاقِبِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، حدیث نمبر شاملہ ، موقع اِلاسلام ، 3699

ترجمہ *:اس میں بعض اہلحدیث نے حفظ کی رو سے کلام کیا ہے*

"پھر ایک اور جگہ لکھتے ہیں "وَهُوَ ضَعِيفٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ

ترمذی ۔ كِتَاب الصَّلَاةِ ، بَاب مَاجَاءَ فِي الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فِي الْحَضَرِ ، حدیث نمبر 173 ، شاملہ ، موقع اِلاسلام

ترجمہ *:وہ اہلِ حدیث کے ہاں ضعیف ہے*

امام ترمذی اہلحدیث کو کہیں کہیں اصحاب الحدیث کہہ کر بھی ذکر کرتے ہیں ، حدیث "لاتزال طائفۃ من امتی ظاہرین علی الحقد کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ان سے مراد اصحاب الحدیث ہیں، امام بخاری نے بھی تصریح کی ہے کہ اس سے مراد علم " حدیث کے ماہر اہل العلم ہیں ۔ بخاری جلد 2 صفحہ 1087 نمبر

خطیب بغدادی)462ھ (ابو عبد اللہ الحاکم کے اس زعم پر کہ حدیث طیبہ اور حدیث "من کنت مولاہ "صحیحین کی شرطوں کے مطابق ہیں ، جرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں "فانکر علیہ اصحاب الحدیث ذلک ولم یلتفتوا الی قولہ ولاصوبوہ علی فعلہ "تاریخ بغداد جلد صفحہ 474 نمبر 5

ترجمہ *:اصحاب الحدیث نے اس پر انکار کیا ہے اور اس کی بات پر توجہ نہیں کی اور اسے اس کے عمل میں درست نہیں کہا*

حافظ ابن عبدالبر مالکی)463ھ (بھی ایک جگہ لکھتے ہیں "وقالت فرقۃ من أھل الحدیث :إن وطئَ في الدم فعلیہ دینار ، وإن وطئَ في انقطاعہ فنصف دینار ورأت فرقۃ من اھل الحدیث تطویل السجود فی ذلک "تمہید جلد 3 صفحہ 176 نمبر

ترجمہ *:اہل حدیث کی ایک جماعت نے کہا ہے اگر اس نے ایام میں اس سے صحبت کی تو اسے ایک دینار صدقہ لازم* آئے گا اور بعض اہلِ حدیث نے کہا ہے کہ اس پر دراز سجدہ اس کے ذمہ ہے

اس سے پتہ چلتا ہے کہ اہلحدیث میں فقہی مسلک کے کئی فرقے تھے ، اہلحدیث خود کوئی فقہی مسلک یا فرقہ نہ تھا نہ ان کی کوئی علیحدہ جماعت بندی تھی ، امام نووی شارح صحیح مسلم ساتویں صدی ہجری کے نامور محدث ہیں، آپ نے ایک مقام پر

حذف الفاظ کی بحث کی ہے ، اس میں آپ محدثین کی عادت ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں "جرت عادت اہل الحدیث بحذف قال ونحوہ فیما بین رجال الاسناد فی الخط وینبغی للقاری ان یلفظ بھا "مقدمہ شرح نووی ۔ 19 دہلی

ترجمہ *:اہل حدیث کا طریقہ تحریری رجال اسناد میں قال وغیرہ کے الفاظ کوحذف کرتا رہا ہے ، لیکن قاری کو چاہیے کہ وہ* انہیں بولا کرے

ظاہر ہے کہ یہاں اہلِ حدیث سے مراد اصحابِ اہل فن علماء حدیث ہی ہوسکتے ہیں نہ کہ کسی ایک فقہی مسلک کے عوام ، اس سے پتہ چلتا ہے کہ ساتویں صدی ہجری تک اہلِ علم کے ہاں اہلحدیث سے مراد محدثین ہی لیے جاتے تھے ، ایک اور مقام پرلکھتے ہیں "یجوز عند اہل الحدیث التساہل فی الاسانید الضعیفۃ وروایۃ ماسوی الموضوع من الضعیف والعمل بہ "تقریب بشرح التدریب صفحہ 196 نمبر

ترجمہ *:اہلِ حدیث کے ہاں اسانید ضعیفہ میں بشرطیکہ موضوع کی حد تک نہ ہوں ، درگزر سے کام لینا اور اس پر عمل کرنا* جائز رکھا گیا ہے

صحیح البخاری کے الفاظ "فاجازوہ "کی شرح میں حافظ ابن حجر عسقلانی)852ھ (لکھتے ہیں

فمعنی قول البخاري فأجازوه أي قبلوه منہ ولم يقصد الاجازه المصطلحۃ بين أهل الحديث "فتح الباری جلد 1 صفحہ 164 نمبر "

ترجمہ *:امام بخاریؒ نے "فاجازوہ "کے الفاظ اجازت کے اس معنی میں استعمال نہیں کیے جو اہل حدیث کی اصطلاح ہے*

حافظ ابن حجر کے ان الفاظ سے یہ بات واضح ہے کہ ان دنوں اہلحدیث سے کوئی فقہی مکتبِ فکر ہرگز مراد نہ تھا ، بلکہ اس سے اہلِ فن محدثین ہی مراد لیے جاتے تھے اور ان کی اپنی اپنی اصطلاحات تھیں اور اس سے یقیناً اہلِ علم کا ہی ایک طبقہ مراد ہوتا تھا ، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ ایک اور مقام پر حدیث "لن تزال ھذہ الامۃ قائمۃ علی امراللہ "کی شرح میں لکھتے ہیں وقد جزم البخاري بأن المراد بهم أهل العلم بالآثار وقال أحمد بن حنبل اِن لم يكونوا أهل الحديث فلا أدري من هم ، فتح الباری" جلد 1 صفحہ 164

ترجمہ *:امام بخاری نے پورے یقین سے کہا ہے کہ اس سے مراد احادیث کے اہلِ علم ہیں اور امام احمد فرماتے ہیں کہ* اگراس سے اہلحدیث مراد نہ ہوں تومیں نہیں جانتا کہ پھرکون لوگ مراد ہوں گے

لانورث ما ترکناہ صدقۃ *"مشہور حدیث ہے ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :انبیاء کی وراثت نہیں ہوتی ، ہم جو چیز"* چھوڑیں وہ صدقہ میں جائے گی ، شیعہ علماء نے اسے اپنے مقصد کے خلاف سمجھتے ہوئے "لانُورِث "کے الفاظ کو "لایورث "سے بدل دیا ، اب معنی یہ ہوگئے کہ ہم مسلمان جوچیز صدقہ میں چھوڑیں اسے وراثت میں نہ لایا جائے ، اب یہ مسئلہ وراثت انبیاء سے نکل کر ایک عام ضابطہ میں آگیا کہ صدقہ میں دی گئی چیز پھر اپنی ملکیت میں نہیں لی جاتی ، حافظ ابنِ حجر لکھتے ہیں کہ یہاں دیکھنا چاہیے محدّثین کی اصل روایت کیا ہے اور انہوں نے حدیث کو کن الفاظ میں ضبط کیا ہے ، وہ لکھتے ہیں "والذي توارد علیه أهل الحديث في القديم والحديث لا نورث بالنون "فتح الباری کما فی حاشیۃ ابی داؤد جلد 2 صفحہ 414 نمبر

یہاں اہلِ حدیث سے مراد فنِ حدیث کے ماہرین ہیں، اس وقت تک اہلحدیث کا لفظ انہی معنوں میں بولا جاتا تھا جوعہد قدیم میں اس لفظ کے معنی تھے ، یہ لفظ اہلِ علم کے اس طبقہ کے لیے استعمال ہوتا تھا جومحدثین تھے، یہ کسی ایک مکتبِ فکر یا فرقے کا نام نہ تھا ، یہ ماہرین فن سب اس پر متفق ہیں کہ اصل روایت نون سے ہے یا سے نہیں ، اہلِ حدیث الفاظ حدیث کو ان کے اصل مراجع و مصادر سے پہچانتے ہیں اور وہ محدثین ہیں ، سو اس میں کوئی شک نہیں کہ اہلحدیث باصطلاح قدیم سے مراد فنِ حدیث کے جاننّے والے تھے ، اہل العلم بالآثار سے یہی مراد ہے ، علامہ شامی محقق ابن ہمام]561ھ [سے یہ بحث نقل کرتے ہیں کہ خوارج کو کافر کہا جائے یا نہیں؟

: محقق ابنِ ہمام نے لکھا ہے

وَذَهَبَ بَعْضُ الْمُحَدِّثِينَ إِلَى كُفْرِهِمْ، قَالَ ابْنُ الْمُنْذِرِ :وَلاَأَعْلَمُ أَحَدًا وَافَقَ أَهْلَ الحَدِيثِ عَلَى تَكْفِيرِهِمْ "ردالمختار جلد 3 صفحہ 428" نمبر

ترجمہ *:بعض محدثین ان کی تکفیر کے قائل ہیں ابن المنذر نے کہا ہے میں نہیں جانتا کہ کسی نے اس پر محدثین کی* موافقت کی ہو ، نویں صدی کے اہلحدیث میں حافظ ابن حجر عسقلانی)852ھ (اور حافظ ابن ہمام اسکندری)861ھ (کے ناموں ، سے کون واقف نہیں ، پہلے بزرگ شافعی ہیں اور دوسرے حنفی اور دونوں اہلِ حدیث سے حدیث کے علماء فن مراد لیتے تھے ان الفاظ سے کوئی خاص فقہی مسلک مراد نہیں لیا جاتا تھا

اہلِ فن محدثین میں پھر کئی فرقے اور مسالک تھے ، ان میں حنفی بھی تھے اور شافعی بھی ، اہلحدیث خود کسی فرقے کا نام نہ تھا کسی محدث کا فقہی مسلک اس کے اہلحدیث ہونے کے خلاف نہ سمجھا جاتا تھا ، محدث ہونے کے پہلو سے سب اہلِ حدیث ، تھے ، نویں صدی کا حال اور اس دور کے عُلماء کی اصطلاح ابنِ ہمام کی اس تحریر سے ظاہر ہے ، پھرعلامہ شامیؒ 1253ھ اسے تیرہویں صدی ہجری میں نقل کرتے ہیں اور اس میں کہیں اختلاف ذکر نہیں کرتے کہ اہلحدیث نام سے اِن دنوں کوئی غیر مقلد جماعت بھی مراد لی جاتی تھی ، معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت تک اہلحدیث سے وہ اہلِ علم ہی مراد لئےے جاتے تھے ، جو فنِ حدیث میں حاذق اور صاحب الرائے ہوں ، جس طرح تفسیر پڑھنے پڑھانے والے اہلِ تفسیر اور زبان پر کامل دسترس رکھنے والے اہلِ لُغت کہلاتے تھے ، محدثین کا یہ طبقہ اہلِ حدیث کے نام سے بھی کبھی ذکر ہوتا تھا ، ہندوستان میں حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی سے حدیث کی باقاعدہ اشاعت ہوئی ، آپ کے دور تک لفظ اہلِ الحدیث اسی پُرانی اصطلاح سے جاری تھا

حضرت شیخ ایک مقام پر لکھتے ہیں

وکانوالہ اصحاب من التابعین واتباعہم وکلہم کانوا اہل الحدیث والفقہ والزھد والورع "انوار السنة لرداد الجنة 12 مطبع حسامیہ ، دیوبند"

ترجمہ *:تابعین اور تبع تابعین میں ان کے کئی ساتھی تھے اور وہ سب اہلحدیث و فقہ و زہد ورع تھے*

اہلحدیث سے مراد ترک تقلید کے نام سے ایک فقہی مسلک ہوا یہ جدید اصطلاح اسلام کی پہلی تیرہ صدیوں میں کہیں نہیں ملتی اس کا آغاز چودھویں صدی ہجری سے ہوتا ہے ، یا یوں سمجھ لیجئے کہ تیرہویں صدی کے آخر میں ہندوستان میں اس کے لیے ، کچھ حالات سازگار ہوگئے تھے

صفحہ 17 پر انہوں نے دیوبندیوں کو اہل سُنّت سے خارج لکھا ہے جبکہ ان کے اکابرین نے تو لکھا ہے کہ)دیوبندیوں کے پیچھے نماز درست ہے (فتاوی علمائے اہل حدیث جلد 2 صفحہ 245

اور کثیر غیرمقلدین نے بھی دیوبندیوں کو اہل سنت تسلیم کیا ہے جس کے لئے ایک الگ کتاب چاہئے ہوگی ان شاء اللہ جلد ہی اس موضوع پر کچھ لکھے گے فلحال یہ ایک حوالہ بھی غیرمقلدین کی جان لینے کے لئے کافی ہے

*"اس کے آگے جو اعتراضات کئے ہیں اُن سب کے جوابات حافظ ظہور احمد الحسینی دامت برکاتہم کی کتاب "*المھند الدیوبندی میں ملاحظہ فرمائیں کیوں کہ وہ اس کتاب کا موضوع نہیں اور غیر مقلدین نے خواہ مخواہ صفحات بڑھانے کے لئے ایسی غیر متعلقہ باتیں لکھ دی ، اس کے ساتھ ہی اس رسالے کا جواب ختم ہوا تحقیقی بھی اور الزامی بھی

اللہ تعالٰی سے دُعا ہے کہ ہر مسلمان کو نئے اٹھنے والے فتنوں سے محفوظ رکھے اور علماء امّت سے محبت و عقیدت رکھنے کی توفیق عطا فرمائے ، آمین

آپ کا خیر خواہ - خادم عُلماء دیوبند

مضمون پروف ریڈنگ - ابن محمود علی

مضمون میں کوئی لفظی غلطی نظر آئے تو مطلع کیجئے ۔ مضمون ترتیب دینے میں لفظی غلطی کا امکان ہو سکتا ہے